چند روز مصر میں

(اضافہ شدہ ایڈیشن)

(صاحبزادہ) محمد محب اللہ نوری

فقیہ اعظم پبلی کیشنز

۱۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

چند روز مصر میں

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى
آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰى لَهٗ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى
آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ

Marfat.com

چند روز مصر میں

تصنیف

صاحبزادہ محمد محبّ اللہ نوری

ناشر

فقیہ اعظم پبلی کیشنز بصیر پور (اوکاڑا)

Marfat.com

98212

کتاب	چندروزمصر میں
تصنیف	(صاحب زادہ) محمد محب اللہ نوری
حروف سازی	نوری کمپوزنگ سنٹر، بصیر پور شریف
کمپیوٹر کوڈ	Mohib\Mesr.inp
سن تصنیف	شوال المکرم ۱۴۱۹ھ/جنوری 1999ء
اشاعت بارِ اوّل	محرم الحرام ۱۴۲۰ھ/اپریل 1999ء
اشاعت بار دوم	جمادی الاخریٰ ۱۴۳۱ھ/مئی 2010ء
صفحات	448
مطبع	شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور
ناشر	فقیہ اعظم پبلی کیشنز، بصیر پور شریف

ISBN 969-9079-01-0

9 789699 079016

سٹاکسٹ

1. انجمن حزب الرحمٰن، بصیر پور شریف، ضلع اوکاڑا
2. ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور
3. فرید بک سٹال، 38-اردو بازار، لاہور
4. شبیر برادرز، 40-اردو بازار، لاہور
5. مکتبہ غوثیہ، بابا جلال بلڈنگ، یونی ورسٹی روڈ، کراچی

Marfat.com

أُدْخُلُوْا مِصْرَ
إِنْ شَاءَ اللّٰهُ
آمِنِيْنَ۝

[یوسف:۹۹]

''داخل ہو جاؤ مصر میں، اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تم خیر و عافیت سے رہو گے''---

Marfat.com

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

[الانعام:۱۱]

”اے محبوب فرما دیجئے زمین میں سیر و سیاحت کرو“---

Marfat.com

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
	حرف تحسین
۲۵	ایک منفرد سفرنامہ
۲۹	پرلطف اور شگفتہ سفرنامہ
۳۳	مفید اور قابل تقلید سفرنامہ
۳۷	علم وادب اور روحانیت کا حسین امتزاج
	چند روز مصر میں
۵۵	تقدیم
۵۶	انبیاء کرام علیہم السلام اور مصر
۵۷	احادیث مبارکہ اور مصر
۶۰	مصر کا اسلامی عہد

Marfat.com

مصر ---تعریف و تنقیص پر مبنی آثار ۶۱
روودادِ سفر ۶۲
آداب زیارت ۶۵
نوری قافلہ ۷۱
ویزا ۷۲
روانگیٔ سفر سعادت ۷۴
الوداعی نوافل ۷۵
سفر کی مسنون دعائیں ۷۷
ایک دھچکا ۸۱
لاہور ریلوے اسٹیشن ۸۲
خانیوال ۸۳
کراچی ۸۳
کرنسی ۸۴
کتب خانے ۸۵
کراچی سے روانگی ۸۶
ناشتا ۸۸
دبئی ایئرپورٹ ۸۹
ڈنر ۹۰
قاهره ۹۲
قاہرہ ایئرپورٹ ۹۴
فندق الحسین ۹۶
الحسینیه ۹۸
امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کا سر اقدس ۹۹

Marfat.com

سرانور کی مشہور کرامت	۱۰۱
مشہد انور	۱۰۲
مسجد الحسین	۱۰۲
روضہ اقدس	۱۰۴
جامعہ ازہر کے ہاسٹل میں	۱۰۷
سیدہ زینب رضی اللہ عنہا	۱۱۰
ولادت	۱۱۰
تربیت	۱۱۱
اوصاف حسنہ	۱۱۱
روایت حدیث	۱۱۲
نکاح	۱۱۳
اولاد امجاد	۱۱۴
جرأت وشجاعت	۱۱۴
روضہ ومسجد سیدہ زینب رضی اللہ عنہا	۱۱۶
سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے مزار کی تحقیق	۱۱۸
قرب و جوار کی زیارات	۱۱۹
مسجد ابن طولون	۱۱۹
سیدی محمد الانور رضی اللہ عنہ	۱۲۱
سیدہ سکینہ رضی اللہ عنہا	۱۲۱
سیدی علی جعفری رضی اللہ عنہ	۱۲۲
امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۴
کمال تقویٰ	۱۲۵
صحابی رسول رضی اللہ عنہ کی وصیت	۱۲۷

Marfat.com

موئے مبارک ۱۲۷
اولاد ۱۲۸
تعبیر میں مہارت ۱۲۸
وصال ۱۲۹
سیدہ رقیہ ۱۲۹
سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا ۱۳۱
مصر میں تشریف آوری ۱۳۲
کرامات ۱۳۳
شادی ۱۳۳
امام شافعی رضی اللہ عنہ کی عقیدت ۱۳۴
غیبی ندا ۱۳۵
وصال ۱۳۵
بچیوں کی شادی کے لیے دعا ۱۳۷
امام صاحب سے ملاقات ۱۳۷
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ۱۳۹
جامعہ ازہر کی قدیم مسجد --- جامع الازہر ۱۴۰
کتب خانے ۱۴۳
سبز منڈی ۱۴۴
علامہ عینی و علامہ قسطلانی کا مزار ۱۴۵
علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۶
اساتذہ ۱۴۶
تلامذہ ۱۴۷
تصنیف وتالیف ۱۴۷

Marfat.com

معاصرانہ چشمک	۱۵۰
مسجد، مدرسہ اور مزار	۱۵۲
علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۵۳
لاعلاج بیماری اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توسل	۱۵۴
جامعہ ازہر	۱۵۶
ہوٹل کی تبدیلی	۱۵۷
درگاہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۵۹
امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۶۰
سلسلہ نسب	۱۶۰
والد گرامی	۱۶۱
ولادت	۱۶۲
تعلیم	۱۶۲
اساتذہ	۱۶۳
بچپن میں کرامات کا ظہور	۱۶۴
ذوقِ مطالعہ	۱۶۵
سرعت مطالعہ	۱۶۵
معمولات	۱۶۶
خدمت خلق	۱۶۶
اتباع شریعت	۱۶۷
فقہ سے رغبت	۱۶۷
حزم واحتیاط	۱۶۸
جرأت و بہادری	۱۶۸
ازدواجی زندگی	۱۶۹

Marfat.com

تصوف وطریقت	۱۶۹
قریبِ مصطفیٰ ﷺ	۱۷۰
رسول اللہ ﷺ واسطہ کبریٰ ہیں	۱۷۱
ادب	۱۷۲
مقام ومرتبہ	۱۷۳
تصانیف	۱۷۴
وصال	۱۷۷
شیخ نور الدین شونی رحمۃ اللہ علیہ	۱۷۹
مجلس درود	۱۷۹
اخلاق	۱۸۰
امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی فیض یابی	۱۸۱
دیدار مصطفیٰ ﷺ	۱۸۲
عرفات میں	۱۸۳
وصال	۱۸۳
عظیم محدث، حافظ ابن حجر	۱۸۵
ولادت	۱۸۶
تبحر علمی	۱۸۷
عبادت وریاضت	۱۸۷
حلیہ	۱۸۷
سرعت مطالعہ	۱۸۸
علمی انہماک	۱۸۹
تصانیف	۱۸۹
وصال	۱۹۰

Marfat.com

قاهره سے باهر کی زیارات	۱۹۱
ناشتا	۱۹۱
زراعت	۱۹۲
باغات	۱۹۳
کبوتروں کے ڈیرے	۱۹۵
اقطاب اربعہ	۱۹۵
سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ	۱۹۶
تغیر حال	۱۹۷
چہرہ کے انوار	۱۹۷
مولد کے منکر کی توبہ	۱۹۸
قیدی کی رہائی	۱۹۸
دودھ میں سانپ	۱۹۹
قبر میں کلام	۱۹۹
قبر سے ہاتھ باہر نکالا	۱۹۹
وصال	۲۰۰
مسجد و مزار	۲۰۰
سیدی عبد المتعال یا عبد العال	۲۰۱
حضرت سید ابراهیم دسوقی رضی اللہ عنہ	۲۰۲
مگرمچھ کا واقعہ	۲۰۳
سید ابراہیم دسوقی رضی اللہ عنہ	۲۰۴
قاضی کو سزا	۲۰۴
ملفوظات	۲۰۵
وصال	۲۰۶

Marfat.com

گل دان	۲۰۷
اسکندریہ	۲۰۸
ٹرام	۲۰۹
مزارات پر حاضری	۲۰۹
شیخ ابو العباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ	۲۱۰
قرب وحضوری	۲۱۰
ملفوظات	۲۱۱
حکمرانوں کی ملاقات سے اجتناب	۲۱۲
اخلاق	۲۱۲
صبر واستقلال	۲۱۳
انوار وتجلیات	۲۱۳
شیخ کی نظر میں مقام	۲۱۳
کشف وکرامت	۲۱۴
وصال	۲۱۴
امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں	۲۱۵
امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ	۲۱۷
معراجِ قبولیت	۲۱۸
وصال	۲۲۰
ایک پرلطف جملہ	۲۲۰
بارش	۲۲۱
حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ	۲۲۲
عالم، فقیہ، عابد	۲۲۳
ملفوظات	۲۲۴

Marfat.com

وصال	۲۲۵
سیدی عبدالرزاق الوفائی رحمۃ اللہ علیہ	۲۲۵
حضرت دانیال اور حضرت لقمان	۲۲۶
حضرت دانیال علیہ السلام	۲۲۷
حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ	۲۲۸
لقمان حکیم کو حکمت کیسے ملی؟	۲۲۹
عقل و دانش کا امتحان	۲۳۰
زرہ	۲۳۰
پندونصائح	۲۳۱
حکمت بھری نصیحتیں	۲۳۲
جامع کلمات	۲۳۵
حاضر جوابی	۲۳۶
قبر	۲۳۶
سیدی جابر انصاری	۲۳۶
زیارات قاھرہ	۲۳۸
روضہ امام شافعی رضی اللہ عنہ	۲۳۹
امام شافعی رضی اللہ عنہ	۲۴۰
تعلیم و تربیت	۲۴۰
علمی جاہ وجلال	۲۴۱
علم و علماء کے بارے اقوال	۲۴۲
عبادت وریاضت	۲۴۴
ایک خواب	۲۴۴
حاضر جوابی	۲۴۵

Marfat.com

ذوق شعر وسخن ۲۴۶
رسول اللہ ﷺ اور اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم سے محبت ۲۴۶
ادب ۲۴۷
وصال ۲۴۹
مزار مبارک ۲۴۹
شیخ الاسلام زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ ۲۵۱
دورِ طالب علمی ۲۵۲
منصبِ قضا ۲۵۳
جلالت شان ۲۵۴
ایک خواب اور اس کی تعبیر ۲۵۵
وصال ۲۵۶
حضرت لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ ۲۵۷
صاحب جود وسخا ۲۵۸
نفاست ۲۵۸
وصال ۲۵۹
امام طحاوی وامام طحطاوی ۲۵۹
امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ ۲۶۰
فقہ حنفی اختیار کرنے کا سبب ۲۶۱
معاصرین ۲۶۲
مقام ومرتبہ ۲۶۳
عظمت کردار ۲۶۴
تصانیف ۲۶۴
وصال ۲۶۵

Marfat.com

امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ	۲۶۶
ہجرت وولادت	۲۶۶
تعلیم	۲۶۷
اساتذہ	۲۶۷
بیعت وخلافت	۲۶۸
عملی زندگی	۲۶۸
مفتی اعظم کا منصب	۲۶۹
وہابیہ نجد سے جنگ پر روانگی	۲۶۹
اعتراف عظمت	۲۷۰
تلامذہ	۲۷۱
تصانیف	۲۷۲
وصال	۲۷۳
حضرت وکیع رضی اللہ عنہ	۲۷۴
وصال	۲۷۶
حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ	۲۷۷
حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ	۲۷۹
انوکھی دعا اور اس کی تاثیر	۲۸۱
کرامت	۲۸۲
وصال	۲۸۳
محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ	۲۸۴
وصال	۲۸۶
رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا	۲۸۶
بارش	۲۸۷

Marfat.com

جامع عمرو بن العاص ۲۸۸
تبلیغی مرکز ۲۹۰
حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا مزار ۲۹۰
حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ۲۹۱
باپ اور بیٹے کی عمر میں صرف گیارہ سال کا فرق ۲۹۲
عالم و فاضل شخصیت ۲۹۲
کثرت عبادت ۲۹۳
وصال ۲۹۵
فاتح مصر کا مزار ۲۹۵
حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ۲۹۶
زندگی کے تین ادوار ۲۹۷
پہلا دور ۲۹۷
دوسرا دور ۲۹۸
تیسرا دور ۲۹۹
وصال ۲۹۹
جبل مقطم ۳۰۰
حضرت عبداللہ بن حارث زبیدی رضی اللہ عنہ ۳۰۱
حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ ۳۰۱
کسریٰ کے نام مکتوب گرامی ۳۰۲
ایمان افروز داستان ۳۰۳
حضرت ابوبصرہ غفاری رضی اللہ عنہ ۳۰۴
فسطاط کا علاقہ ۳۰۴

Marfat.com

قلعه سلطان ایوبی	۳۰۶
مسجد محمد علی	۳۰۷
مسجد الرفاعی	۳۰۸
شہنشاہ ایران کا مزار	۳۰۹
ساحل سمندر	۳۱۰
دریائے نیل	۳۱۱
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نیل کے نام خط	۳۱۳
حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر مبارک	۳۱۵
ایک ایمان افروز حدیث	۳۱۶
جوانی لوٹ آئی	۳۱۸
عجائب گھر	۳۲۰
مختلف ممالک کے بادشاہوں کے القاب	۳۲۱
فرعون	۳۲۲
کھانا	۳۲۴
نماز جنازہ	۳۲۵
مصر میں آخری روز	۳۲۶
حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ	۳۲۷
صاحب تصانیف کثیرہ	۳۲۹
مجدد	۳۳۰
شعر و سخن	۳۳۰
استغناء	۳۳۱
عالم بیداری میں دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۳۳۱
شیخ الحدیث	۳۳۲

Marfat.com

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اکابر اولیاء میں سے تھے ۳۴۳

کرامت ۳۴۳

وصال ۳۴۴

خطیب مسجد سیدہ نفیسہ سے ملاقات ۳۴۴

حضرت زید بن سیدنا زین العابدین کا مزار مبارک ۳۴۵

حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ۳۴۷

عبادت اور خشیّتِ الٰہی ۳۳۸

جود و سخا ۳۴۰

عفو و درگزر ۳۴۰

حضرات ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) سے محبت ۳۴۲

پیکر صبر و رضا ۳۴۳

ہیبت و جلال ۳۴۴

وصال ۳۴۶

سیدنا زید بن سیدنا زین العابدین رضی اللہ عنہ ۳۴۷

رافضی، زیدی ۳۴۸

اصحاب ثلاثہ کا دشمن حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دشمن ۳۴۸

شہادت ۳۴۹

سر انور ۳۵۰

قاتلین حضرت زید رضی اللہ عنہ کا انجام ۳۵۱

اہرامِ مصر اور عجائباتِ عالم ۳۵۲

وہ چیزیں جنھیں لوگ عجوبہ سمجھتے ہیں ۳۵۳

دیوار چین ۳۵۳

تاج محل ۳۵۴

Marfat.com

ونڈسر کاسل ۳۵۵
ایفل ٹاور ۳۵۵
ایمپائرسٹیٹ ۳۵۶
بگ بین/گھڑیال ۳۵۷
چینل ٹنل ۳۵۷
بعض دیگر عجائبات ۳۵۸
سات عجائبات ۳۵۹
اھرام ۳۶۳
قدیم ترین عمارت ۳۶۵
اہرام کی سیر ۳۶۷
اہرام کی کھدائی ۳۶۸
ابوالہول ۳۶۹
قریہ فرعونیہ ۳۶۹
پانوراما ۳۷۰
جبل طور ۳۷۲
حضرت موسیٰ اور آرزوئے دید ۳۷۲
نکتہ ۳۷۴
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چہرہ کی نورانیت ۳۷۴
نقاب ۳۷۵
حضرت صفورا رضی اللہ عنہا کی تمنا ۳۷۶
انوار و تجلیاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۳۷۸
جبل موسیٰ ۳۷۸

Marfat.com

مصر کے عمومی حالات ۳۸۰

سیاحت ۳۸۱

تہذیب وتمدن ۳۸۱

زراعت ۳۸۲

ٹریفک ۳۸۳

ریل گاڑی ۳۸۳

غربت ۳۸۴

قبرستان ۳۸۵

بگڑا ہوا عربی لہجہ ۳۸۶

معمولاتِ اہل سنت ۳۸۷

میلاد النبی ﷺ ۳۸۸

استقبال رمضان ۳۸۹

مصر سے واپسی ۳۹۱

مصر سے مصرِ محبت کی جانب ۳۹۴

وہ بستی جس کا رستہ دل کے اندر ہے ۳۹۶

حوالہ جات ۴۰۱

مآخذ ومصادر ۴۳۱

تأثرات ۴۳۹

قطعہ تاریخ سال طباعت ۴۴۵

98212

Marfat.com

حرفِ تحسین

Marfat.com

ایک منفرد سفر نامہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

پرلطف اور شگفتہ سفر نامہ

صاحب زادہ سید خورشید احمد گیلانی

مفید اور قابل تقلید سفر نامہ

مولانا بدر القادری، نیدر لینڈ

علم و ادب اور روحانیت کا حسین امتزاج

ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی

Marfat.com

ایک منفرد سفرنامہ

انسانی علم میں دو ذرائع سے ہی اضافہ ممکن ہے، ایک پڑھ کر اور دوسرا دیکھ کر۔ پڑھنے کے لیے کسی کتاب کا سہارا لینا ہوتا ہے، جب کہ دیکھنے کے لیے پوری کائنات ہے اور اس میں پھیلے ہوئے مظاہر فطرت دامن پھیلائے اہل نظر کو دعوت غور و فکر دے رہے ہیں--- پڑھنے اور دیکھنے سے حاصل ہونے والے علم میں کئی لحاظ سے فرق ہے--- پڑھنے کے لیے کسی زبان کا سہارا لینا ضروری ہے جب کہ دیکھنے کے لیے کسی زبان وادب یا وقت کی پابندی نہیں--- علاوہ ازیں کتابی علم ظنی ہوتا ہے جب کہ مشاہداتی علم یقینی--- شاید یہی وجہ ہے کہ اللہ جل مجدہ الکریم نے قرآن حکیم میں حقیقت کبریٰ کو جھٹلانے والوں کا انجام چل پھر کر دیکھنے کا حکم فرمایا:

Marfat.com

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ---[الانعام:11]

''فرما دیجیے کہ تم زمین پر چلو پھرو، پھر (نگاہ عبرت سے) دیکھو کہ (حق کو) جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوتا ہے''---

منکرین حق کا انجام دیکھنے کے لیے سیر و سیاحت کے اس حکم الٰہی پر عمل کرنا ہو تو مصر سے بہتر کوئی ملک نہیں، جہاں ایک جگہ خدائی کے دعوے دار فرعونوں کے آثار اپنی اصلی حالت میں دیکھے جاسکتے ہیں---مصر کا شمار دنیا کے ان چند ممالک میں ہوتا ہے جہاں پوری دنیا کے لوگ کثرت سے سیاحت کی غرض سے سارا سال آتے رہتے ہیں--- اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں بیک وقت مذہبی، روحانی، سیاسی، ثقافتی اور تاریخی نوعیت کے مقامات کی کثرت ہے--- عالم کفر سے قافلوں کے قافلے اس لیے مصر کا رخ کرتے ہیں کہ یہاں ''کافر اعظم'' کے یادگار کارنامے آج بھی پورے طمطراق سے ان کے ''جذبات کی ترجمانی'' کررہے ہیں، جب کہ عالم اسلام سے آنے والوں کے لیے یہاں جلیل القدر انبیاء علیہم السلام، اہل بیت اطہار، ائمہ مجتہدین اور اولیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مزارات اور آثار باعث کشش ہیں---علاوہ ازیں ہمارے جیسے لوگوں کی دل چسپی کا باعث ان تاریخی روحانی مقامات کے علاوہ عالم اسلام کی قدیم ترین مادر علمی ''جامعۃ الازھر'' بھی ہے، جو صدیوں سے اہل اسلام کو اعتدال پسند علمی، فکری، اعتقادی، روحانی اور سیاسی قیادت فراہم کررہی ہے---

چناں چہ میں خود جب فروری 98ء میں عراق اور شام سے ہوتا ہوا پہلی مرتبہ شیخ الازھر کی دعوت پر مصر گیا اور انھی کی میزبانی میں قاہرہ کے علاوہ دیگر اہم روحانی اور تاریخی مقامات کی زیارت کی تو میرے لیے بھی یہ سفر نہایت دل چسپ اور روح پرور رہا--- اسی لیے میں نے جب محترم و مکرم حضرت علامہ صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری صاحب کی تصنیف

Marfat.com

"چند روز مصر میں" کے چیدہ چیدہ مقامات کا مطالعہ کیا تو وہی مناظر میری آنکھوں کے سامنے گھوم گئے--- یوں لگا جیسے ایک مرتبہ پھر صاحبزادہ صاحب کے ہمراہ امام شافعی، ابن حجر عسقلانی، ذوالنون مصری، امام شعرانی اور امام سیوطی رحمہم اللہ کے دیس میں پہنچ گیا ہوں---

محترم محمد محب اللہ نوری صاحب، فقیہ اعظم حضرت مفتی محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اور حقیقی جانشین ہیں، جن کی علمی، دینی اور اجتہادی خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے--- صاحبزادہ صاحب کی علم دوستی، دور اندیشی، وسیع الظرفی اور احساس ذمہ داری ہمارے بہت سے روحانی اور علمی خانوادوں کے لیے قابل تقلید اور باعث رشک ہے--- نفاست طبع، وضع داری اور ملن ساری جیسی خوبیاں ان کی ہر دل عزیز شخصیت میں مزید نکھار پیدا کر دیتی ہیں--- یہ کتاب ان کی اس خوبی کا منہ بولتا ثبوت ہے---

مجھے یہ کتاب دیکھ کر اس لیے بھی خوشی ہوئی ہے کہ علامہ محمد محب اللہ نوری صاحب نے اسے سفرنامے سے زیادہ بزرگان دین اور ان کے تاریخی مقامات کا خوب صورت تذکرہ کر کے اپنا حق منصبی ادا کیا ہے--- کچھ لوگ برصغیر میں بالخصوص اور پوری دنیا میں بالعموم پچھلی کئی دہائیوں سے صوفیائے کرام رحمہم اللہ کے خلاف پروپیگنڈا کر رہے ہیں، حالاں کہ عرب و عجم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد اسلام کی روشنی پھیلانے میں انھی نفوس قدسیہ نے جان و مال اور وطن کی قربانیاں دے کر دعوت دین کا فریضہ نبھایا---

مصر بھی انہیں بلاد سعیدہ میں شامل ہے جہاں اہل بیت اطہار، ائمہ کرام اور اولیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اَن مٹ علمی، روحانی اور ثقافتی نقوش ثبت کر کے اس دھرتی پر فرعونی تہذیب کا خاتمہ کیا--- حضرت صاحبزادہ صاحب نے بجا طور پر اس پہلو کو بھی بڑی خوب صورتی سے جگہ جگہ اجاگر کیا ہے---

مجھے زیادہ خوشی اس بات پر بھی ہوئی ہے کہ اسے حضرت صاحبزادہ صاحب کے

Marfat.com

علمی ذوق نے محض سفر نامہ نہیں رہنے دیا بلکہ عرق ریزی کر کے ایک تحقیقی اور فکری دستاویز بھی بنا دیا ہے---یوں انہوں نے ایک مرتبہ پھر ابن بطوطہ کے سفر نامے کی یاد تازہ کرتے ہوئے اسے معاصر سفر ناموں میں منفرد بنا دیا ہے--- مجھے امید ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی یہ کوشش زائرین کے لیے بہترین رہنمائی بھی فراہم کرے گی اور عام قارئین کے دلوں میں ان مقامات مقدسہ کی حاضری کا شوق بھی موجزن کرے گی---مصنف اگر کچھ وقت مزید مصر کی سیاحت کے لیے وقف کرتے اور جبل طور کے ساتھ دو اور مشہور شہروں ''الاقصر'' اور ''اسوان'' کے حیران کن مناظر بھی قلم بند کرتے تو اس کتاب کی اہمیت میں اور بھی اضافہ ہو جاتا--- دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جانشین فقیہ اعظم صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری زید مجدہ کے علم و عمل میں اضافہ فرمائے اور حسب معمول ایمانی اور جسمانی توانائیوں کو خدمت دین کے لیے وقف کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے---

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

Marfat.com

پرلطف اور شگفتہ سفر نامہ

سفر نامہ نگاری اب ادب میں ایک باقاعدہ اور مسلمہ صنف کا درجہ پا چکی ہے اور لوگ سفر نامے بڑی توجہ اور دلچسپی کے ساتھ پڑھتے ہیں--- جس طرح کسی کی سوانح حیات پڑھتے ہوئے آدمی لطف لیتا ہے، اسی طرح سفر نامہ بھی ایک خاص حظ عطا کرتا ہے---

سوانح حیات اور مناظر کائنات میں ایک گونہ ربط اور تعلق بھی ہے، سوانح اور مناظر میں واقعیت، حیرت، استعجاب، عبرت اور نصیحت کے کئی پرکشش پہلو ملتے ہیں، جو قاری کے ذہن کو نئی فکری جہت، دل کو سرور اور بہجت اور ذوق کو لطافت اور طراوت بخشتے ہیں--- انسان جب سفر پر نکلتا ہے تو دنیا کے نئے زاویوں سے آگاہ اور انوکھے تجربوں سے آشنا ہوتا ہے--- نئے زاویے اس کے افق ذہنی کو وسعت اور انوکھے تجربے سفر کو لذت سے مالا مال کر دیتے ہیں--- کتابی عالم بھی بڑے لوگ ہوتے ہیں مگر جس نے دنیا گھوم پھر کر دیکھی ہو اس کی معلومات ہر اعتبار سے مکمل اور ٹھوس ہوتی ہیں--- اس لیے کہ سفر مشاہدات سے معمور ہوتا ہے اور مشاہدہ بہت بڑا علم اور ذریعہ علم ہے---

Marfat.com

کتاب پڑھ کر انسان اپنے ذہنی صغرے کبرے سے نتائج اخذ کرتا اور ترتیب دیتا ہے جب کہ کائنات دیکھ کر آدمی اشیاء اور مناظر کو براہ راست نتائج سمیت کشید کرتا ہے---

بیسیوں کتابیں اور علمی مجلسیں جتنا کچھ قلب و دماغ کو ودیعت کرتی ہیں، سفر کے دوران ایک منظر انسان کو اتنا کچھ دے دیتا ہے--- اس لیے سفر نامہ پڑھنے سے انسان کی دل چسپی بہت حد تک فطری ہوتی ہے اور اگر کوئی سفر نامہ نگار اچھا اسلوب اور اندازِ نگارش رکھتا ہو تو وہ لفظوں کو منظروں میں بدل دیتا ہے، جس سے قاری کو یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ صرف لفظ نہیں پڑھ رہا بلکہ وہ منظر خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے--- لکھنے والے کا ابلاغ جس قدر جان دار اور مؤثر ہوگا، وہ قاری کو اتنا ہی اپنا ہم سفر بنانے میں کامیاب رہے گا---

ابن بطوطہ کو صدیاں گزریں، وہ طنجہ (مراکش) سے نکلا تھا اور کہاں کہاں پہنچا---
مجنوں نے کیا خاکِ نجد چھانی ہوگی جس قدر ابن بطوطہ نے دنیا ناپی ہے--- اس نے اپنے سفری مشاہدات روزنامچے کے انداز میں قلم بند کیے--- اس کا اسلوب ادیبانہ اور آہنگ خطیبانہ نہیں، اس کے باوجود سیکڑوں سال سے اس کا سفر نامہ محض سفری حوالہ ہی نہیں، ایک دل چسپ سفری مرقع سمجھ کر پڑھا جا رہا ہے---

عصر حاضر بالخصوص اردو ادب میں بے شمار سفر نامے آچکے ہیں، کسی نے چین پر لکھا، کسی نے جاپان پر، کسی کا موضوعِ سفر ارض حجاز ہے اور کسی کا دیارِ فرنگ، کسی نے امریکہ نامہ لکھا ہے تو کسی نے افریقہ کی یادیں تازہ کی ہیں--- یہ تمام سفر نامے کسی نہ کسی پہلو سے اپنے اندر انفرادیت اور جاذبیت رکھتے ہیں--- بعض کا آہنگ مذہبی ہے، بعض کا سیاسی--- تہذیبی رنگ بھی ملتا ہے اور ادبی سٹائل بھی--- جو شخص جس شعبے سے منسلک ہے، اس نے سفر نامے پر وہی رنگ غالب رکھا ہے--- بہر کیف رنگ جو بھی ہے نظر افروز اور دلآویز ہے---

Marfat.com

''چند روز مصر میں'' بھی ایک ایسا سفر نامہ ہے، جس کا بنیادی خمیر تو مذہبی ہے، یعنی زیارات اور ان سے متعلقات، مگر اسلوب بڑا شگفتہ اور زاویہ نظر بڑا وسیع ہے---

مصر، ایک قدیم تاریخی ملک ہے--- یہ ملک پر شکوہ بادشاہوں، گراں قدر یادوں، قدیم و عظیم تہذیبوں، خیرہ کن ثقافتوں اور تاریخی حوالوں کا امین اور وارث ہے--- ابوالہول، اہرام جیسا تاریخی نادرہ اور عجوبہ بھی یہیں ہے اور ﴿اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى o﴾ کہنے والے فرعون کا حنوط شدہ لاشہ بھی یہیں ہے--- شہرۂ آفاق ''مصر کا بازار'' بھی اسی ملک سے یادگار ہے اور حسن یوسف علیہ السلام کے چرچوں کا گہوارہ بھی یہی ملک ہے--- دریائے نیل بھی اسی کے سینے پر رواں ہے اور جامعہ ازہر بھی اسی خطے پر ایستادہ ہے--- تجدد کی کئی تحریکیں بھی اسی سرزمین سے اٹھیں اور تجدید و احیائے دین کا معرکہ بھی یہیں گرم ہوا ہے--- امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی یہیں مدفون ہیں اور امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ بھی، جن کا قصیدہ بردہ اکناف عالم میں ایک روحانی سوغات اور ایک انوکھی نعمت کی شہرت رکھتا ہے---

''بلبل نیل'' ام کلثوم کی جادوئی آواز بھی اسی ملک سے گونجی اور لوگوں نے دل تھام لیے---

کوہ طور بھی یہیں ہے، جو عربی، فارسی اور اردو ادب کا خوب صورت استعارہ بن چکا ہے---

غرضیکہ مصر ایک ملک ہی نہیں، عجائبات کا ایک خزانہ ہے، جسے دیکھنے کی آرزو ہر اس شخص کو ہے جس کو کسی بھی درجے میں علم، ادب، سیاست، ثقافت اور تاریخی آثار سے دلچسپی ہے---

سفر نامہ ''چند روز مصر میں'' میرے محبِّ گرامی جناب صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری صاحب کے نتائج فکر اور رشحات قلم کا مجموعہ ہے، جو اس لحاظ سے بلا مبالغہ خوب صورت اور

Marfat.com

پرلطف ہے کہ ایک سکہ بند عالم دین اور خانقاہ نشین کے قلم سے نکلنے کے باوجود بہت رواں دواں، شگفتہ اور زبان و بیان کے حسن کا حامل ہے--- میرے نزدیک یہ بہت اچھا شگون اور نیک فال ہے کہ مذہبی حلقوں میں اب قلم کی اہمیت کو محسوس اور جدید اسلوب کو قبول کیا جا رہا ہے--- ورنہ ہمارے ہاں مذہبی حلقوں میں اوّل تو محض "قیل وقال" پر اکتفا کیا جاتا رہا ہے اور دوسرے لکھا گیا ہے تو ٹھیٹھ مذہبی اور گروہی مسائل پر--- جو خود اس حلقے میں گردش تو کرتے رہے مگر باہر انھیں توجہ اور پذیرائی نہ مل سکی---

قبل ازیں میرے ممدوح اور محب گرامی سفر حرمین کے حوالے سے "سفر محبت" رقم کر چکے اور داد سمیٹ چکے ہیں---

"چند روز مصر میں" پڑھتے ہوئے ہمیں معلومات بھی ملتی ہیں اور انکشافات سے بھی واسطہ پڑتا ہے--- اس مجموعے میں سلاست بھی ہے اور قدرے ظرافت بھی--- ساری کتاب پڑھ جایئے، مجال ہے کہیں اکتاہٹ کا احساس ہو یا تکرار سے دماغ اور نظر بوجھل ہوں---

محترم صاحبزادہ محمد محبّ اللہ نوری صاحب ۹۶ء اور ۹۸ء میں بالترتیب صرف تین اور چھ دن مصر میں رہے، لیکن ان کی قوت مشاہدہ کی داد دینی چاہیے کہ انہوں نے نو (۹) دن میں مصر سے وہ کچھ کشید کیا ہے، جو بسا اوقات آدمی سال بھر کسی جگہ رہنے سے بھی حاصل نہیں کر پاتا--- یہ بات طباعی، ذہانت، تیز نگاہی اور باریک بینی کے اوصاف کی آئینہ دار ہے---

میں چند الفاظ تحریر کرتے ہوئے اپنی طبیعت کو خوش گوار پا رہا ہوں، امید ہے قارئین بھی کتاب پڑھ کر اس سے مختلف تأثر کا اظہار نہیں کریں گے---

Marfat.com

مفید اور قابل تقلید سفر نامہ

حضرت صاحب زادہ علامہ محمد محب اللہ نوری مدظلہ النورانی حضرت فقیہ اعظم بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ کے لائق فرزندار جمند الولد سر لابیہ کی زندہ مثال، افاضل گرامی میں ہیں --- صاحب علم ونظر ہیں، دیدۂ بینا اور گوش شنوار کھتے ہیں، ان علماء وصوفیہ کے فیض یافتہ ہیں جو سیروا فی الارض کی تشریح صرف زمین پر سیر سے نہیں بلکہ زمین میں سیر سے کرتے کراتے آئے ہیں --- ان کا تعلق ان لوگوں کے طبقے سے ہے جو ہر دور میں اپنی تحریر وتقریر سے مناجات پیش کرتے ہیں کہ الٰہی:

میرا نور بصیرت عام کر دے

Marfat.com

سبحان اللہ! اس سفر نامے کی کیا بات ہے؟ اور لوگ سفر نامے لکھتے ہیں، اپنے تجربات، مشاہدات اور پسندیدہ معاملات ذکر کرنے کے لیے--- صاحبزادہ فقیہ اعظم مصر کا سفر کرتے ہیں تو نگاہوں پر کتاب وسنت کی عینک لگی ہوتی ہے اور وہ اس عینک سے شہروں اور بازاروں کا معائنہ کرتے چلے جاتے ہیں--- جیسا کہ راقم نے کسی موقع پر لکھا تھا

اسی پہ بدر زمانے کو ہم پرکھتے ہیں
چھپا کے آئنہ ان سے رکھا ہے آنکھوں میں

سفر نامہ کا آغاز ہوتا ہے تو پہلے مصر کے بارے میں وحی الٰہی کا بیان پیش کرتے ہیں، احادیث نبویہ رقم فرماتے ہیں، موجودہ حالات کے تناظر میں یہ مرفوع حدیث بار بار پڑھنی چاہیے:

اِنَّ اِبْلِیْسَ دَخَلَ الْعِرَاقَ فَقَضٰی حَاجَتَہٗ مِنْھَا ثُمَّ دَخَلَ الشَّامَ فَطَرَدَ مِنْھَا حَتّٰی بَلَغَ تِلِمْسَانَ ثُمَّ دَخَلَ مِصْرَ فَبَاضَ فِیْھَا وَ فَرَخَ وَ بَسَطَ عَبْقَرِیَّۃً فِیْھَا--- [صفحہ ۲۴، بحوالہ نور الابصار، صفحہ ۱۷۳]

''ابلیس عراق میں داخل ہوا اور وہاں سے اپنی حاجت پوری کی، پھر شام روانہ ہوا، وہاں سے بھگا دیا گیا تو تلمسان پہنچا، اس کے بعد مصر میں داخل ہوا، وہاں اس نے انڈے بچے دیے اور وہیں ڈیرے ڈال دیے''---

ہر مسافر رخت سفر باندھتا ہے تو اپنی من پسند اشیاء، مقامات اور شخصیات کی جستجو کرتا ہے، حضرت صاحبزادہ صاحب نے مصر کا سفر کیا تو اپنے ذوق وشوق کے عین مطابق اہل اللہ، بزرگان دین، اہل حدیث کو تلاش کیا، علمی و تحقیقی مراکز سے روشنی لی اور مغضوب و معتوب مقامات و افراد کے پاس سے بھی گزرے تو قہر قہار اور غضبِ جبار کی خشیت سے دل کا دامن بھر کر لوٹے گویا:

Marfat.com

درد کی خوشبو سے سارا گھر معطر ہو گیا
زخم کھا کھا کر بدن پھولوں کا پیکر ہو گیا

ایک سچا مومن جب بزرگان دین، اولیاء اللہ اور صلحاء امت کے آستانوں پر پہنچتا ہے تو وہاں سے حصولِ فیض اسی وقت ممکن ہے جب وہ آدابِ زیارت سے واقف ہو۔ ان بارگاہوں میں حاضری کے وقت آپ نے خود بھی زیارت کی ساری احتیاطوں کو ملحوظ رکھا اور اپنے قارئین کو اس کی تعلیم بھی دی۔

حضرت صاحبزادہ صاحب قبلہ نے اپنے اس سفرنامہ کے ذریعہ قارئین کو گھر بیٹھے مصر کی سرزمین پر آرام فرما عظیم اولیاء کرام اور بزرگان کے مقام و مرتبہ سے آگاہی بھی دی اور ان کے سوانحی حالات پیش فرما کر پیکر تراشی کا پورا پورا حق ادا کر دیا۔ میں نے تو یہ محسوس کیا کہ مصر کی اسلامی زیارتوں پر جانے والا ایک عام شخص دس بار بھی سفر کرے تو اتنا کچھ فیض نہیں پا سکتا، جتنا اس کتاب کے ساتھ سفر کرنے والا ایک بار میں پا سکتا ہے۔

اس سفرنامہ کا مسافر الحسینیہ میں سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کی زیارت کر رہا ہو یا سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی چوکھٹ پر حاضر ہو، سیدہ سکینہ رضی اللہ عنہا کی آستاں بوسی کر رہا ہو یا سیدہ نفیسہ یا امام شافعی و ذوالنون مصری اور امام شعرانی رضی اللہ عنہم کی درگاہ میں موجود ہو، امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ سے اکتساب فیض کر رہا ہو یا حضرات دانیال اور لقمان علیہما السلام کی چوکھٹ چوم رہا ہو، ہر جگہ اس کے اطوار و انداز سے نیازمندی و عقیدت کے پھول جھڑتے دکھائی دیتے ہیں۔ گویا:

قدم قدم میری آنکھوں نے لے لیے بوسے
جہاں جہاں سے تقاضائے حسن یار ہوا

مگر یہی مسافر جب کتب خانوں، لائبریریوں اور دانش گاہوں سے گزرتا ہے تو

Marfat.com

لگتا ہے علم و تحقیق کا کوئی رسیا، اوراق کتب پر اپنے گم شدہ ہیرے موتی تلاش کر رہا ہو۔

سفرنامہ کے ۲۵۱ صفحات ہیں، جن کو قیمتی بنانے کے لیے مآخذ و مراجع کی ۵۳ کتابوں سے مدد لے کر ۲۵۹ حوالوں سے کتاب کو مزین کیا گیا ہے۔

سفرنامہ کی زبان نہایت شستہ، رواں اور خوب صورت ہے۔ مجموعی لحاظ سے مذہبی سفرناموں میں صاحب زادہ علامہ محمد محب اللہ نوری صاحب قبلہ کا یہ سفرنامہ مفید ہے اور قابل تقلید بھی:

لگتا ہے یہ میرے دل کی باتیں ہوں
ہر تحریر میں ایسا سوز نہیں ہوتا

Marfat.com

علم وادب اور روحانیت کا حسین امتزاج

صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری نے "نور الحبیب" کی خصوصی اشاعت میں شامل اپنا سفر نامہ مجھے بھجوایا تو ایک عرصے بعد ایک اچھا، معیاری اور معلوماتی سفر نامہ پڑھنے کو ملا---

سیر و سفر سے انسان کا تعلق بڑا پرانا ہے، میرے خیال میں انسان کا اوّلین سفر وہ تھا، جو اس نے جنت سے نکالے جانے کے بعد دنیا کی طرف کیا---اس سفر کے نتیجے میں حضرت آدم علیہ السلام اس پہاڑ پر اترے جسے آج جبل آدم کہا جاتا ہے اور حضرت اماں حوا علیہا السلام جدہ میں اتریں---

قرآن حکیم میں کئی انبیائے کرام علیہم السلام کے اسفار کا ذکر تفصیل سے ملتا ہے، مثلاً آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام کا کشتی کے ذریعے سفر، پھر حضرت لوط علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام،

Marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سفروں کا ذکر تفصیل سے موجود ہے---

ہمارے حضور پرنور شافع یوم نشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پہلا سفر تو شیر خوارگی ہی میں ہوا تھا، جو انھوں نے حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کیا تھا، پھر دوسرا سفر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی والدہ ماجدہ حضرت بی بی سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ یثرب (جو بعد میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدوم میمنت لزوم سے مدینہ منورہ کے نام سے موسوم ہوا) کا فرمایا، جہاں آپ کے والد ماجد حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا مزار تھا--- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ یثرب سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ راستے میں مقام ابواء پر حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں، انھیں وہیں دفن کر دیا گیا--- اب چند روز سے یہ سن کر کلیجہ کٹتا ہے کہ نجدی حکومت نے حضرت سیدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کا مزار شریف مسمار کر دیا ہے---

پھر جناب ابو طالب کے ساتھ شام کا سفر، پھر حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مالِ تجارت لے کر تجارت کی غرض سے دوبارہ شام کا سفر، اس کے بعد ہجرت کا سفر، طائف کا سفر، تبوک کا سفر، لیکن سب سے بڑا اور مبارک سفر تو معراج کا سفر تھا--- گویا انسان اوّل کا پہلا سفر آسمان سے زمین کی جانب تھا اور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سفر زمین سے عرش علیٰ کی رفعتوں کی جانب تھا---

سفر کا یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہا، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر ہجرت، حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا بیت المقدس کا سفر، حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ہجرت حبشہ کا سفر اور مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا کوفہ کا سفر--- ان سب سے ہم اچھی طرح واقف ہیں--- حضرت بلال اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کے مزار اقدس شام میں ہیں--- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ عراق میں دفن ہیں اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما مصر میں مدفون ہیں--- ان سے

Marfat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سفر سے دل چسپی ظاہر ہے---

اسی طرح اولیاء اللہ نے بھی اپنے وقت میں "سیروا فی الارض" کا حق ادا کیا اور اپنے سفر کو وسیلہ ظفر بنایا--- حضرت سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش، حضرت خواجہ عثمان ہارونی، حضرت خواجہ خواجگان معین الدین چشتی اور حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہم کے مبارک سفروں کا حال ان کے تذکروں میں بڑی تفصیل کے ساتھ موجود ہے---

میرے خیال میں سب سے پہلا سفر نامہ جو مرتب ہو کر لوگوں کے سامنے آیا، وہ حکیم ناصر خسرو کا سفر نامہ تھا، جو ۱۰۴۶ء میں لکھا گیا---

اس کے بعد محمد ابن جبیر اندلسی (۱۱۸۳ء) اور ابن بطوطہ (۱۱۸۵ء) کے سفر نامے مرتب ہوئے--- اس کے بعد یہ سلسلۂ خیر جاری رہا اور ہمارے دور کو تو خاص طور پر سفر ناموں ہی کا دور کہنا چاہیے، کیوں کہ سفر نامے بڑی کثرت سے لکھے جا رہے ہیں اور شائع ہو رہے ہیں--- اب تو لوگ اڑن کھٹولے پر بیٹھ کر، جس کا نام انھوں نے ہوائی جہاز رکھ دیا ہے، دنیا بھر میں گھومتے پھرتے ہیں، کیا مشرق، کیا مغرب، ساری دنیا سمٹ کر ایک شہر بن گئی ہے--- لوگ جہاں جاتے ہیں، واپس آ کر بشرطیکہ ادبی جراثیم ان میں موجود ہوں، ایک سفر نامہ لکھ مارتے ہیں--- اور اب تو سفر نامہ کو اردو ادب میں ایک صنف کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے--- برسوں پہلے ۱۹۰۰ء میں مولوی محبوب عالم (ایڈیٹر پیسہ اخبار) انگلستان سدھارے تھے تو اکبر الہ آبادی کو ان پر پھبتی کسنے کا موقع مل گیا تھا:

سدھاریں شیخ کعبہ کو، ہم انگلستان دیکھیں گے
وہ دیکھیں گھر خدا کا، ہم خدا کی شان دیکھیں گے

الحمدللہ! اب ہمیں صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری صاحب کا یہ سفر نامہ "چند روز مصر میں"

Marfat.com

پڑھنا نصیب ہوا ہے، جو اس وقت پیش نظر ہے---

نوری صاحب کا یہ سفر نامہ بلا مبالغہ بڑی خصوصیات کا حامل ہے---اس میں جا بجا ایسی معلومات ہیں، جن سے قاری استفادہ کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا جاتا ہے---

نوری صاحب، مقدس مقامات و مزارات کا حال کچھ اس انداز میں لکھتے ہیں کہ قاری ہر جگہ اپنے آپ کو ان کے ساتھ محسوس کرتا ہے---یہ ان کی تحریر کی بڑی خوبی ہے---

پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں ذوق ایسا لطیف عطا فرمایا ہے کہ حالات و واقعات بیان کرتے ہوئے وہ برمحل عربی، فارسی اور اردو کے اشعار بھی درج کرتے ہیں، جس سے قاری لطف اندوز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور تھوڑی دیر کے لیے ہی سہی، ان میں کھو جاتا ہے---

بعض مقامات پر تو وہ نثر میں سچ مچ شاعری کرتے محسوس ہوتے ہیں، مثلاً دبئی ائر پورٹ سے جہاز کے فضا میں بلند ہونے کا حال اس طرح بیان کرتے ہیں:

> ''دبئی ایئر پورٹ سے جہاز فضا میں بلند ہوا تو نیچے روشنیوں کا ایک جہان دکھائی دیا---آسمان کے نیچے ایک اور رنگا رنگ تاروں بھرا آسمان نظر آیا---یہ دبئی کے آباد علاقے کی روشنیاں تھیں---سڑکوں کے دو رویہ پیلی بتیاں قطار در قطار دکھائی دے رہی تھیں، جیسے سونے کے بڑے دانوں والی تسبیح ہو---یہ حسین منظر دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے''---

منظر کشی کا یہ حسین انداز آپ کو اکثر مقامات پر ملے گا---

صاحبزادہ نوری صاحب نے سفر نامہ کا آغاز لفظ مصر کی تحقیق سے کیا ہے اور بتایا ہے کہ قرآن حکیم میں مصر کا لفظ صراحتاً یا اشارتاً پینتیس (۳۵) سے زائد مقامات پر آیا ہے، محض اسی بات سے مصر کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے---مصر اپنی تاریخی حیثیت کی بنا پر جہاں بڑی اہمیت کا حامل ہے، وہاں اپنے اندر بے شمار سماجی اور سیاسی ''برائیاں'' بھی رکھتا ہے---نوری صاحب نے ان تمام خوبیوں اور خامیوں کا ذکر

Marfat.com

بڑی جرأت اور دیانت داری کے ساتھ کیا ہے--- یہ ضروری بھی تھا کہ ایک اچھے قلم کار یا سفر نامہ نگار کا مطمح نظر یہی ہونا چاہیے کہ "آنکھیں میری، باقی ان کا"---

دیکھیے! ایک جگہ اہل مصر کا مزاج بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اہل مصر میں عیش و عشرت، اتباع شہوات اور دنیوی لذتوں کا غلبہ ہے، ظاہری طور پر خلیق ہیں، خندہ پیشانی سے ملتے ہیں مگر مکر، دھوکہ دہی اور تملق سے پیش آتے ہیں--- مصائب میں صبر نہیں کرتے، راز داری سے کام نہیں لے سکتے"---

مصر میں بے شمار مزارات ہیں، جن کی زیارت کے لیے اہل ایمان کے دل تڑپتے ہیں، ان میں صحابہ کرام بھی ہیں، اہل بیت اطہار بھی، تابعین بھی ہیں، تبع تابعین بھی اور صوفیائے عظام بھی---

صحابہ کرام میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک، حضرت عمرو بن العاص، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت عقبہ بن عامر، حضرت عبد اللہ بن حارث زبیدی، حضرت ابوبصرہ غفاری اور حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہم ہیں---

اہل بیت اطہار میں سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ سکینہ، سیدہ نفیسہ، سیدہ عائشہ بنت امام جعفر صادق، سیدنا امام زید بن زین العابدین اور علی بن حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم ہیں---

تابعین و تبع تابعین میں امام ابن سیرین، امام شافعی، حضرت لیث بن سعد اور حضرت وکیع رحمہم اللہ ہیں---

اولیاء اللہ اور علمائے اسلام میں علامہ عینی، علامہ قسطلانی، امام عبدالوہاب شعرانی، حافظ ابن حجر، امام بوصیری، سید احمد بدوی، حضرت جابر انصاری، شیخ الاسلام زکریا انصاری، سید ابراہیم دسوقی، شیخ ابوالعباس مرسی، حضرت ذوالنون مصری، حضرت

Marfat.com

محمد بن حنفیہ، حضرت رابعہ عدویہ، حضرت سید احمد رفاعی اور امام جلال الدین سیوطی ﷭ شامل ہیں---

پھر حضرت دانیال اور حضرت لقمان ﷤ کے مزارات بھی ہیں---ان کے علاوہ قابل دید مقامات میں کوہ طور، اہرام مصر، الازھر یونی ورسٹی، مجسمہ ابوالہول اور عجائب گھر میں فراعنۂ مصر کی حنوط شدہ لاشیں شامل ہیں---

فاضل مصنف ایک دینی اور علمی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں---تعلیم و تعلم سے ان کا تعلق بڑا گہرا ہے---انہوں نے سفرنامہ کے آغاز میں مسنون ادعیہ بھی درج کردی ہیں، جو روانگی سفر سے قبل پڑھی جاتی ہیں---سفر مصر سے ان کا ایک بڑا مقصد چونکہ مزارات کی زیارت کرنا تھا، اس لیے انہوں نے زیارت قبور کے آداب بھی سفرنامے میں درج کر دیے ہیں، جو ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق ہیں---ان آداب سے آدمی ہمیشہ فائدہ اٹھا سکتا ہے، یعنی مقامی طور پر بھی کسی مزار پر حاضری ہو، تو ان آداب پر عمل پیرا ہو کر صاحب مزار سے استفادہ کرسکتا ہے---اس سفرنامے میں یہ بعض ایسے اضافے ہیں، جو ہمیں عام سفرناموں میں نظر نہیں آتے---

اسلامی ممالک کے سفارت خانوں میں آج کل مشرع و مقطع حضرات سے کیا برتاؤ کیا جاتا ہے، اس کی ایک ہلکی سی جھلک اس سفرنامے میں بھی موجود ہے---ایک وقت تھا کہ ابن جبیر اندلسی اور ابن بطوطہ وغیرہ سیاح ہر ملک میں آزادانہ گھومتے پھرتے تھے اور ہر اسلامی ملک میں ان کی آؤ بھگت ہوتی تھی اور ان کی علمی قابلیت سے خوب خوب فائدہ اٹھایا جاتا تھا---کوئی پاسپورٹ تھا نہ ویزا، بس ان کا مسلمان ہونا ہی کافی تھا---اپنے علم و فضل کی بنا پر وہ کسی بھی اسلامی ملک میں قاضی یا وزیر مقرر ہو جاتے، حتی کہ وزیر اعظم بھی بن جاتے تھے، اب ذرا آج کا حال بھی دیکھ لیجیے:

''ہر ملک کے اپنے ضابطے اور اپنے داخلی حالات کے تقاضے ہوتے ہیں،

Marfat.com

جس کے پیش نظر ویزا طلب کرنے والوں کو تحقیق و تفتیش کی جاں گداز چھلنی سے گزارنے کے بعد ہی ویزا دیا جاتا ہے--- مصر اور شام وغیرہ عرب ممالک میں خصوصاً داڑھی والوں کو بڑی شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، تین سال قبل مصری سفارت خانہ کے باہر بم دھماکے کے بعد بہت سختی اور احتیاط پسندی کی پالیسی کارفرما نظر آتی ہے، مزید برآں اندرون مصر اخوان المسلمین نامی تنظیم کو بھی حکومت اپنے لیے خطرہ کی گھنٹی تصور کرتی ہے، لہٰذا ہر داڑھی والے خصوصاً اسلامی وضع قطع کے نوجوانوں کو نہایت مشتبہ سمجھا جاتا ہے''---

ذرا اب اپنی کرنسی کا حال بھی دیکھ لیجیے، مصنف جہاز سے اترنے کے بعد مصر کے ایئرپورٹ پر پاکستانی کرنسی تبدیل کرا رہے ہیں:

''ایئرپورٹ سے کرنسی تبدیل کروائی، انھوں نے پاکستانی روپے تبدیل کرنے سے معذرت کی--- لہٰذا سو ڈالر دیے، جس کے عوض ۳۴۱ مصری پونڈ ملے، گویا ایک مصری پونڈ سوا سولہ روپے پاکستانی کا ملا ہے''---

اور اب مصر کی عوامی ثقافت کا حال بھی پڑھ لیجیے، صرف دو سطریں:

''مصری دیر سے سونے کے عادی ہیں، قہوہ اور حقہ کے ساتھ ساتھ دف اور راگ سے لطف اندوز ہوتے ہیں، رات کے بارہ ایک بجے تک ایسی محفلیں سڑک کے کنارے گرم رہتی ہیں''---

سطور بالا میں مصر کی زیارات کے ذکر میں میں نے ''سرحسین'' کے مدفون ہونے کا ذکر بھی کیا تھا--- اس بارے میں چونکہ محققین میں اختلاف ہے، اس لیے فاضل سفرنامہ نگار نے تمام مخالف و موافق آرا درج کر دی ہیں، آخر میں طبقات کبریٰ کے حوالہ سے علامہ شعرانی کی یہ رائے بھی درج کر دی ہے کہ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کا سرانور مصر منتقل کیا گیا اور مشہد حسینی (مصر) میں مدفون ہوا--- مشہد حسینی کا تذکرہ

Marfat.com

اس سفرنامہ میں خاص طور پر پڑھنے کے قابل ہے---

فاضل سفرنامہ نگار نے لکھا ہے کہ مصر میں زیادہ تر لوگ شافعی فقہ کے پیروکار ہیں، اس لیے انھوں نے جہاں حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار کی زیارت کے سلسلہ میں اپنے تأثرات تحریر کیے ہیں---حضرت امام کے حالات زندگی بھی تحریر کیے ہیں---

میرے نزدیک اس سفرنامہ کی افادیت کا یہ اہم پہلو ہے کہ نوری صاحب جس مزار پر بھی حاضر ہوئے ہیں، اس صاحب مزار کے اجمالی حالات بھی درج کر دیے ہیں---

اس سلسلے میں سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ نفیسہ، امام ابن سیرین، علامہ عینی، علامہ قسطلانی، امام شعرانی، شیخ ابراہیم دسوقی، سید احمد بدوی، شیخ ابوالعباس مرسی، امام بوصیری، حضرت دانیال، حضرت لقمان، ذوالنون مصری، محمد بن حنفیہ، حضرت عمرو بن العاص، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت عبداللہ بن حذافہ، امام جلال الدین سیوطی، حضرت عقبہ بن عامر اور حضرت امام زین العابدین (رضی اللہ عنہم) کے ایمان افروز حالات خاص طور پر قابل ذکر ہیں---

مصر کے تاریخی اور قابل دید مقامات میں جامع ازہر، جبل مقطم، قلعہ سلطان صلاح الدین ایوبی، مسجد محمد علی، مسجد رفاعی، دریائے نیل، عجائب گھر، اہرام، ابوالہول، پینوراما اور کوہ طور وغیرہ کے بارے میں معلومات خاصے کی چیزیں ہیں--- جنھیں پڑھ کر احساس ہوتا ہے کہ یہ سفرنامہ تو سچ مچ مصر کے بارے میں ایک انسائیکلوپیڈیا ہے---

سفرنامہ پڑھتے ہوئے بعض بڑی دل چسپ باتیں بھی پڑھنے کو ملتی ہیں، مصنف مصر میں سیدہ نفیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کی حاضری کے بعد امام مسجد سے ملنے کے لیے ان کے آفس میں گئے تو انہوں نے دوران گفتگو وہابیوں کی علامات بتاتے ہوئے یہ مشہور حدیث سنائی کہ:

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ حنین کا مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے،

Marfat.com

ذوالخویصرہ نامی شخص نے اعتراض کیا اور کہا، اے محمد! عدل کیجیے---
آپ ﷺ نے فرمایا:
"تجھے عذاب ہو، اگر میں عدل نہیں کروں گا تو پھر اور کون عدل کرے گا؟"---
حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اس شخص کا حلیہ یوں بیان کرتے ہیں:
"داڑھی گھنی، رخسارے ابھرے ہوئے، آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی، پیشانی اونچی اور سر منڈا ہوا"--- (اسی باب کی ایک اور روایت میں ہے: تہ بند پنڈلیوں سے اونچا تھا)---
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے قتل کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے مگر آقا ﷺ نے روک دیا اور فرمایا:
اس کی نسل سے ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو قرآن پڑھے گی مگر قرآن اس کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا--- (دوسری روایت میں ہے کہ ان کی نمازوں کے مقابلے میں تم اپنی نمازیں ہیچ سمجھو گے) یہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور کافروں کو چھوڑ دیں گے--- یہ لوگ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے"---
مصنف نے بعض مقامات پر بزرگوں کے حالات لکھتے ہوئے ان کی دل چسپ کرامات بھی لکھی ہیں، جنھیں پڑھ کر قاری کی طبیعت بڑی فرحت محسوس کرتی ہے، اس طرح وہ اپنے طرز تحریر کی بدولت اپنے قاری کو گرفت میں لیے رہتے ہیں---
مصر میں ایک روز بازار سے گزرتے ہوئے وہ ایک ریڑھی والے لڑکے کو دیکھتے ہیں، جو اپنا سودا بیچ رہا تھا، اس نے ریڑھی پر جو عبارت لکھ رکھی تھی، وہ اس لڑکے کے حسن ذوق کی غماز تھی--- صاحبزادہ صاحب اس سے متاثر ہوئے، اس کا ذکر بھی سفرنامہ میں

Marfat.com

موجود ہے، لکھتے ہیں:

''امام بوصیری کے دربار پر حاضری دے کر باہر آئے تو یہاں ایک بچہ ریڑھی پر سودا بیچ رہا تھا، ریڑھی پر ایک پرلطف جملہ درج تھا، جس نے بہت ذوق دیا --- ہمارے ہاں ریڑھیوں پر عامیانہ اشعار اور سوقیانہ جملے درج ہوتے ہیں، کیا ہی اچھا ہو کہ ایسا بامعنی جملہ درج کیا جائے کہ پڑھنے والا متاثر ہوئے بلکہ عمل کیے بغیر نہ رہ سکے --- ریڑھی پر درج تھا:

صَلِّ عَلَى الْحَبِيْب --- قَلْبُكَ يَطِيْب

''حبیب پاک ﷺ پر درود پڑھیں، آپ کا دل خوش ہو جائے گا'' ---

''اخوان المسلمین'' مصر کی ایک معروف دینی و سیاسی جماعت ہے --- صاحبزادہ نوری صاحب نے لکھا ہے کہ اسے مصر کی جماعت اسلامی یا تبلیغی جماعت سمجھ لیں --- لیکن راقم کے خیال میں اس کی زیادہ مشابہت جماعت اسلامی ہی سے ہے، تبلیغی جماعت سے نہیں --- ہمارے ہاں تبلیغی جماعت سے کبھی کوئی حکومت خائف نہیں رہی، یہ اسلام اور سیاست کو الگ الگ چیزیں سمجھتے ہیں، لیکن جماعت اسلامی سے تو ہر حکومت خائف رہی ہے، جیسے اخوان المسلمین سے مصر کی ہر حکومت خائف رہی ہے --- صاحبزادہ نوری صاحب نے اخوان کے بارے میں لکھا ہے کہ:

''اپنی مخصوص وضع قطع سے پہچانے جاتے ہیں، حکومت ان کی سرگرمیوں سے خائف اور ان پر کڑی نظر رکھتی ہے --- ان لوگوں کی وجہ سے ہر داڑھی والے کو شک و شبہہ کی نظر سے دیکھا جاتا ہے، البتہ مزارات پر حاضری دینے والوں پر اظہار اطمینان و مسرت کیا جاتا ہے کہ اہل محبت ہیں اور ان کا تعلق ''اخوان'' سے نہیں ہے'' ---

بالکل یہی حال پاکستان میں جماعت اسلامی کا ہے، ان کے عقائد بھی عامۃ المسلمین

Marfat.com

کے عقائد سے مختلف ہیں، یہ لوگ مزارات پر بھی حاضری نہیں دیتے اور ایصال ثواب کے مروّجہ طریقوں کے بھی سخت خلاف ہیں، یہی وجہ ان کی سیاسی ناکامی کی بھی ہے--- جب عامۃ المسلمین کے عقائد کو یہ شرک و بدعت کہیں گے تو پھر عام لوگ انہیں ووٹ کیوں کردیں گے--- سب لوگ یقین رکھتے ہیں کہ جماعت اسلامی والے ان کے عام مذہبی عقائد کے مخالف ہیں اور وہ ان سے قطعی مختلف لوگ ہیں--- یہی غلطی جماعت اسلامی سے تحریک پاکستان کے زمانے میں ہوئی تھی کہ عامۃ المسلمین پاکستان کے لیے جدوجہد میں مشغول تھے اور جماعت اسلامی اس کی مخالفت پر کمربستہ تھی--- اللہ تعالیٰ کے ولیوں سے عامۃ المسلمین کو اس قدر محبت ہے کہ مصر کی اخوان المسلمین اس بات کو سمجھی، نہ پاکستان کی جماعت اسلامی---

مصر کی مسجد الرفاعی کے ایک گوشے میں ایران کے معزول شہنشاہ رضا شاہ پہلوی دوم کی قبر بھی ہے، فاضل سفرنامہ نگار سے اس کا ذکر بھی سنتے چلیے، لکھتے ہیں:

"یہ خاصی وسیع مسجد ہے، ایک گوشے میں ایران کے معزول شہنشاہ رضا شاہ پہلوی کا مزار مرقع عبرت ہے---

ایک ہمہ مقتدر شہنشاہ جب تخت و تاج سے محروم ہوا تو دنیا کا کوئی ملک پناہ دینے کے لیے تیار نہ تھا، اللہ کی زمین اس شخص پر تنگ ہو کر رہ گئی تھی--- مزار پر جانے کی اجازت نہیں ہے، اس کی وجہ غالباً یہ خوف تھا کہ انقلابی کہیں قبر سے نکال کر نہ لے جائیں، بہر حال دور سے ہی اس مزار کو دیکھا"---

بادشاہ، صدر اور وزیر اعظم وغیرہ اگر اپنے چندروزہ دور اقتدار میں اپنے منصب کو پہچانیں اور عوام کی خدمت کا کام کریں تو یقیناً مرنے کے بعد بھی وہ لوگوں کے دلوں پر حکومت کر سکتے ہیں، لیکن اقتدار تو انسان کو اندھا بنا دیتا ہے، شیطان ذہن میں یہ فتور ڈال دیتا ہے کہ دنیا میں تجھ سے بڑھ کر بھلا اور کون ہے، یہ خلقت تو محض اس لیے بنائی گئی ہے

Marfat.com

کہ تم جس طرح چاہو، اس پر حکمرانی کرو--- نتیجتاً یہ مقتدر حکمران مرنے کے بعد نشانِ عبرت بن جاتے ہیں اور کوئی ان کی قبر پر فاتحہ پڑھنے کے لیے بھی نہیں جاتا---

نوری صاحب مصر کے عجائب گھر میں فرعون کی لاش دیکھنے کے لیے بھی گئے، لکھتے ہیں:

''فرعون اور دیگر ممیوں کے سرہانے باقاعدہ ٹمپریچر چیک کرنے کے آلات نصب ہیں، پورا جسم سفید پٹیوں سے لپٹا ہوا ہے، البتہ پاؤں اور چہرہ ننگا ہے---اس کا قد درمیانی ہے، گوشت ہی نہیں کھال تک خشک ہو چکی ہے اور خدائی کا دعویدار شخص، ہڈیوں کا ڈھانچہ سا دکھائی دیتا ہے--- باہر آئے تو پھر ایک طائرانہ نظر اس ساز وسامان پر ڈالی جس کے بل بوتے پر یہ اکڑفوں کیا کرتے اور ﴿اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى o﴾ کی ڈینگیں مارتے--- مگر متاعِ دنیا کی حقیقت ہی کیا ہے؟---سب کچھ یہیں رہ گیا اور ملکیت کے دعوے داروں کے اجسام، مرقعِ عبرت بنے ہوئے ہیں جب کہ ان کی روحیں جہنم میں بلبلا رہی ہیں''---

۱۹۱۱ء میں حضرت خواجہ حسن نظامی رحمۃ اللہ علیہ بھی مصر گئے تھے اور فرعون کی لاش کو دیکھا تھا اور فرعون سے باتیں بھی کی تھیں--- مجھے ان کے اکثر نثر پاروں کی طرح یہ دو جملے اب بھی ازبر ہیں جو انھوں نے فرعون کو مخاطب کر کے کہے تھے:

''افسوس نہ ہوا تو اس زمانے میں، ورنہ یورپ اور امریکہ کے سائنس دان تیرا ساتھ خوب دیتے، بشرطیکہ تو شخصی حکومت سے دست بردار ہو کر پارلیمنٹ بنا دیتا---جی اٹھ فرعون! آ چل، ہوٹل میں چل کر وِسکی کا ایک جام پئیں اور دیکھیں کہ اس مصر میں کتنے کوٹ پتلون والے تجھ سے زیادہ سرکشی کے جذبات میں سرشار جوتیاں چٹخاتے پھر رہے ہیں''---

Marfat.com

صاحبزادہ صاحب نے چند روز میں مصر کے تقریباً تمام قابل ذکر مقامات دیکھ ڈالے اور ان کے حالات اس قدر تفصیل سے لکھے کہ ان کی بصیرت اور قوت تحریر پر حیرت ہوتی ہے اور رشک آتا ہے--- وہ طور سینا نہیں دیکھ سکے، اس محرومی کا اظہار انھوں نے بڑی حسرت کے ساتھ کیا ہے، لیکن ساتھ ہی طور کے حالات اس طور پر لکھ دیے ہیں کہ اس کی پوری فلم آنکھوں کے آگے چلتی ہوئی محسوس ہوتی ہے اور قاری ان کے ساتھ ساتھ طور سینا پر غالب کا یہ شعر پڑھتے ہوئے آگے بڑھتا رہتا ہے کہ:

کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب
آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہِ طور کی

صاحبزادہ صاحب نے مصر کے عمومی حالات لکھتے ہوئے ایک جگہ لکھا ہے کہ:

"مصری فرعون کی شخصیت سے خاصے مرعوب ہیں اور اسے ضرورت سے کچھ زیادہ ہی جینئس اور نابغہ سمجھتے ہیں"---

مصریوں کی یہ عمومی کیفیت غالباً تمام مصریوں کے مزاج کی غماز نہیں ہوگی--- یہ تصور خالصتاً غیر اسلامی ہے اور اس کا سب سے بڑا امناد جمال عبدالناصر تھا، جو اپنی ہر تقریر بسم اللہ کی بجائے "نَحْنُ اَبْنَاءُ الْفَرَاعِنَةِ" کے جملے سے شروع کرتا تھا--- حیرت ہوئی ہے کہ اس مصر میں جہاں علامہ جمال الدین افغانی کے شاگرد محمد عبدہ اور سید رشید رضا جیسے لوگ ایک عرصے تک کام کرتے رہے ہوں، مصری قومیت کے اس جاہلانہ تصور میں ابھی تک مبتلا ہیں---

صاحبزادہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے مومنانہ بصیرت سے نوازا ہے، انھوں نے ہر مقام کو ایک مومن کی آنکھ سے دیکھا ہے اور ان مقامات کو جن کو لوگ عموماً ظاہری آنکھ سے دیکھ کر اس کا حال لکھ دیتے ہیں، صاحبزادہ صاحب نے اپنے نور بصیرت سے ان کے باطن میں بھی جھانکا ہے اور اس کا حال بھی لکھا ہے---

Marfat.com

آج کل سفرناموں میں ایک نیا TREND یہ چلا ہے کہ سفرنامے کو زیادہ دل چسپ بنانے کے لیے کسی فرضی خوب صورت لڑکی کا ذکر بھی شامل کر دیتے ہیں--- حیرت ہوئی ہے کہ مصر کے صنم خانے میں صاحبزادہ صاحب کو کوئی حسین لڑکی نظر نہیں آئی--- اس معاملے میں وہ خاصے ''مولوی'' نظر آتے ہیں--- حد یہ ہے کہ انھوں نے ام کلثوم تک کے ذکر سے پرہیز کیا ہے، اس کی ضرورت انھیں شاید یوں بھی محسوس نہیں ہوئی کہ وہ حقیقت نگاری کے فن سے واقف ہیں--- حقیقت نگاری وہ کمال ہے، جس کے آگے ہر فرضی کہانی ہیچ معلوم ہوتی ہے---

اس سفرنامے کا آخری چیپٹر (Chapter) انتہائی ایمان افروز ہے--- اس کا عنوان ہے ''مصر سے مصر محبت کی جانب''--- یہ چیپٹر بلاشبہ محبت کی زبان میں لکھا گیا ہے اور کیوں نہ لکھا جاتا کہ یہ ذکر ہے اس محبوب حجازی ﷺ کا جن کے رشتۂ غلامی سے ہم بندھے ہوئے ہیں:

دل بہ محبوبِ حجازی ﷺ بستہ ایم

محبوب حجازی ﷺ کا ذکر خیر بہرحال قلم سے نہیں، دل سے لکھا جاتا ہے--- بقول علامہ اقبال:

چہ شور است ایں کہ در آب و گل افتاد
ز یک دل عشق را صد مشکل افتاد
قرار یک نفس بر من حرام است
بمن رحمے کہ کارم با دل افتاد

اس چیپٹر میں صاحبزادہ صاحب نے مولانا جامی، عزت بخاری، مولانا احمد رضا خاں اور مولانا حسن رضا خاں وغیرہ بزرگوں کے منتخب اشعار یوں برمحل استعمال کیے ہیں کہ قاری پڑھ کر جھوم جھوم اٹھتا ہے--- ذرا دیکھیے! روضہ رسول مقبول (علٰی صاحبہا

Marfat.com

الصلٰوۃ و السلام) پر حاضر ہیں اور حاضری کی کیفیت بیان کرنے کے لیے اس شعر کو ترجمان بنایا ہے:

جلوہ گاہ ناز کے پردوں کا اٹھنا یاد ہے
پھر ہوا کیا اور کیا دیکھا، یہ کس کو ہوش ہے

میرے علم کے مطابق اردو اور فارسی کا کوئی دوسرا شعر نہیں، جو اس کیفیت کی ترجمانی اس سے بہتر انداز میں کر سکے---

''چند روز مصر میں'' سے محض چند جھلکیاں ہیں، اسے مشتے از خروارے ہی سمجھیے اور پوری طرح لطف اندوز ہونے کے لیے سفر نامہ کا مطالعہ شروع کر دیجیے---یقیناً آپ مستفید بھی ہوں گے اور مستفیض بھی---

Marfat.com

اے خوشا! سفرِ سعادت، یہ عقیدت کا سفر
ہر قدم ، مصرِ محبت ، جانبِ طیبہ نگر

جمشید کمبوہ

Marfat.com

چند روز مصر میں

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
وَالصَّلوٰۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ
وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اُولِی الصِّدْقِ وَ الْیَقِیْنِ
رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ وَ عَلٰی مَنْ نَھَجَ نَھْجَھُمْ
وَ سَارَ عَلٰی طَرِیْقَتِھِمْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ---اَمَّا بَعْدُ

Marfat.com

تقدیم

مصر، ایک قدیم تاریخی ملک ہے، جس کی دینی، تہذیبی، ثقافتی، سیاسی اور علمی وفکری اعتبار سے منفرد اہمیت ہے---قرآن کریم میں اس ملک کا ذکر اشارۃً تیس سے زائد مقامات پر آیا ہے[۱]، جب کہ صراحۃً مصر کا نام درج ذیل پانچ آیات میں مذکور ہے:

۱...... ﴿اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ﴾---[۲]

''مصر میں چلے جاؤ، وہاں تمہیں وہ چیزیں مل جائیں گی جس کا تم نے سوال کیا''---

عام مفسرین نے یہاں مصر کا معنی ''شہر'' کیا ہے مگر امام ابن جریر نے ابوالعالیہ کے حوالے سے اسے ملک مصر قرار دیا ہے---[۳]

Marfat.com

۲...... ﴿وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَ اَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا﴾---[۴]

''اور ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی کی طرف وحی بھیجی کہ مصر میں تم اپنی قوم کے لیے گھر مہیا کرو''---

۳...... ﴿وَ قَالَ الَّذِى اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِىْ مَثْوٰىهُ﴾---[۵]

''اور مصر کے جس شخص نے انہیں (یوسف علیہ السلام کو راہ گیروں سے) خریدا، اس نے اپنی بیوی سے کہا، اعزاز و اکرام سے ان کی رہائش کا اہتمام کرو''---

(۴)...... ﴿اُدْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ﴾---[۶]

''داخل ہو جاؤ مصر میں، اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تم خیر و عافیت سے رہو گے''---

(۵)......﴿قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِىْ مُلْكُ مِصْرَ﴾---[۷]

''فرعون نے کہا، اے میری قوم! کیا میں مصر کا فرماں روا نہیں؟''---

انبیاء کرام اور مصر

مصر کا تعلق متعدد جلیل القدر انبیاء و رسل سے رہا ہے، سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے عراق سے شام کی جانب ہجرت کی تو مصر سے گزرے، یہیں وہ واقعہ پیش آیا، جب یہاں کے ظالم بادشاہ نے آپ کی اہلیہ حضرت سارہ کو نظر بد سے دیکھنا چاہا تو اس کے ہاتھ شل ہو گئے، بالآخر عاجز ہو کر اس نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا سے معذرت کی اور بطور عطیہ حضرت ہاجر رضی اللہ عنہا کو ساتھ کیا---

مصر، تین انبیاء کرام کا سسرالی ملک ہے:

Marfat.com

ا......حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ حضرت ہاجر---

ب......حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کی بیوی (زلیخا)---اور

ج...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باندی حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا، جن کے بطن سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی---

ان تینوں مقدس خواتین کا تعلق مصر سے ہے---[۸]

حضرت یوسف علیہ السلام نے اسی سرزمین پر زندگی کا بڑا حصہ بسر کیا، مصر کے بازار میں ان کی بولی لگائی گئی، شاہی محل میں پروان چڑھے، جیل دیکھی اور پھر شان وشوکت سے حکومت کی---حضرت یعقوب علیہ السلام اور آپ کی اولاد مصر میں مقیم رہی، جس کا تفصیلی ذکر سورۂ یوسف میں آتا ہے---سکندر ذوالقرنین کا تعلق مصر سے ہے، اسکندریہ شہر کی بنیاد آپ نے رکھی---حضرت ادریس، حضرت دانیال، حضرت یوشع، حضرت ارمیاء اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی مصر سے واسطہ رہا، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا تعلق بھی مصر سے تھا اور حضرت موسیٰ وفرعون کا واقعہ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر تفصیل سے بیان ہوا ہے---یوں ہی فرعون کی بیوی حضرت آسیہ، مومن آل فرعون، ساحران عہد موسوی، وہ مومنین ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے---اسی ارض مبارکہ پر طور ہے اور یہیں موسیٰ علیہ السلام، اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف پاتے، تجلیاتِ الٰہیہ کے جلوے اسی زمین پر انھیں نصیب ہوئے اور اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ کی رس بھری صدائیں اور نور کی شعاعیں جس شجرہ مبارکہ سے نکلی تھیں، وہ اسی سرزمین پر واقع تھا---

احادیث مبارکہ اور مصر

قرآن کریم کی طرح احادیث مبارکہ میں بھی مصر کا ذکر بہ کثرت آتا ہے---

Marfat.com

صحیح مسلم شریف میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّكُمْ سَتَفْتَحُونَ مِصْرَ وَهِيَ أَرْضٌ يُسَمَّى فِيهَا الْقِيرَاطُ فَإِذَا فَتَحْتُمُوهَا فَأَحْسِنُوا إِلَى أَهْلِهَا فَإِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَرَحِمًا))---[۹]

''تم عنقریب مصر کو فتح کرو گے، یہ وہ ملک ہے جہاں قیراط نامی سکہ رائج ہے، جب تم یہ سرزمین فتح کر لو تو وہاں کے لوگوں سے بھلائی کرنا، ان کو ذمہ اور رحم کے دوہرے حقوق حاصل ہیں''---

ذوالحجہ سنہ ۶ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ سے واپس ہوئے تو محرم سنہ ۷ھ میں دنیا کے مشہور حکمرانوں کو دعوت اسلام دینے کے لیے ان کے نام مکاتیب ارسال فرمائے---

ان دنوں مصر پر جریج بن مینا حکمران تھا، جو مُقَوقِسْ (بضم المیم و فتح القاف و سکون الواو و کسر القاف الثانیة) کے لقب سے مشہور تھا--- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو گرامی نامہ دے کر بھیجا--- حاطب نے مقوقس کو گرامی نامہ دیا، اس نے کھول کر پڑھا--- گرامی نامہ میں تحریر تھا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ إِلَى الْمُقَوْقِسْ عَظِيْمِ الْقِبْطِ

سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى أَمَّا بَعْدُ:

فَإِنِّيْ أَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ أَسْلِمْ تَسْلَمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ إِثْمُ الْقِبْطِ---﴿يَا أَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لَا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾---[۱۰]

''اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، بے حد رحم فرمانے والا ہے--- اللہ کے

Marfat.com

بندے اور اس کے رسول محمد (ﷺ) کی طرف سے قبط (مصر میں رہنے والے عیسائیوں) کے سربراہ مقوقس کی طرف --- میں تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں --- اسلام قبول کر لے، تجھے سلامتی نصیب ہو گی اور اللہ تعالیٰ تجھے دوہرا اجر عطا فرمائے گا اور اگر تو نے اعراض کیا تو تیری رعایا کا سارا گناہ تجھ پر ہوگا ---

اے اہل کتاب! آؤ ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمھارے درمیان یکساں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنائے اللہ کو چھوڑ کر، پھر اگر وہ روگردانی کریں تو کہہ دو، لوگو! گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں" ---

گرامی نامہ پڑھنے کے بعد اس نے حاطب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر وہ نبی ہیں تو انھوں نے اپنے مخالفین، قریش مکہ کے لیے دعائے ضرر کیوں نہ کی؟ --- حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے جانی دشمنوں کے لیے دعائے ضرر کیوں نہ کی؟ --- اے بادشاہ! تم سے پہلے اس ملک میں ایک شخص ہو چکا ہے، جو انا ربکم الاعلیٰ "میں تمہارا بڑا خدا ہوں" کہا کرتا تھا --- اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت کی رسوائی اس کے مقدر کر دی، اس لیے بہتر ہے کہ تم اس سے عبرت حاصل کرو --- کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ تم سے عبرت حاصل کریں ---

مقوقس نے کہا: ہم خود ایک مذہب رکھتے ہیں، اسے ترک نہ کریں گے، جب تک اس سے بہتر مذہب نہ ملے ---

حاطب نے کہا: اسلام کے بعد عیسائیت یا کسی دوسرے مذہب کی حاجت باقی نہیں رہتی --- اسلام کافی ہے، اسی کی تمھیں دعوت دی جاتی ہے --- اے بادشاہ! جیسے تم لوگ اہل تورات کو انجیل کی دعوت دیتے ہو، ویسے ہی ہم تمھیں قرآن کی دعوت

Marfat.com

دیتے ہیں --- رسول اللہ ﷺ کے ظہور کے بعد سب لوگوں کو اسی رسول برحق ﷺ کی اطاعت لازمی ہے --- یوں سمجھ لیں کہ آپ کو مذہب مسیح ہی کی دعوت دی جاتی ہے، کیوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہی ان کی تشریف آوری کی بشارت دی تھی ---

مقوقس نے کہا کہ میں اس دعوت پر غور کروں گا، مجھے کچھ مہلت دیں --- پھر اس نے حضور ﷺ کے مکتوب گرامی کو ہاتھی دانت کی ڈبیہ میں رکھ کر مہر لگا کر خزانہ میں محفوظ کر دیا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں خط لکھا اور آپ کے لیے تحائف بھیجے، جس میں دلدل نامی خچر بھی تھا، جس پر آپ ﷺ سواری کیا کرتے تھے --- [۱۱]

مقوقس ایمان کی سعادت سے محروم رہا --- [۱۲]

مصر کا اسلامی عہد

سنہ ۲۰ھ میں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مصر فتح ہوا تو مقوقس اپنی ۳۷ سالہ حکمرانی کے بعد خلیفہ اسلام کا باج گزار بنا ---

خلافت راشدہ کے بعد درج ذیل اسلامی حکومتوں نے مصر پر حکمرانی کی:

۱ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی فتح مصر (۱۸ھ/ ۶۳۹ء تا ۲۱ھ/ ۶۴۱ء) ---

۲ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے والیان مصر (۲۱ھ/ ۶۴۱ء تا ۳۸ھ/ ۶۵۸ء) ---

۳ خلافت بنی امیہ (۴۰ھ/ ۶۶۱ء تا ۱۳۲ھ/ ۷۴۹ء) ---

۴ خلافت بنی عباس (اوّل) (۱۳۲ھ/ ۷۵۰ء تا ۲۵۴ھ/ ۸۶۸ء) ---

۵ آل طولون (۲۵۴ھ/ ۸۶۸ء تا ۲۹۲ھ/ ۹۰۵ء) ---

۶ خلافت بنی عباس (دوم) (۲۹۲ھ/ ۹۰۵ء تا ۳۲۳ھ/ ۹۳۵ء)

۷ اخشیدیہ (۳۲۳ھ/ ۹۳۵ء تا ۳۵۸ھ/ ۹۶۹ء) ---

Marfat.com

٨ خلفائے بنی فاطمہ (٣٥٨ھ/ ٩٦٩ء تا ٥٦٧ھ/ ١١٧١ء)---

٩ خلفائے ایوبیین (٥٦٧ھ/ ١١٧١ء تا ٦٤٨ھ/ ١٢٥٠ء)---

١٠ ممالیک (بحری) ٦٤٨ھ/ ١٢٥٠ء تا ٧٩٢ھ/ ١٣٩٠ء)---

١١ ممالیک (بری) (٧٩٢ھ/ ١٣٩٠ء تا ٩٢٣ھ/ ١٥١٧ء)---

١٢ عثمانی والیانِ مصر (٩٢٣ھ/ ١٥١٧ء تا ١٢١٢ھ/ ١٧٩٨ء)---[١٣]

(١٧٩٨ء میں فرانسیسی افواج نپولین کی زیرِ قیادت مصر پر حملہ آور ہوئیں مگر کوشش کے باوجود یہاں تسلط قائم نہ کرسکیں--- بالآخر مصری عوام کی مزاحمت پر انھیں واپس فرانس جانا پڑا)---[١٤]

١٣ خدیوی دور (١٢١٨ھ/ ١٨٠٣ء تا ١٣١٨ھ/ ١٩٠٠ء)---[١٥]

مصر---تعریف و تنقیص پر مبنی آثار

مصر کی مدح و ذم میں بہت سے صحابہ کرام اور تابعین وائمہ کے اقوال منقول ہیں---
مصر فتح ہوا تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مصر کے فاتح اور گورنر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مصر کے احوال پوچھے، تو آپ نے جواباً تحریر فرمایا:

وَمَا مِصْرُنَا مِصْرٌ وَّلٰـكِنْ اَرْضُهَا
كَجَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ لِمَنْ كَانَ يَبْصُرُ
فَاَوْلَادُهَا الْوِلْدَانُ وَالْحُوْرُ غِيْدُهَا
وَرَوْضَتُهَا الْفِرْدَوْسُ وَالنَّهْرُ كَوْثَرُ [١٦]

''ہمارا مصر، مصر نہیں بلکہ صاحبِ بصیرت کی نظر میں جنت الفردوس کی مانند ہے، اس کے چھوٹے بچے غلمانِ جنت، عورتیں حوریں، باغ فردوس

Marfat.com

اور نہریں کوثر کی مانند ہیں"---

جہاں مصر کے فضائل و مناقب ہیں، وہیں اس کی خرابیوں کی طرف بھی اشارے ملتے ہیں، ایک مرفوع روایت میں ہے:

اِنَّ اِبْلِیْسَ دَخَلَ الْعِرَاقَ فَقَضٰی حَاجَتَہٗ مِنْھَا ثُمَّ دَخَلَ الشَّامَ فَطَرَدَ مِنْھَا حَتّٰی بَلَغَ تِلْمِسَانَ ثُمَّ دَخَلَ مِصْرَ فَبَاضَ فِیْھَا وَ فَرَخَ وَ بَسَطَ عَبْقَرِیَّۃً فِیْھَا---[۱۷]

"ابلیس (شیطان لعین) عراق میں داخل ہوا اور وہاں سے اپنی حاجت پوری کی، پھر شام روانہ ہوا، وہاں سے بھگا دیا گیا، تو تلمسان پہنچا، پھر مصر میں داخل ہوا، وہاں اس نے انڈے اور بچے دیے اور اس میں ڈیرے ڈال دیے"---

اہل مصر میں عیش و عشرت، اتباع شہوات اور دنیوی لذات کا غلبہ ہے--- ظاہری طور پر خلیق ہیں، خندہ پیشانی سے ملتے ہیں مگر مکر، دھوکا دہی اور تملق سے پیش آتے ہیں، مصائب میں صبر نہیں کرتے، راز داری سے کام نہیں لے سکتے---[۱۸]

رودادِ سفر

دینی حیثیت کے علاوہ مصر کی ثقافتی اہمیت بھی ہے، یہ عظیم یادوں، قدیم تہذیبوں اور تاریخی نوادرات کا امین ہے--- اسی تاریخی اہمیت کے پیش نظر مصر دیکھنے کا شوق تھا، جو حاضریٔ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا کے ضمن میں یوں پورا ہوا کہ پہلی بار ۱۹۹۶ء میں تین دن اور اب کے دسمبر ۱۹۹۸ء میں چھ دن مصر میں قیام رہا--- ان ایام میں جو کچھ دیکھا، سنا، سمجھا اور محسوس کیا، احباب و رفقائے سفر کے اصرار پر اس کے

Marfat.com

کچھ احوال پیش خدمت ہیں:

ارشاد احبا ناطق تھا ، ناچار اس راہ پڑا جانا

یہ کوئی باقاعدہ سفرنامہ نہیں ہے، ایک روزنامچہ سمجھ لیں، جس کا بیشتر حصہ ٹرین، جہاز، بس اور ٹیکسی میں دورانِ سفر غیر مربوط انداز میں لکھا گیا، تاہم بعض چیزیں امید کہ قارئین کے لیے دل چسپ اور مفید ثابت ہوں گی---

ممکن ہے اس تحریر میں زیادہ دلچسپی کا سامان نہ ہو، مگر بہت سے اہل اللہ کا تذکرہ آ گیا ہے جو سراسر خیر و برکت اور ذریعہ نزول رحمت ہے--- خدا کرے پسند خاطر احباب ہو---

اللہ تعالیٰ جل جلالہ، اس ذکر انبیاء کرام، صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، علماء، محدثین اور اولیاء اخیار (صلی اللہ علیٰ نبینا و علیھم و بارك وسلم) کے صدقے اس کاوش کو قبول فرمائے--- آمین

آخر میں ان احباب کا تذکرہ اور شکریہ ضروری سمجھتا ہوں جنھوں نے مختلف مراحل میں معاونت فرمائی:

- مولانا ممتاز احمد سدیدی حفظہ اللہ، متعلم جامعہ ازہر
- مولانا حافظ محمد اکرم سلمہٗ ربہ تعالیٰ، متعلم جامعہ ازہر
- مولانا حافظ اللہ یار صاحب زید مجدہ، حال مقیم اسلام آباد
- مؤخر الذکر نے ۱۹۹۶ء اور پہلے دو حضرات نے اس بار (۱۹۹۸ء) دورۂ مصر کے موقع پر زیارت وسیاحت میں ہماری رہنمائی کی---
- محترم علامہ محمد اکرم ازہری زید لطفہٗ، جامعہ محمدیہ غوثیہ، لاہور
- محترم پروفیسر خلیل احمد نوری زید شرفہ، لاہور

دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف کے مدرسین:

Marfat.com

- محترم مولانا حافظ محمد اسد اللہ نوری زید علمہ
- عزیزم مفتی محمد لطف اللہ نوری سلمہ ربہ
- محترم مولانا حافظ نذیر احمد زید علمہ وعملہ

ان احباب ورفقاء نے کتاب کے مسودہ کا مطالعہ کیا اور اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا---

عزیز اعز صاحب زادہ محمد فیض المصطفیٰ نوری سلمہ ربہ تعالیٰ سفر مصر میں رفاقت کے علاوہ کتاب کی کمپوزنگ سے لے کر اشاعت تک کے تمام مراحل میں کمر بستہ رہے---

- مولانا محمد یوسف نوری زید حبہ نے کتاب کی پیسٹنگ کی---

اللہ تعالیٰ جل وعلا جملہ محبین ومعاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے، ان کے علم، عمر اور صحت میں برکتیں دے اور انھیں اپنے قرب خاص سے نوازے---

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحٰبہ اجمعین

Marfat.com

آداب زیارت

مصر کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس سرزمین میں انبیاء عظام، صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار سے تعلق رکھنے والی بہت سی نامور اور مقتدر ہستیاں، متعدد علماء ربانیین اور اولیاء کاملین آسودہ ہیں--- ان پاک بارگاہوں کی حاضری بہت بڑی سعادت ہے، خصوصاً اہل بیت کرام کی محبت وعقیدت تو ایمان کا حصہ ہے---

ان پاکیزہ بارگاہوں کے آداب کا پاس ہر ایمان دار کے لیے ضروری ہے، زائرین کو چاہیے کہ وہ سراپا ادب و نیاز بن کر حاضر ہوں--- اس سلسلے میں علامہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ العزیز کے حوالے سے چند آداب درج ذیل ہیں:

Marfat.com

- زائر کو چاہیے کہ وہ جس بارگاہ میں حاضر ہو، ادھر کامل توجہ مبذول رکھے، دل میں ان کی زیارت کا شوق پیدا کرے اور ان کے فیض محکم کا یقین رکھے---
- ظاہری و باطنی گناہوں سے توبہ کرے---
- صاحب مزار کی دعا سے برکت حاصل کرے---
- خلوص نیت سے یہ سمجھ کر حاضر ہو کہ اس حاضری کا سبب صاحب شریعت (ﷺ) کے فرمان کی تعمیل ہے---
- لوگوں کی عزت و آبرو کا خیال کرے اور زبان کو قابو میں رکھے---
- اگر ان آداب کو ملحوظ نہیں رکھے گا تو اسے زیارت کا کچھ بھی اجر و ثواب اور فائدہ حاصل نہ ہوگا بلکہ یہ سراسر تکلف اور منافقت ہوگی---
- مزار پر حاضری کا سبب صاحب مزار سے حصول توسل ہو تو یقیناً کامیابی ہوگی، اللہ تعالیٰ نے اکابر اولیاء کی قبور پر فرشتے مقرر کر رکھے ہیں، جو زائرین کی حاجات کو پورا کرتے ہیں، کیوں کہ اہل اللہ زندگی اور موت میں کرم وسخا کا مرکز ہوتے ہیں--- ظاہر ہے جو شخص کسی کریم کے دروازے پر چلا جائے، وہ محروم نہیں لوٹتا، خصوصاً صاحبِ مزار اگر اہل بیت سے تعلق رکھنے والے ہوں تو ان کے کرم کا کیا کہنا---[۱۹]

حضرات اہل بیت کرام میں سے کسی کے ہاں حاضری ہو تو آدابِ زیارت میں یہ بھی ہے کہ زائر یہ کہے:

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾---[۲۰]

﴿رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ﴾---

"اے نبی ﷺ کے گھر والو! اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے پلیدی کو دور کردے اور تم کو پوری طرح پاک صاف کردے---

Marfat.com

اے اہل بیت کرام! آپ پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں---
وہ حمد والا، بزرگی والا ہے"---

اس کے بعد نسبت نبوی کے حوالے سے دعا کی جائے، آخر میں یوں عرض کرے:

اَلسَّلَامُ یَا بَنِی الْمُصْطَفٰی---
اَلسَّلَامُ یَا بَنِی فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ---
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اَزْوَاجِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی ذُرِّیَّةِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ---
اَللّٰهُمَّ بَلِّغْنِیْ مَا اَمَّلْتُ وَمَا رَجَوْتُ وَاَعِدْ عَلَیَّ وَعَلَی الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ بَرَکَاتِهِمْ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ---[۲۱]

"اے آل رسول! تم پر سلام ہو---
اے اولاد سیدہ فاطمۃ الزہراء! تم پر سلام ہو---
اے اللہ! درود و سلام بھیج ہمارے سردار سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر اور آپ کی ازواج مطہرات اور آل و اولاد پر---
اے اللہ، اے تمام جہانوں کے رب! میری آرزو پوری فرما دے اور مجھے اور تمام مسلمانوں کو ان حضرات کی برکات سے بہرہ یاب فرما"---

اہل اللہ کو جس قدر بلند و بالا مقامات اور مراتب و مناصب ملتے ہیں، یہ سب آقا دو عالم سرکار ابد قرار ﷺ کا فیضان ہے، یہ حضرات انوار و تجلیاتِ مصطفوی کے امین اور مظہر و قسیم ہوتے ہیں---سو، ان کی بارگاہ میں حاضری اور ان کے ادب و احترام میں اس نسبت نبوی کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے---

خصوصاً گلستان رسالت کے گلہائے تر---اہل بیت اطہار---کا معاملہ تو بہت نازک ہے:

Marfat.com

شگفتہ گلشنِ زہرا کا ہر گلِ تر ہے
کسی میں رنگِ علی ہے، کسی میں بوئے رسول

اللہ تعالیٰ جل جلالہ اپنے تمام پاک باز بندوں کی محبت، عقیدت اور کما حقہ ان کے ادب واحترام کی توفیق مرحمت فرمائے---

آمین بجاہِ طٰہٰ و یٰس وَ صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۹ر شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ/ ۹ر دسمبر ۱۹۹۸ء

شکر خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے
جس پر نثار جان فلاح و ظفر کی ہے

لِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّة! آج پھر سفر درپیش ہے --- وہی سفر جس کی کلفتوں پر حضر کی راحتیں نثار --- جس کی مشقتوں پر گھر کی نعمتیں قربان --- جس کے لیے ہر ایمان دار ترستا ہے --- ہر اہل محبت تڑپتا ہے --- جو وجہِ قرار جان اور باعثِ حلاوت ایمان ہے --- صد شکر کہ ایک سال بعد یہ سفر سعادت و محبت نصیب ہو رہا ہے، جس کی منزل، محبت نگر بلکہ محبت ہی محبت ہے ---

دسمبر کا دوسرا ہفتہ شروع ہو چکا ہے، پت جھڑ کا موسم ہے، ویرانی کا موسم ہے، خزاں کا موسم ہے --- پر، روحانی دنیا میں موسم بہار کا آغاز ہوا چاہتا ہے ---

Marfat.com

شادمانی کا موسم--- شادابی کا موسم--- دلوں کے زنگ اترنے کا موسم--- روحوں کی نکھار کا موسم--- بارش انوار کا موسم--- رحمت کردگار کا موسم--- ہاں! رب کریم کے اپنے خاص مہینے رمضان کریم کی آمد آمد ہے، جشن بہاراں کی نوید ہے اور مومنوں کی عید ہے---

''شَعْبَانُ شَھْرِیْ'' فرمانے والے رسول رحمت ﷺ کا مہینا--- شعبان--- آتا ہے تو اہل محبت کے دلوں میں یاد مدینہ چٹکیاں لینے لگتی ہے، لحہ لحہ سراپا انتظار بن جاتا ہے اور حال یہ ہو جاتا ہے کہ سوچوں میں مدینہ--- خیالوں میں مدینہ--- جلوتوں میں مدینہ--- خلوتوں میں مدینہ--- اور تصورات میں یاد مدینہ یوں رچ بس جاتی ہے کہ روح جھنجھوڑ جھنجوڑ کر کہتی ہے:

جان و دل ہوش خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضاؔ ، سارا تو سامان گیا

ظاہراً تو یہ سفر آج شروع ہو رہا ہے مگر حقیقۃً اس کا آغاز حجاز مقدس سے واپسی کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے--- اور یہ طیبہ سے واپسی بھی بامر مجبوری ہوتی ہے، کچھ قانونی تقاضوں کا پاس اور زیادہ تر قرض محبت کی ادائی کا احساس دامن گیر ہوتا ہے اور محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے تتبع میں یہ عرض کرتے ہوئے وطن اصلی سے وطن عارضی کی طرف مراجعت ہوتی ہے کہ:

مدینہ کا کچھ کام کرنا ہے سید
مدینے سے میں اس لیے جا رہا ہوں

چناں چہ مدینہ منورہ سے واپسی کے معاً بعد اگلی حاضری کی تمہید ہو جاتی ہے اور رجب المرجب میں حضرت سیدی فقیہ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے عرس مبارک کی تقریبات کے اختتام کے ساتھ ہی حتمی پروگرام طے ہو جاتا ہے---

Marfat.com

گزشتہ چند سالوں سے یہ معمول رہا ہے کہ حاضری مدینہ منورہ کے لیے ایسا روٹ اختیار کیا جائے کہ ''ہم خرما و ہم ثواب'' کے مصداق ﴿سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ﴾[۲۲] پر عمل ہو جائے اور تاریخی مقامات کے ساتھ ساتھ اکابر برگزیدہ ہستیوں کے مزارات کی حاضری بھی میسر آ جائے اور مقصود اصلی تک رسائی بھی ہو جائے کہ ع

اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

اس طرح کے شیڈول کا ایک اضافی فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ تنہا کسی ملک کے سفر پر اٹھنے والے مصارف کی نسبت، سفر مدینہ کے ضمن میں سفر مقدس کے تصدق معمولی سے اضافی خرچ اور بعض صورتوں میں اسی خرچ پر ایک دوسرے ملک کی سیر بھی ہو جاتی ہے--- چناں چہ اب کے طے پایا کہ اجپیٹ ایئر لائن (EGYPT AIR) کے ذریعے کراچی، قاہرہ اور جدہ کا راستہ اختیار کیا جائے اور قریباً ایک ہفتہ مصر میں قیام کے بعد حرمین شریفین کی حاضری ہو---

نوری قافلہ

پروگرام طے ہوا تو چند قریبی رفقا بھی تیار ہو گئے، چناں چہ درج ذیل پانچ افراد کا نوری قافلہ عازم سفر سعادت ہوا:

۱......چودھری محمد اسحاق نوری، داروغہ والا، لاہور---[۲۳]

۲......(صاحبزادہ) محمد فیض المصطفیٰ نوری، انتالی شریف---

۳......محمد اقبال نوری، بصیر پور شریف---

۴......حافظ عبدالرشید نوری، بصیر پور شریف---اور

۵......راقم آثم محمد محبّ اللہ نوری

Marfat.com

ویزا

رین بوٹریول ایجنسی، لاہور کی وساطت سے پاسپورٹ جمع کرائے، گیارہ دن بعد سعودی عرب کا ویزا لگ گیا، اب مصر کے ویزا کا مرحلہ درپیش تھا، ایئر لائن والوں کے سفارشی خط کے ساتھ چودھری الحاج محمد اسحاق نوری صاحب نے اسلام آباد کے مصری سفارت خانہ میں پاسپورٹ مع ویزا فیس جمع کروا دیے--- ایئر لائن والوں نے ایک ہزار روپے فیس بتائی تھی، مگر سفارت خانہ والوں نے سات صد ستر روپے فی کس وصول کیے---

ہر ملک کے اپنے ضابطے اور اپنے داخلی حالات کے تقاضے ہوتے ہیں، جس کے پیشِ نظر ویزا طلب کرنے والوں کو تحقیق و تفتیش کی جاں گداز چھلنی سے گزارنے کے بعد ہی ویزا دیا جاتا ہے--- مصر اور شام وغیرہ عرب ممالک میں خصوصاً داڑھی والوں کو بڑی شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے--- تین سال قبل مصری سفارت خانہ کے باہر بم دھماکے کے بعد بہت سختی اور احتیاط پسندی کی پالیسی کارفرما نظر آتی ہے، مزید برآں اندرون مصر اخوان المسلمین نامی تنظیم کو بھی حکومت اپنے لیے خطرہ کی گھنٹی تصور کرتی ہے، لہٰذا ہر داڑھی والے، خصوصاً اسلامی وضع قطع کے نوجوانوں کو نہایت مشتبہ سمجھا جاتا ہے---

۱۹۹۶ء میں پہلی بار مصر جانا ہوا، اس وقت حصول ویزا کے لیے ہم براہ راست سفارت خانے چلے گئے، یہ وہ موقع تھا جب تازہ تازہ دھماکے کا سانحہ رونما ہو چکا تھا اور کوئی مہینا بھر ویزا کے اجراء کا سلسلہ منقطع رہنے کے بعد دوبارہ سلسلہ شروع ہوا تھا--- تب بھی جاتے ہی کام ہو گیا تھا--- اس بار ایئر لائن والوں نے ذمہ داری قبول کی تھی، ان کے کہنے پر ہم مطمئن تھے مگر ۱۳/ شعبان المعظم کو اچانک اطلاع ملی کہ کل بروز جمعہ،

Marfat.com

۱۴ ر شعبان کو دو پہر دو بجے انٹرویو کے لیے اسلام آباد سفارت خانے پہنچیں--- اس "تکلیف ما لا یطاق" پر بہت کوفت ہوئی اور اس قدر طویل سفر کی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ اس طرح شب براءت کا زیادہ حصہ سفر کی نذر ہونے کا احتمال ہی نہیں، یقین تھا--- پھر سوچا اسلام آباد کا سفر بھی تو راہِ مدینہ منورہ اور حاضری درگاہ صلحاء و محبین طیبہ کے سلسلہ ہی کی ایک اہم کڑی ہے، لہٰذا یہ بھی عبادت سے کم نہیں، سو ہمت ہو گئی--- اذانِ فجر کے ساتھ ہی دربار عالیہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ پر حاضری دی، دعائیں کیں اور پھر نماز فجر اوّل وقت میں ادا کر کے عازم اسلام آباد ہو گئے---

موٹر وے کے ذریعے تیزی سے سفر جاری رہا، ڈھائی بجے مصری سفارت خانے کے قونصلیٹ سے ملاقات ہوئی، ہم نے بتایا کہ ہمارا عمرے کا ویزا لگا ہوا ہے اور براستہ مصر جانا چاہتے ہیں--- پہلے بھی اسی طرح ایک بار ہم نے سفر کیا ہے، آپ پاسپورٹ دیکھ کر تصدیق کر سکتے ہیں--- ان شواہد اور چہرہ شناسی کے بعد ہمیں بے ضرر سمجھ کر ویزا کی ہامی بھر لی اور درخواست پر او کے (OK) لکھ کر مسکراہٹ کے ساتھ الوداع کہا اور منگل کو پاسپورٹ ایئر لائن کے دفتر لاہور پہنچوانے کا وعدہ کیا--- حسب وعدہ منگل، ۸ر دسمبر کو پاسپورٹ مل گئے اور یوں ۹ر دسمبر کو پہلے سے طے شدہ شیڈول کے مطابق سفر اختیار کرنے کا پروگرام قابلِ عمل ٹھہرا---

✡✡✡✡✡

Marfat.com

روانگی سفرِ سعادت

آخر وہ ساعت سعید آ پہنچی، جس کے لیے دن اور گھڑیاں گنی جا رہی تھیں، جن لمحاتِ کیف زا کا اضطرار کی حد تک انتظار تھا --- اس کیفیت کا کچھ وہی لوگ اندازہ کر سکتے ہیں، جنھیں اس حسین تجربے سے گزرنے کا اتفاق ہوا ہو کہ ع

ذوق ایں مے نشناسی بخدا تا نہ چشی

۹ر دسمبر ۱۹۹۸ء، نماز فجر کے فوراً بعد جامع مسجد نور، دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف میں محفل میلاد ہوئی --- ذکر مصطفیٰ ﷺ روح و جان کی غذا جو ٹھہری --- تلاوت و نعت خوانی ہوئی --- ظاہر ہے، نعتوں کا مضمون حاضری مدینہ و یاد مدینہ تھا --- صوفی اللہ دتہ قادری نے یہ شعر پڑھا تو محفل لوٹ پوٹ ہو گئی:

Marfat.com

سرکار تمھاری گلیوں میں منگتوں کا رہے آنا جانا

مولانا حافظ محمد اسد اللہ نوری ﷾ نے سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مرغوب نعت پڑھی تو مسجد نور مولانا حسن رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار سے گونج گونج اٹھی:

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ
کہ سب جنتیں ہیں نثار مدینہ
مری خاک یا رب نہ برباد جائے
پس مرگ کر دے غبار مدینہ
ملائک لگاتے ہیں آنکھوں میں اپنی
شب و روز خاک مزار مدینہ

نعت خوانی کے بعد احقر نے الوداعی کلمات کہے، اپنے پروگرام کی تفصیل بتائی--- ایک سیہ کار، عصیاں شعار مسافرِ مدینہ کو الوداع کہنے والے معززین شہر کا کثیر اجتماع تھا--- سب کے لیے اجتماعی دعا ہوئی---

الوداعی نوافل

دعا سے پہلے الوداعی نوافل ادا کیے، آداب سفر میں شامل ہے کہ سفر پر روانہ ہوں تو اپنی مسجد کا حق بھی ادا کریں، مگر یوں کہ چار نفل ادا کیے جائیں اور ان میں بھی بہتر یہ ہے کہ چاروں قل، (قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ، قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) یعنی ہر رکعت میں ایک قل شریف پڑھا جائے--- ان شاء المولیٰ تعالیٰ واپسی تک ان نوافل کا اجر و ثواب لکھا جاتا رہے گا اور اگر واپسی خدا کو منظور نہ ہوئی تو پھر رحمت خداوندی سے امید کہ تا قیامت ان نوافل کا ثواب

Marfat.com

مستقل طور پر نامہ اعمال میں محفوظ ہوتا رہے گا--- وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ

چوں کہ یہ اشراق کا وقت تھا، حاضرین کو نوافل اشراق کی فضیلت بتا دی اور ترغیب دلا دی کہ اس غنیمت باردہ سے فائدہ اٹھائیں، سب نے بلا جماعت فرداً فرداً نفل ادا کیے--- واضح رہے کہ فقہ حنفی میں نوافل کی جماعت میں تداعی منع ہے، ترغیب پر قدغن نہیں ہے، نوافل کے بعد صلوۃ وسلام پڑھا گیا--- نماز مومنین کی معراج ہے، نماز آقا ﷺ کو پسند بلکہ آنکھوں کی ٹھنڈک ہے--- ظاہر ہے نماز کے بعد سلام کا لطف "نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ" اور سرور و حبور سے بھرپور ہو جاتا ہے--- آج کچھ ایسی ہی کیفیت تھی اور کیفیت الفاظ و معانی کی تنگ نائیوں میں کب سمائی ہے کہ دکھائی جا سکے--- یہ تو احساسات کی دنیا ہے، یہ ایک الگ جہان ہے، جس کی پیار بھری اور منفرد داستان ہے--- خدا کرے محبت کی حقیقی چاشنی اور کیفیت خاص ہمیں بھی نصیب ہو جائے---

مسجد سے گھر آیا، مسنون طریقہ کے مطابق نوافل ادا کیے اور سفر پر روانگی کی دعائیں پڑھیں---

Marfat.com

سفر کی مسنون دعائیں

محترم قارئین! سفر کی چند مسنون دعائیں نقل کی جارہی ہیں، ممکن ہو تو تمام دعائیں، ورنہ سہولت کے مطابق ایک دو دعائیں پڑھ لی جائیں کہ سرکار ابد قرار ﷺ کی عطا کردہ دعاؤں میں تاثیر بھی ہے اور تسکین بھی:

● اَللّٰهُمَّ بِكَ انْتَشَرْتُ وَاِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَبِكَ اِعْتَصَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ ثِقَتِيْ وَاَنْتَ رَجَائِيْ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ مَا اَهَمَّنِيْ وَمَا لَا اَهْتَمُّ بِهٖ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ عَزَّ جَارُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ زَوِّدْنِي التَّقْوٰى وَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَوَجِّهْنِيْ اِلَى الْخَيْرِ اَيْنَمَا تَوَجَّهْتُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَ

Marfat.com

الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَ سُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَ الْوَلَدِ---

''اے اللہ! تیری مدد سے میں نکلا اور تیری طرف متوجہ ہوا اور تیرے ساتھ اعتصام کیا اور تجھی پر توکل کیا، اے اللہ! تو میرا اعتماد ہے اور تو میری امید ہے، الٰہی! تو میری کفایت کر اس چیز سے جو مجھے فکر میں ڈالے اور اس سے جس کی فکر میں نہیں کرتا اور اس سے جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے--- تیری پناہ لینے والا باعزت ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں--- الٰہی! تقویٰ کو میرا زادِ راہ کر، میرے گناہوں کو بخش دے اور مجھے خیر کی طرف متوجہ کر، جدھر میں توجہ کروں--- الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سفر کی تکلیف سے اور واپسی کی برائی سے اور آرام کے بعد تکلیف سے اور اہل و مال و اولاد میں بری بات دیکھنے سے''---

گھر سے نکلتے ہوئے آیۃ الکرسی اور قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ سے سورۃ الناس تک، تبت یدا کے سوا پانچ سورتیں تسمیہ سمیت پڑھیں اور یہ آیت مبارکہ تلاوت کریں:

﴿اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ﴾---[۲۴]

''بے شک جس نے تجھ پر قرآن فرض کیا، تجھے واپسی کے مقام پر (بخیریت) پہنچائے گا''---

سواری پر سوار ہو کر سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ تین تین بار اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ایک بار پڑھ کر یہ آیت قرآنی بطور دعا پڑھی جائے:

﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ o وَ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ o﴾---[۲۵]

''پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لیے اس سواری کو مسخر کیا، جب کہ ہم اس پر قابو پانے کی قدرت نہ رکھتے تھے اور ہم اپنے رب کی طرف

Marfat.com

لوٹ کر جانے والے ہیں"---

اس کے بعد مزید یہ دعائیں پڑھ لی جائیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ سفر سے بخیریت گھر واپس آئے گا---

● بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ نَزِلَّ اَوْ نُزَلَّ اَوْ نَضِلَّ اَوْ نُضَلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ اَوْ نَجْهَلَ اَوْ يَجْهَلَ عَلَيْنَا اَحَدٌ---

"اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ کی مدد سے اور اللہ پر توکل کیا میں نے اور گناہ سے پھرنا اور نیکی کی قوت نہیں مگر اللہ سے، اے اللہ! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ لغزش کریں یا ہمیں کوئی لغزش دے یا گمراہ ہوں یا گمراہ کیے جائیں یا ہم ظلم کریں یا ہم پر ظلم کیا جائے یا جہالت کریں یا ہم پر کوئی جہالت کرے"---

● اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَ كَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَ سُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ---

"اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں سفر کی مشقت سے، غم انگیز منظر سے اور اس بات سے کہ مال، اولاد اور گھر والوں کے پاس بری حالت میں واپس لوٹوں"---

● اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَ الْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ وَ الْمَالِ وَ الْوَلَدِ---

"یا اللہ! تو ہی میرے سفر کا ساتھی اور میری غیر موجودگی میں میرے گھر والوں اور مال و اولاد کا محافظ ہے"---

● اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ فِيْ سَفَرِيْ هٰذَا الْبِرَّ وَ التَّقْوٰى وَ مِنَ

Marfat.com

الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی ---

''اے اللہ! میں اس سفر میں نیکی، تقویٰ اور ایسے عمل کی توفیق مانگتا ہوں جس سے تو راضی ہو''---

● اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا ھٰذَا السَّفَرَ وَ اطْوِ عَنَّا بُعْدَہٗ---

''الٰہی! ہمارے سفر کو آسان فرما اور اس کی مسافت کو لپیٹ دے''---

---۞---

محترمہ والدہ صاحبہ [۲۶]، بچوں اور عزیزوں سے رخصت ہو کر مدرسہ کے چند ضروری امور نمٹائے، سیدی و ابی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دربار اقدس پر حاضری دی، احباب سے معانقہ و مصافحہ کے بعد دس بج کر گیارہ منٹ پر بصیر پور شریف سے روانگی ہوئی--- ڈھائی بجے علامہ احمد علی قصوری کے ہاں لاہور پہنچے، نماز ظہر ادا کی، کھانا کھایا--- علامہ قصوری صاحب باذوق آدمی ہیں، ان کے ذوق و نفاست کا دائرہ کار صرف علمی و ادبی دنیا تک محدود نہیں--- وہ خوش پوشاک بھی ہیں اور خوش خوراک بھی، اچھا کھاتے بھی ہیں مگر اس سے بڑھ کر اچھا کھلانے سے بہت خوش ہوتے ہیں، آج کا کھانا بھی ان کی خوش ذوقی پر شاہد تھا---

پروفیسر علامہ خلیل احمد نوری سے بھی یہیں ملاقات ہوئی، تھوڑی دیر بعد مولانا صوفی محمد علی نقشبندی (سیال کوٹ)، مولانا محمد حسین آزاد (لاہور) اور چند دیگر احباب ملاقات کے لیے تشریف لائے، ساڑھے چار بجے یہاں سے فارغ ہو کر جامع مسجد عبدالکریم روڈ قلعہ گوجر سنگھ مولانا عبداللطیف نوری کے پاس پہنچے، نماز مغرب یہاں ادا کی--- چودھری محمد اسحاق نوری صاحب یہاں ہمارے منتظر تھے، طے شدہ پروگرام کے مطابق انھوں نے ہمیں نائٹ کوچ پر سوار کرانے کے بعد اگلے دن بائی ایئر کراچی پہنچنا ہے اور کراچی سے اگلے سفر میں رفیق سفر ہوں گے---

Marfat.com

ایک دھچکا

چودھری حاجی محمد اسحاق نوری صاحب نے سفر کے تمام ضروری کاغذات ہمارے سپرد کیے، پاسپورٹوں پر ویزے چیک کرائے، ٹرین کی ٹکٹیں دیں، ہم نے کہا، صرف ٹرین کی ٹکٹیں دے دیں، بقایا کاغذات اپنے پاس رکھیں اور جب بائی ایئر کراچی پہنچیں تو ساتھ لیتے آئیں--- انھوں نے کہا، کاغذات آپ محفوظ کرلیں، میرا ارادہ کچھ دن بعد سفر کرنے کا ہے، یہاں ایک ضروری کام کے لیے رکنا پڑ رہا ہے، ان شاء المولیٰ تعالیٰ مدینہ منورہ میں ملاقات ہوگی--- ہمارے لیے یہ اطلاع کسی اچانک حادثہ اور بڑے دھچکے سے کم نہ تھی--- یک دم سکتہ سا طاری ہوگیا، میں نے کہا، اگر آپ پروگرام پہلے بتا دیتے تو ہم مصر کے چکر میں ہی کیوں پڑتے، حاجی صاحب نے کہا کہ اسی لیے تو پہلے بتایا نہیں--- سچی بات تو یہ ہے کہ حاجی صاحب کے تبدیلی پروگرام نے سفر مصر کا سارا مزا کرکرا کردیا، کیوں کہ برسوں بعد یہ پہلا موقع تھا کہ حاجی صاحب کے بغیر غیر ملکی سفر کی نوبت آئے گی--- محترم حاجی صاحب کو والد گرامی حضرت سیدی فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز کی معیت میں حج وعمرہ اور زیارات کے کم وبیش پندرہ اسفار کی سعادت حاصل رہی ہے اور اتنے ہی سفر میرے ساتھ بھی کرچکے ہیں--- ان کا تجربہ، ان کی وسعت معلومات، ان کی زندہ دلی اور ان کی خوبیاں ہی ایسی ہیں کہ ان کے بغیر سفر کا سوچا بھی نہیں جاسکتا، مگر عزم وارادہ کی تبدیلی میں رب تعالیٰ کا اپنا نظام ہے، بقول سیدنا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم: عَرَفْتُ رَبِّیْ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ---

نائٹ کوچ (کراچی ایکسپریس) میں سیٹیں ریزرو تھیں، گاڑی کا وقت ہوا چاہتا تھا، حاجی صاحب کے ساتھ ان کی گاڑی میں لاہور ریلوے اسٹیشن پہنچے اور جب وہ

Marfat.com

الوداع کہہ رہے تھے تو بہت عجیب سا لگا--- ایسی حسین رفاقت کے بغیر بظاہر کوفت محسوس ہو رہی ہے، لیکن اس میں بھی ایک حکمت موجود ہے کہ خود انحصاری کی راہ پر چلنا ہے--- گویا چودھری صاحب یہ پیغام دے رہے تھے کہ اب اکیلے سفر کے تجربات بھی سیکھو اور بقول شاعر:

کچھ اپنے دل پر بھی زخم کھاؤ مرے لہو کی بہار کب تک
مجھے سہارا بنانے والو! میں لڑکھڑایا تو کیا کرو گے

لاہور ریلوے اسٹیشن

شام ۶ بجے ریلوے اسٹیشن پہنچے، سوا چھ بجے روانگی کا وقت ہے--- گاڑی بالکل تیار تھی، لاہور کے احباب کو پروگرام کی اطلاع نہیں دی تھی، تاہم یہاں مولانا عزیز احمد نوری، جن کی دو روز پہلے دربار شاہ حضرت موسیٰ زنجانی کی مسجد میں تقرری ہوئی ہے، مولانا عبداللطیف نوری، مولانا محمد یار نوری اور مولانا فیض احمد فخری، منتظر تھے--- عزیزم محمد ساجد نوری اور عزیزم محمد نعیم نوری چند دیگر احباب کے ساتھ الوداع کہنے آئے، گاڑی مقررہ وقت سے کوئی پانچ منٹ لیٹ روانہ ہوئی، یوں تو یہ گاڑی نئی چلی ہے، مگر ڈبہ کی حالت پرانی تھی--- لوئر اے سی کلاس ہونے کے باوجود فرش تو فرش شیشوں کی اندرونی جانب گرد کی تہ جمی تھی--- پاکستان ریلوے کی حالت قابل رحم ہے، لیٹرینوں کی حالت بھی خراب تھی، البتہ ایک لیٹرین میں لوٹا موجود تھا، یہ بھی غنیمت ہے کہ ٹوٹیاں سلامت تھیں، البتہ پانی بہ رہا تھا--- اکثر ٹرینوں میں سرے سے ٹوٹیاں ہی غائب ہوتی ہیں--- گاڑی کی روانگی سے کچھ دیر بعد عشاء کا وقت ہو گیا، قبلہ رخ کا اندازہ کر کے جائے نماز بچھا دی اور گاڑی میں کھڑے ہو کر باجماعت نماز ادا کی---

Marfat.com

خانیوال

لاہور سے روانگی کے بعد گاڑی کا پہلا سٹاپ خانیوال ہے، مگر ایک جگہ تھوڑی دیر رکی رہی، خانیوال مقررہ وقت سے پندرہ منٹ لیٹ پہنچی، یہاں مولانا حافظ محمود احمد نوری، خطیب میاں چنوں کی قیادت میں نوری حضرات کا قافلہ موجود تھا--- چودھری محمد صدیق نوری، ماسٹر فضل حسین نوری وغیرہ احباب پھولوں کے ہار لیے کھڑے تھے، ملاقات کے بعد دعا ہوئی--- خانیوال سے گاڑی چلی تو ہم نے اپنی اپنی سیٹیں سنبھالیں اور لیٹ گئے--- پونے پانچ بجے آنکھ کھلی تو گاڑی روہڑی اسٹیشن پر رک چکی تھی، نیچے اترے، وضو کیا، گاڑی میں آکر نوافل ادا کیے اور پھر چھ بجے صبح، فجر کی نماز ادا کی گئی، گاڑی کافی لیٹ ہو چکی ہے، کئی جگہ رکی اور پھر رک رک کر چلی، حیدرآباد اس کا سٹاپ نہیں مگر یہاں کافی دیر رکی رہی---

کراچی

گاڑی کے کراچی پہنچنے کا اصل وقت تو دس بجے صبح کا ہے، ساڑھے تین گھنٹے کی تاخیر سے ڈیڑھ بجے دوپہر کراچی پہنچی ہے--- سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص بابو رشید احمد نوری اور ان کے صاحبزادے احمد علی ہمیں لینے آئے ہوئے تھے--- گاڑی سے باہر نکلے تو اندازہ ہوا کہ کراچی کا موسم پنجاب کی نسبت خاصا گرم ہے، پنکھے بلکہ اے سی چل رہے تھے--- سڑکوں پر کافی گہما گہمی تھی--- گورنر راج کے نفاذ کے بعد امن وامان کی صورت حال قدرے بہتر دکھائی دی--- کاش مستقل امن

Marfat.com

قائم ہو، کراچی پھر سے روشنیوں کا شہر اور امن کا گہوارہ بن جائے، یہاں کی روایتی رونقیں پھر سے بحال ہو جائیں---

آمِیْن اَللّٰھُمَّ آمِیْن بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

کرنسی

کراچی صدر سے کرنسی تبدیل کرائی---سال ہا سال سے مسافروں کو یہ سہولت حاصل تھی کہ پاکستانی کرنسی کے بدلے غیر ملکی کرنسی بینکوں سے ویزا دکھانے کے بعد سرکاری ریٹ پر مل جایا کرتی تھی، مگر موجودہ ''شریف حکومت'' نے یہ جائز اور انتہائی ضروری سہولت بھی چھین لی ہے اور یہ سلسلہ منی چینجرز کے بے رحم ہاتھوں کے سپرد کر دیا ہے، جو عوام کو اپنی چالاکی سے ''حسبِ ظرف'' خوب لوٹتے ہیں، جس کے ردِ عمل میں حکومت کو ڈھیروں ''دعائیں'' ملتی ہیں--- ہم ایسے بے ضرر لوگ تو اصلاحِ احوال کے لیے دعائے خیر ہی کر سکتے تھے، سو کر دی---

کہا جاتا ہے کہ یہ سہولت ان جعل سازوں کی وجہ سے ختم کی گئی ہے جو ویزا دکھا کر غیر ملکی کرنسی حاصل کر لیتے اور پھر سفر نہیں کرتے تھے---اگر یہ درست ہے تو پھر اس کی سزا سب کو کیوں؟--- چاہیے تو یہ تھا کہ مسئلہ کا حل تلاش کیا جاتا اور جائز ضرورت مندوں کو ان کے استحقاق کے مطابق سہولت دی جاتی، یہ کیا ہوا کہ ناک پر مکھی بیٹھے تو ناک ہی اڑا دی جائے---اگر حکومت نیک نیتی سے کام لے تو اس کا ایک حل یہ ہو سکتا ہے کہ خروج کی مہر لگانے کے بعد لاؤنج میں کرنسی تبدیل کر دی جائے تا کہ ضرورت مند مستحق افراد کا استحقاق مجروح نہ ہو---

Marfat.com

یہاں 55.42 روپے پاکستانی کے بدلے ایک ڈالر کے حساب سے کرنسی تبدیل ہوئی --- مصری کرنسی بہت کم دستیاب ہے --- جہاں سے ہم نے کرنسی تبدیل کروائی، ان کے پاس صرف تین مصری ''جنیجہ'' موجود تھے اور وہ بیس روپے فی جنیجہ کے حساب سے فروخت کر رہے تھے --- ہمارے اندازے کے مطابق کم از کم پانچ روپے زائد وصول کیے جا رہے تھے، لہٰذا غبن فاحش سمجھتے ہوئے سودا نہ کیا --- اب ان شاء اللہ تعالیٰ قاہرہ جا کر تبدیل کرائیں گے ---

کتب خانے

کرنسی تبدیل کروانے کے بعد بابو جی کے گھر گئے، ان کی مہمان نوازی سے لطف اندوز ہوئے --- سفر حج و زیارت کے موقع پر سیدی فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز بابو جی کے گھر ہی میں قیام فرمایا کرتے تھے اور اسے حاجی کیمپ قرار دیتے تھے --- اس دوران میں آپ کی زیارت و ملاقات کے لیے آنے والے حضرات بھی بابو جی کے دستر خوان سے لطف اندوز ہوتے تھے --- اس نسبت سے ہمارا قیام بھی یہیں ہوتا ہے --- کھانے کے بعد کتب خانوں کا چکر لگایا، چند عربی کتب کی تلاش تھی، دو تین کتابیں مل گئیں مگر قیمت کچھ زیادہ معلوم ہوئی --- ارادہ ہے کہ مصر سے خریدیں گے اور اگر وہاں زیادہ فرق نہ ہوا تو پھر واپسی پر کراچی سے خرید لی جائیں گی ---

کتب خانوں سے واپسی پر ٹریفک کا وہ ازدحام تھا کہ کچھ نہ پوچھیے، ٹریفک کانسٹیبل بے بس دکھائی دیتے تھے --- ٹریفک کے ہجوم سے کراچی کی بڑھتی ہوئی آبادی کا بھی اندازہ ہوتا ہے --- اس وقت تقریباً ڈیڑھ کروڑ کی آبادی ہے --- انسانوں کے اس سمندر کی اپنی ضرورتیں ہیں، جب تک ٹریفک کے نظام کو کنٹرول نہیں کیا جاتا اور

Marfat.com

اس کے لیے اوور ہیڈ برج، انڈر گراؤنڈ راستے اور متبادل ذرائع استعمال نہیں کیے جاتے، یہ مسئلہ مزید لاینحل ہوتا جائے گا--- کتنا ہی قیمتی وقت ٹریفک کے بے ہنگم ہنگاموں کی نذر ہو جاتا ہے--- ساڑھے نو بجے کے لگ بھگ قیام گاہ پہنچے، کھانا کھایا، مولانا سردار علی نوری اور السید القوی غلام رسول شاہ صاحب ملاقات کے لیے آئے ہوئے تھے--- اس بار میں نے بابو جی کو پہلے سے منع کر دیا تھا کہ احباب کو پروگرام کا علم نہ ہونے دیں، کیوں کہ مختصر قیام میں کسی کے ہاں آنا جانا ممکن نہ ہو گا اور طویل سفر سے پہلے تھوڑا آرام ہو سکے گا---

کراچی سے روانگی

گیارہ دسمبر کی صبح ناشتا وغیرہ سے فارغ ہو کر گیارہ بجے بابو جی کی رہائش گاہ سے ایئر پورٹ روانہ ہوئے--- آدھ گھنٹے بعد قائد اعظم انٹرنیشنل ایئر پورٹ کی عالی شان عمارت سامنے تھی--- جدید سہولتوں سے آراستہ یہ ایئر پورٹ چند برس پہلے تعمیر ہوا ہے، جس کا شمار دنیا کے چند خوب صورت ایئر پورٹس میں کیا جا سکتا ہے--- یہاں سیڑھیوں کے بغیر براہ راست جہاز میں داخلہ کی سہولت موجود ہے مگر شاید چند امیر ایئر لائنوں کو ہی یہ سہولت میسر ہے--- اجیپٹ ایئر لائن کے مسافروں کو اس سہولت سے محروم رکھا گیا--- ایئر پورٹ پر چیکنگ، بورڈنگ، خروج کی مہریں لگوانے کے طویل مراحل سے گزرنے کے بعد لاؤنج میں داخل ہوئے--- سوا ایک بج چکے تھے، یہاں ایک جانب نماز کے لیے جگہ مختص ہے، سنتیں ادا کر کے ظہر کی نماز ادا کی، مسافروں کے لیے جمعہ کی رخصت ہے اور یہاں جمعہ کا انتظام بھی نہیں اور شاید جواز بھی نہیں کہ شرائط جمعہ میں اذن عام ضروری ہے مگر یہاں معدودے چند مسافر اپنی باری پر داخل ہو سکتے ہیں---

Marfat.com

نماز سے فارغ ہوئے تو اعلان ہوا کہ اجپٹ ایئر لائن کے ذریعے قاہرہ جانے والے مسافروں سے التماس ہے کہ جہاز تک پہنچانے والی بس میں سوار ہونے کے لیے گیٹ نمبر ۸ کی طرف جائیں---

سابقہ تجربے کے مطابق ہم آخر میں اٹھے کہ خواہ مخواہ لائن میں لگ کر کھڑے ہونے کا کیا فائدہ؟---بورڈنگ کارڈ پاس ہے، جہاز لے کر ہی جائے گا---بس، جہاز کے قریب پہنچے تو سامان باہر پڑا تھا تا کہ مسافر اپنے سامان کی شناخت کر سکیں اور کسی کا سامان یہاں نہ رہ جائے، بصورت دیگر خاصی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے---ایک مرتبہ ہم کویت ایئر ویز سے جدہ جا رہے تھے، ہمارا مختصر سامان تو ہمارے ساتھ جدہ پہنچ گیا، جب کہ بہت سے احباب کا سامان گم ہو گیا، مکہ مکرمہ پہنچ کر عمرہ سے فراغت کے بعد سب سے پہلا کام انھیں یہ کرنا پڑا کہ بازار سے توبیں (لمبی قمیص) اور پائجامے خرید کیے---کیوں کہ احرام پہن کر کپڑے انھوں نے سامان میں ہی رکھ لیے تھے---اسی طرح کا معاملہ ایک بار اردن ایئر ویز میں سفر کے دوران میں بھی پیش آیا تھا--- جہاز، خصوصاً پسنجر گاڑی کی طرح راستے میں رکتی رکاتی فلائٹ کے مسافروں کو اپنا قیمتی سامان دستی بیگ میں رکھنا چاہیے---

جہاز میں داخل ہوئے تو دستی سامان کی تلاشی لی گئی، موجودہ پاکستانی بلکہ عالمی سطح پر دہشت گردی کی بڑھتی ہوئی وارداتوں کے باعث حفاظتی اقدامات نہایت ضروری ہیں---

جہاز کو باہر کی نسبت اندر سے قدرے بہتر پایا، بہت تھوڑے مسافر سوار ہیں، اکثر سیٹیں خالی ہیں---اس جہاز کو دبئی کے راستے قاہرہ جانا ہے، زیادہ تر مسافر دبئی سے سوار ہوں گے---

ایک بج کر پینتالیس منٹ پر جہاز کو روانہ ہونا تھا مگر آدھ گھنٹا کی تاخیر سے محو پرواز ہوا،

Marfat.com

سیٹ کی بیلٹیں باندھ لی گئیں، سامنے ٹی وی سکرین پر دعائے سفر نمودار ہوئی:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ o وَ اِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ o﴾---[۴۷]

جہاز پہلے آہستہ پھر تیز رفتاری سے رن وے پر دوڑنے کے بعد فضا میں محو پرواز ہوتا ہے---سکرین پر ہمارے جہاز کی اوسطاً رفتار ۸۲۰ کلومیٹر فی گھنٹا درج ہے، جب کہ یہ اکتیس ہزار (۳۱۰۰۰) فٹ اور ۹۴۵۱ میٹر کی بلندی پر محو پرواز رہا--- راستے میں مختلف جگہوں پر کئی جہاز گزرتے دیکھے، بعض ہمارے جہاز کے اوپر سے اور بعض نیچے سے گزرے---جیٹ جہاز بہت بلندی پر اڑتے ہیں جب کہ چھوٹے طیارے نسبتاً کم بلندی پر---پاس سے گزرتے ہوئے جہاز، چھوٹے پرندوں کی طرح دکھائی دیے---

آسمان کی وسعتوں میں بڑے سے بڑا جہاز ایک حقیر پرندہ سے بھی کم حیثیت رکھتا ہے--- اللہ تعالیٰ نے انسان کو کتنی عقل اور فہم و فراست سے نوازا ہے، سیکڑوں انسانوں اور ہزاروں من وزنی سامان کو یہ اڑن کھٹولا لیے پھرتا ہے----

ناشتا

دوپہر کے کھانے میں جو چیزیں مہیا کی گئیں، ان کو کم از کم ہم پاکستانی تو ہلکا پھلکا ناشتا ہی قرار دے سکتے ہیں، دو سلائس، دو زیتون کے دانے، ایک دو گاجر کی قاشیں، گوبھی کے پھول کی ایک ڈالی اور ایک چھوٹی سی ڈبیہ، جس کے اندر کھٹی میٹھی جیم قسم کی کوئی چیز تھی، اور پر میٹھی تھیں، جن پر پستہ وغیرہ لگا ہوا تھا---خیر فضا میں یہ چیزیں بھی بہت غنیمت تھیں، ناشتے کے ساتھ کوکا کولا، چائے اور کافی بھی دستیاب تھی---

Marfat.com

دبئی ایئر پورٹ

ڈیڑھ گھنٹا بعد پاکستانی وقت کے مطابق چار بجے سہ پہر جہاز دبئی کے انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر اترا، یہاں پون گھنٹا ٹھہرنے کے بعد قاہرہ کے لیے روانہ ہوگا--- اعلان تو یہی تھا مگر کوئی ڈیڑھ گھنٹا بعد روانہ ہونے کے آثار دکھائی دے رہے ہیں--- یہاں سے کثیر تعداد میں مسافر سوار ہوئے اور اب جہاز میں خاصی رونق ہے، زیادہ تر مصری اور دیگر ممالک کے افراد یہاں سے سوار ہوئے ہیں--- قاہرہ جانے والوں کو جہاز سے باہر جانے کی اجازت نہ دی گئی--- ایئر پورٹ سے عملہ نے آ کر جہاز کی صفائی کی--- یہیں ہم نے جہت قبلہ معلوم کر کے نماز عصر ادا کی--- جہاز کے دروازے بند ہوئے، آدھا گھنٹا گزر چکا ہے، اب اعلان ہوا ہے کہ معمولی خرابی ہے، اصلاح کے بعد چلے گا، تھوڑے انتظار کی زحمت معاف فرمائیں--- مگر یہ لمحات طویل ہوتے چلے گئے--- بالآخر ساڑھے چھ بجے اعلان ہوا کہ مسافروں کو ایئر پورٹ کے ٹرانزٹ لاؤنج میں لے جایا جائے گا اور تقریباً ایک گھنٹا کے بعد خرابی دور ہونے کی امید ہے---

جہاز سے اتر کر لاؤنج پہنچے، یہاں بورڈنگ کارڈ دیکھ کر لاؤنج کے لیے سرخ رنگ کے کارڈ دیے گئے، پھر ایک کاؤنٹر پر کارڈ دیکھ کر چھوٹا لنچ بکس اور پیپسی دی گئی، لنچ بکس دو طرح کے تھے، میٹھے اور نمکین--- میٹھے میں پیسٹری کی طرح کی کوئی چیز تھی، جب کہ دوسرے میں دو سلائس تھے--- ہمارے ساتھی محمد اقبال نوری صاحب جو کبھی نظریہ ضرورت کے طور پر باورچی بنے تھے اور بہت اچھے کھانے پکانے کے ماہر ہیں اور کبھی کبھی اپنے فن سے آشنائی کا موقع دیتے ہیں، انہوں نے اپنے ساتھ ادرک اور مرچوں کی گھی میں بھنی ہوئی چٹنی دستی سامان میں رکھی ہوئی تھی، چناں چہ سلائس کے ساتھ اس چٹنی نے

Marfat.com

بہت مزا دیا---

دبئی ایئر پورٹ بھی خاصا وسیع اور شان دار ہے، مگر ہم مختصر وقت میں صرف ایک حصہ ہی دیکھ سکے---مغرب کی نماز یہاں ادا کی، تھوڑی دیر بعد اطلاع ملی کہ جہاز پھر سے پرواز کے لیے تیار ہے---بس کے ذریعے طیارہ تک پہنچے---

پاکستانی وقت کے مطابق ساڑھے آٹھ بجے اور یہاں دبئی میں ساڑھے سات بجے ہیں---کپتان کے اعلان کے مطابق چار گھنٹے میں قاہرہ پہنچنے کی امید ہے--- تھوڑی دیر گزرنے کے بعد پھر اعلان ہوا کہ فنی خرابی دور کرنے میں بیس منٹ مزید لگیں گے، اس پر بعض مصری مسافروں نے شدید احتجاج کیا---عملہ نے تسلی دی--- یہ کش مکش ابھی جاری تھی کہ اعلان ہوا، جہاز ٹھیک ہو گیا ہے اور مائل بہ پرواز ہے--- نو بجے شب جہاز روانہ ہوا، خدا کرے سفر بالخیر طے ہو اور مزید کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو---

ڈنر

دبئی ایئر پورٹ سے جہاز فضا میں بلند ہوا تو نیچے روشنیوں کا ایک جہان دکھائی دیا، آسمان کے نیچے ایک اور رنگا رنگ تاروں بھرا آسمان نظر آیا---یہ دبئی کے آباد علاقے کی روشنیاں تھیں---سڑکوں کے دو رویہ پیلی بتیاں، قطار در قطار دکھائی دے رہی تھیں، جیسے سونے کی بڑے دانوں والی تسبیح ہو---یہ حسین منظر دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے---

فضا میں مطلوبہ بلندی تک پہنچنے کے بعد جہاز کی اندرونی لائٹیں پھر سے روشن ہو گئیں، اب ڈنر بکس اور مشروبات کا دور شروع ہوا، کھانے کے ساتھ مشروبات کوک، فانٹا اور سیب کا جوس تھے، جب کہ بعد از طعام چائے اور کافی تھی---کھانے میں ایک میٹھی آئٹم از قسم پیسٹری، سلاد میں کھیرا، دو قسم کے سلاد کے پتے اور ٹماٹر تھے---ڈنر میں ایک

Marfat.com

چھوٹی سی ڈبل روٹی کے ساتھ بالکل پھیکا سالن--- سالن کیا تھا؟ بس ابلی ہوئی سبزیاں--- چند ٹکڑے گاجر، گوبھی کا ایک ٹکڑا--- آلو کے چند ٹکڑے--- ان ابلی ہوئی سبزیوں کے ساتھ دو ٹکیاں غالباً بیف (بڑا گوشت) کی تھیں--- گوشت کھانے کو تو دل نہ چاہا، بلکہ جہاز میں کبھی نہیں کھایا، البتہ ابلی ہوئی سبزیوں پر نمک اور کالی مرچ ڈال کر گزارا کیا--- اصل میں براعظم ایشیا کے ممالک میں چٹ پٹا کھانا کھانے کی عادت ہے، ورنہ عرب ممالک اور یورپ میں بہت ہلکا اور پھیکا کھانا کھایا جاتا ہے--- مرغن اور چٹ پٹے کھانے معدے کے لیے مضر ہیں، تاہم: ع

چھٹتے نہیں ہیں منہ سے یہ "ظالم" لگے ہوئے

پاکستانی وقت کے مطابق ۱۲ بجے ہیں، سیٹ بیلٹ باندھنے کا اعلان ہوا، نیچے روشنیوں کا وہی سیلاب اور ستاروں کی جھلملاہٹ--- نہایت دیدہ زیب منظر ہے--- لیجیے طیارہ زمین کو چھوتا ہوا، قدیم ثقافت و تہذیب کی سرزمین ارضِ نیل میں قاہرہ انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر ساڑھے بارہ بجے رکا--- باہر کا موسم ۱۴ سینٹی گریڈ ہے، اس وقت مصر میں رات کے ساڑھے نو بجے ہیں--- پاکستان اور مصر کے سٹینڈرڈ ٹائم میں تین گھنٹے کا فرق ہے---

Marfat.com

قاہرہ

قاہرہ ایک نہایت قدیم اور تاریخی شہر ہے، عہد قدیم میں یہی مصر تھا، بلکہ اب بھی اکثر ٹیکسی ڈرائیور اسے مصر ہی کہتے ہیں، یہ موجودہ مصر کا دارالحکومت ہے --- جس جگہ اب قاہرہ ہے، مختلف ادوار میں یہاں تین شہر آباد رہے ہیں --- حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں موجودہ قاہرہ کا مصری علاقہ فرعونوں کا پایہ تخت تھا، جسے اس وقت منف کہا جاتا تھا، اب یہ جیزہ کہلاتا ہے --- اہرام مصر کے قریب ''قریہ فرعونیہ'' کو اسی دور کی یادگار کے طور پر یہاں تعمیر کیا گیا ہے، یہ شہر بخت نصر کے حملے سے برباد ہو گیا ---

سکندر مقدونی نے مصر فتح کیا تو اس نے اس علاقہ کی بجائے بحر روم کے ساحلی علاقے پر ایک نیا شہر بسایا، جسے اس کے نام کی مناسبت سے اسکندریہ کہا جاتا ہے ---

Marfat.com

عہد فاروقی میں جب مصر فتح ہوا، تب جس جگہ اب قاہرہ موجود ہے، یہاں شہر نہ تھا بلکہ صرف ایک فوجی قلعہ تھا--- حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں چار ہزار فوج مصر روانہ کی--- پھر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی درخواست پر مزید چار ہزار کا دستہ بھجوایا--- اسلامی فوج نے قلعہ کا محاصرہ کیا تو قلعہ کی مضبوطی کو دیکھ کر سپہ سالار لشکر نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور اعانت طلب کی تو آپ نے مزید چار ہزار فوج بھجوادی اور تحریر فرمایا کہ اس فوج میں چار ایسے افراد ہیں جن میں ہر فرد ایک ایک ہزار کے برابر ہے--- وہ چار حضرات یہ تھے:

۱...... حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ۲...... حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ

۳...... حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ۴...... حضرت مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ--- [۲۸]

قلعہ کا محاصرہ سات ماہ تک جاری رہا، بالآخر حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے قلعہ کے ایک حصہ میں تھوڑی سی گنجائش پائی تو یہاں ایک سیڑھی لگادی اور اپنے احباب سے فرمایا:

اِنِّیْ اَھِبُ نَفْسِیْ لِلّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ فَمَنْ شَاءَ اَنْ یَّتَّبِعَنِیْ فَلْیَفْعَلْ---

''میں بارگاہ الٰہی میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے والا ہوں، جو شخص میرا اتباع کرنا چاہتا ہے، چلا آئے''---

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ چڑھے تو دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی چڑھنا شروع کردیا--- قلعہ میں داخل ہوتے ہی اللہ اکبر کا پرزور نعرہ لگایا کہ دشمن کے دل دہل گئے--- بالآخر اللہ تعالیٰ عزوجل نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فتح و نصرت سے شادکام کیا--- [۲۹]

قلعہ پر حملہ آور ہونے کے موقع پر سپہ سالار لشکر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے، جہاں اب جامع عمرو ہے، اس جگہ کے قریب خیمے نصب کرائے تھے، قلعہ فتح کرنے کے بعد جب پیش قدمی کا ارادہ ہوا اور خیمے اکھاڑے جارہے تھے تو ایک خیمہ پر کبوتری نے انڈے دے رکھے تھے، آپ نے فرمایا:

Marfat.com

اس کبوتری نے ہمارے پاس پناہ لی ہے، جب تک اس کے بچے نکل کر اڑنے کے قابل نہ ہو جائیں، اس خیمہ کو باقی رکھا جائے---[۳۰]

قلعہ کی فتح کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسکندریہ کی جانب کوچ کیا، وہاں بھی اللہ تعالیٰ نے کامرانی سے نوازا تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اسے اپنا مستقر بنانے کا ارادہ کیا اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی مگر آپ نے فرمایا:

میں ایسی جگہ ٹھہرنے کی اجازت نہیں دیتا، جہاں میرے اور مسلمانوں کے درمیان دریا حائل ہوتا ہو، اسکندریہ کو دار الخلافہ بنانے کی اجازت نہ ملی تو لوگوں نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا، این ننزل؟---امیر محترم، اب کہاں قیام کریں؟ فرمایا، الفسطاط، اسی خیمہ کے پاس---[۳۱]

چناں چہ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی جگہ لوٹ آئے اور یہیں قیام پذیر ہو گئے، رفتہ رفتہ شہر کی سی صورت بن گئی اور خیموں کی مناسبت سے اس شہر کا نام فسطاط مشہور ہو گیا---جوہر فاطمی نے ۳۵۸ھ میں یہاں قاہرہ کی بنیاد رکھی---[۳۲]

پانچویں صدی میں یہ شہر آتشزدگی کی بنا پر ویران ہو گیا----سلطان صلاح الدین ایوبی کے دور میں قلعہ کو عام لوگوں کی سکونت کے لیے کھول دیا گیا، تب قاہرہ سکونتی شہر بن گیا---اب آبادی اتنی بڑھ گئی ہے کہ فسطاط، منف اور قدیم قلعہ وغیرہ کے تمام علاقے قاہرہ شہر میں داخل ہیں---

قاہرہ ایئر پورٹ

قاہرہ انٹرنیشنل ایئر پورٹ کے بیرونی صدر دروازے پر نہایت جلی حروف میں یہ آیت مبارکہ درج ہے:

Marfat.com

﴿اُدْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ o﴾---[۳۳]

''داخل ہو جاؤ مصر میں، اگر اللہ نے چاہا تو تم خیر و عافیت سے رہو گے''---

ایئر پورٹ سے کرنسی تبدیل کروائی، انھوں نے پاکستانی روپے تبدیل کرنے سے معذرت کی---لہٰذا ہم نے سو ڈالر دیے، جس کے عوض ۳۴۱ مصری پونڈ ملے، گویا ایک مصری پونڈ سوا سولہ روپے پاکستانی کا ملا ہے---

امیگریشن پر کافی وقت صرف ہوا، دو تین دفاتر کے چکر کاٹنے کے بعد پاسپورٹ واپس ملے، گیارہ بجے شب یہاں سے فراغت ہوئی، سامان تلاش کر کے گرین چینل سے باہر نکلے، ایک کارٹن میں کتابیں تھیں، عملہ کے استفسار پر کتابوں کا بتایا تو انہوں نے اس کارٹن کی بطور خاص تلاشی لی، جب کہ باقی سامان میں سے ایک بریف کیس صرف کھولنے پر اکتفا کیا---اپنا ذوق تو یہ ہے کہ سامان انتہائی مختصر ہو، مگر محترم علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب مدظلہ نے اپنے صاحبزادے کے لیے، جو یہاں جامعہ ازہر شریف میں زیرِ تعلیم ہیں، کتابیں بھجوانے کے بارے میں مجھے خط لکھا، جواباً میں نے چند کتابیں لے جانے کا وعدہ کیا، البتہ یہ لکھ دیا کہ زیادہ سامان سے گریز کرتا ہوں، چناں چہ انہوں نے ہلکا پھلکا سا ایک بنڈل دیا، جس کے لیے سامان میں پہلے ہی گنجائش رکھ لی تھی---مگر روانگی کے عین موقع پر ایک اور دوست نے کتابوں کا بھاری بنڈل تھما دیا، اس ''تکلیف ما لا یطاق'' کا رستہ بھر احساس رہا اور احباب کو خواہ مخواہ بوجھ اٹھانے کی زحمت کرنی پڑی، مگر کیا کہا جائے، بس ''حسابِ دوستاں در دل'' والی بات ہے---

کسٹم سے فارغ ہو کر باہر نکلے تو ایک دو ٹیکسی والوں سے تھوڑا بھاؤ تاؤ کرنے کے بعد ایک ٹیکسی والے سے فندق الحسین کے لیے پچیس گنی (جنیحہ، مصری کرنسی کا بگڑا ہوا نام) کرایہ طے ہو گیا، گزشتہ دفعہ (۱۹۹۶ء میں) بھی اسی ہوٹل میں ہمارا قیام رہا تھا---

Marfat.com

فندق الحسین

یہ ہوٹل درمیانے درجہ کا ہے مگر اس کی خصوصیت یہ ہے کہ درگاہ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے متصل اور جامعہ ازہر کے بالمقابل ہونے کی وجہ سے یہاں ہر وقت ٹریفک کی سہولت میسر ہے۔--- نہایت پر رونق جگہ پر واقع ہے، سستا نہیں تو بہت زیادہ مہنگا بھی نہیں ہے--- ایک ڈبل بیڈ والا کمرہ ۴۶ گنی (پاکستانی ۳۶۷ روپے) یومیہ کا ہے--- مگر موقع محل کے اعتبار سے قدرے مناسب کرایہ ہے--- ۱۹۹۶ء میں اس کمرہ کے چالیس گنی خرچ ہوئے تھے--- ہوٹل میں سامان رکھوانے کے بعد کھانے کے ایک کارنر کا رخ کیا، وہاں سے برگر کھایا، یوں سمجھیں کہ آدھی روٹی کا پیٹ چاک کر کے اس میں دو پکوڑے، سلاد کے پتے اور ٹماٹر وغیرہ ڈال دیے گئے تھے--- فاسٹ فوڈ میں وقت بھی بچتا ہے اور نسبتاً یہ ہمارے ذائقوں کے قریب بھی تھا--- کھانے پر ۷۵ قرش (پیسے) فی کس خرچ ہوا، بعد میں پیپسی تلاش کی، قیمت دو ''گنی'' سے کم طلب نہیں کر رہے تھے، صبح کوئی سستی دوکان تلاش کریں گے--- پچھلی دفعہ کا تجربہ تو یہی ہے کہ الحسینیہ کے قریب سڑک کے کنارے پیپسی کے دام زیادہ تھے، جب کہ پچھلی طرف نسبتاً نصف کم کا فرق تھا--- ایک بڑی پیپسی ساڑھے تین گنی میں خرید کر آدھی پی، آدھی صبح کام آئے گی--- ان شاء اللہ تعالیٰ

کمرہ ایک سائیڈ پر ہے، بالکونی بازار کی طرف کھلتی ہے، شیشے کھلے ہوں تو وہ شور سنائی دیتا ہے کہ الامان و الحفیظ مگر ''سیاحوں'' کو ایسی رونقوں سے زندگی کا احساس ہوتا ہے--- مصری دیر سے سونے کے عادی ہیں، قہوہ اور حقہ کے ساتھ ساتھ دف اور راگ سے لطف اندوز ہوتے ہیں، رات کے بارہ، ایک بجے تک ایسی محفلیں

Marfat.com

سڑک کے کنارے گرم رہتی ہیں---

دن بھر کے تھکے ہوئے تھے، خوب نیند آئی اور آنکھ اس وقت کھلی جب گرد و پیش کی مساجد سے عربی لہجے میں فجر کی اذانیں ہو رہی تھیں--- بالعموم مصر میں بھی دیگر بلاد عرب کی طرح اذانوں کے بعد درود شریف پڑھا جاتا ہے:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَوَّلَ خَلْقِ اللّٰه

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَاتِمَ رُسُلِ اللّٰه

چوں کہ رات کوئی دو بجے کے قریب سوئے تھے، اس لیے نماز فجر ادا کرنے کے بعد پھر لیٹ گئے، پونے نو بجے صبح بیدار ہو کر وضو کیا، ہوٹل کی طعام گاہ میں ناشتا کیا، ناشتا ہوٹل کے کرایہ میں شامل ہے، ایک ابلا ہوا انڈا، ڈبل روٹی، جیم اور عربی قہوہ---

✡✡✡✡✡

Marfat.com

الحسینیہ

ناشتا سے فارغ ہو کر درگاہ الحسین میں حاضر ہوئے، یہ جامعہ ازہر کے بالمقابل اور ہوٹل کے بالکل قریب واقع ہے--- درگاہ کے باہر کھلا میدان ہے، اس میدان کو میدان الحسین کہتے ہیں--- نہایت عالی شان اور وسیع و عریض مسجد ہے--- ساتھ ہی امام عالی مقام سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے سر اقدس کا روضہ مبارکہ ہے، اوپر گنبد ہے--- اس عمارت کے باہر پتھر لگا ہوا ہے--- مسجد اور روضہ شریفہ میں آج کل مرمت کا کام ہو رہا ہے، نقش و نگار اور تحریروں پر سنہری ورق لگا کر اسے پھر سے جلی کیا جا رہا ہے--- نواسہ رسول جگر گوشہ بتول امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت سے اس مقام کو مصر کی تمام زیارات میں مرکزی حیثیت حاصل ہے--- لوگ بڑے احترام سے یہاں حاضر ہوتے ہیں، بلکہ یہ بات بھی مشاہدے میں آئی ہے کہ درگاہ کے پاس سے

Marfat.com

گزرنے والے جھک کر سلام کرتے ہوئے گزرتے ہیں---

امام عالی مقام کا سرِ اقدس

امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کا جسدِ اطہر کربلا میں مدفون ہے، سرِ اقدس کے بارے میں اختلاف ہے--- سانحہ شہادت کے بعد سرِ اقدس کو پہلے گورنر ہاؤس کوفہ میں ابن زیاد کے دربار میں اور پھر دمشق (شام) میں یزید کے پاس لے جایا گیا--- بعض حضرات کا خیال ہے کہ اہل بیت کرام کے ساتھ سرِ انور کو مدینہ منورہ بھجوا دیا گیا تھا، جسے جنت البقیع میں سیدہ فاطمۃ الزہراء اور سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہما کی قبور کے ساتھ دفن کیا گیا---

بعض نے کہا ہے کہ دمشق میں ہے--- چناں چہ دمشق میں جامع امویہ کے پاس ایک مشہد سرِ انور مشہور ہے--- بہت سے مؤرخین اور اہل علم نے نقل کیا ہے کہ یزید نے حکم دیا کہ سرِ حسین کو تمام شہروں میں پھرایا جائے تاکہ حکومت کا رعب و دبدبہ قائم ہو اور محبین اہل بیت کو سر اٹھانے کی جرأت نہ ہو سکے--- جب سرِ انور عسقلان میں پہنچا تو یہاں کے حاکم نے اسے عسقلان میں ہی دفن کروا دیا--- جب انگریزوں نے عسقلان پر قبضہ کیا تو اس وقت مصر میں فاطمین کی حکومت تھی، حکومت مصر کے وزیر صالح طلائع بن رزّیک نے انگریزی حکومت سے تیس ہزار دینار زرِ کثیر کے عوض سرِ مبارک حاصل کرنے کی اجازت لی اور اپنے لشکر سمیت ننگے پاؤں کئی میل پیدل سفر کر کے سرِ انور کا بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ استقبال کیا---

سرِ انور کے لیے خاص طور پر آبنوس کی شان دار کرسی تیار کرائی، پھر کستوری اور عنبر کو کئی مرتبہ سرِ انور کے ساتھ تول کر اس کرسی پر ان خوشبوؤں کی تہ جمائی، سرِ اقدس کو

Marfat.com

سبز چادر میں لپیٹ کر کرسی پر رکھا اور اسے اعزاز و اکرام سے دفن کر کے اوپر مشہد حسینی کے نام سے عالی شان عمارت تعمیر کروائی---

علامہ شبلنجی رحمۃ اللہ علیہ نے نور الابصار کے صفحہ ۱۳۳ تا ۱۳۵ میں امام عبدالوہاب شعرانی کی کتب طبقات الاولیاء اور المنن اور دیگر علماء و مشائخ و اہل کشف کے حوالے سے بڑی تفصیل بیان کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے سر انور کا مشہد شریف مصر میں ہے---

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ المنن الکبریٰ میں لکھتے ہیں:

ایک دفعہ میں اور شیخ شہاب الدین بن جلبی حنفی مشہد حسینی (مصر) میں امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے سر انور کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے---

شیخ جلبی کو آپ کا سر انور یہاں مدفون ہونے میں تردد تھا، اسی اثنا میں انھیں اونگھ آ گئی---خواب میں دیکھا کہ ایک نقیب سر انور کی جانب سے ظاہر ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ مبارکہ کی طرف گیا اور آپ کی خدمت اقدس میں عرض کی:

یا رسول اللہ! ابن جلبی اور عبدالوہاب (شعرانی) آپ کے صاحبزادے حسین کے سر مبارک کی قبر کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے ہیں---

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْھُمَا وَ اغْفِرْ لَھُمَا---

"اے اللہ! ان کی زیارت قبول فرما اور ان کی مغفرت فرما دے"---

اس دن سے مرتے دم تک شیخ شہاب الدین نے مشہد سر اقدس کی زیارت کا معمول ترک نہ کیا---

اور فرمایا کرتے:

Marfat.com

آمَنْتُ بِاَنَّ رَاْسَ الْحُسَیْنِ ھُنَا---

''میرا ایمان ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر انور یہیں مدفون ہے''---[۳۴]

طبقات کبریٰ میں تحریر کیا ہے:

حُمِلَتْ رَأْسُهٗ اِلٰى مِصْرَ وَ دُفِنَتْ بِالْمَشْهَدِ الْمَشْهُوْرِ بِهَا---[۳۵]

''امام عالی مقام کا سر انور مصر منتقل کیا گیا اور مشہور مشہد حسینی میں مدفون ہوا''---

علامہ شبلنجی نے مصر کے اولین مؤرخ امام مقریزی کی تصنیف ''خطط'' کے حوالے سے سر انور کے مصر پہنچنے کی تاریخ ۸ / جمادی الآخرة ۵۴۸ ھ، بروز اتوار بیان کی ہے---

نیز یہ بھی تحریر کیا ہے کہ جب سر انور عسقلان کے مشہد سے نکالا گیا تو وہ تر و تازہ تھا، ابھی خون خشک نہیں ہوا تھا اور سر انور سے کستوری کی سی مہک آ رہی تھی---[۳۶]

دور حاضر کے عظیم مفکر، مفسر اور نامور صوفی عالم علامہ شعراوی مصری کے ملفوظات ''اَنَا مِنْ سُلَالَةِ اَهْلِ الْبَیْتِ'' میں بھی یہی تحقیق ہے کہ واقعی آپ کا سر انور قاہرہ (مصر) میں جامع ازہر کے بالمقابل ہے--- علامہ شعراوی کی یہ کتاب بڑے شوق سے قاہرہ کے ایک کتب خانے سے خریدی تھی مگر افسوس کہ جدہ میں کسٹم عملہ نے ضبط کر لی کیوں کہ تصوف پر مبنی لٹریچر کو سعودی حکومت سخت ناپسند کرتی ہے---

سر انور کی مشہور کرامت

یہ حقیقت تو اہل ایمان پر مخفی نہیں ہے کہ شہید زندہ ہوتے ہیں، مگر سید الشہداء، جگر گوشہ مصطفیٰ کی حیات کا کیا عالم ہوگا؟--- اس کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی کیا جا سکتا ہے کہ جب سر اقدس کو دمشق کے بازاروں میں پھرایا جا رہا تھا، تب ایک قاری سورۂ کہف کی تلاوت کرتا ہوا جب اس مقام پر پہنچا:

﴿اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ الرَّقِیْمِ كَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا

Marfat.com

عَجَبًا○ ---[۳۷]

''کیا آپ نے سمجھا کہ غار والے اور کتبے والے ہماری نشانیوں میں سے ایک عجیب نشانی تھے''---

فَأَنْطَقَ اللّٰهُ الرَّأْسَ بِلِسَانٍ ذَرِبٍ فَقَالَ أَعْجَبُ مِنْ أَصْحٰبِ الْكَهْفِ قَتْلِي وَ حَمْلِي ---[۳۸]

''تو اللہ تعالیٰ نے سرِ انور کو قوت گویائی بخشی، اس نے بزبان فصیح کہا: میرا قتل اور میرے سر کو لیے پھرنا اصحاب کہف کے واقعہ سے بھی عجیب تر ہے''---

مشہد انور

اہل اللہ سے منسوب ان کے تبرکات بھی باعث رحمت و برکت ہوتے ہیں اور یہاں تو آپ کا سر اقدس موجود ہے--- ان مردان حق کے لیے سر اور دھڑ کی دوری کوئی معنی نہیں رکھتی--- کربلا میں جسم اطہر ہے تو وہ جگہ بھی باعث برکت اور یہاں سر مبارک ہے تو یہ مشہد بھی نہایت معزز--- اس زندۂ جاوید شخصیت کے مشہد انور کی حاضری کے موقع پر عجب کیفیت نصیب ہوئی، جسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں---

امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب کے لیے احقر کی تصنیف ''باب مدینۃ العلم'' ملاحظہ فرمائیں---

مسجد الحسین

مشہد حسینی کی مسجد خوب صورت اور فراخ ہے--- دمشق کی جامع مسجد اموی کی طرح

Marfat.com

اس مسجد کے بھی بہت سے ستون ہیں--- اوپر لکڑی کی چھت ہے--- مسجد الحسین کی محراب پر ایک جانب اسم جلالت اللہ جل جلالہ اور دوسری جانب اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درج ہے، محراب کے درمیان:

﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا﴾---[۳۹]

''بے شک ہم دیکھ رہے ہیں آپ کے رخ انور کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا، تو ہم آپ کو ضرور پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف، جسے آپ پسند کرتے ہیں''---

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾---[۴۰]

''پابندی کرو تمام نمازوں کی، خصوصاً درمیانی نماز کی''---

محراب کے دونوں سروں پر برکة محمد اور ساتھ ہی سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه اور محراب کے درمیان ایک چوکھٹے میں یہ شعر درج ہیں:

تَشَفَّعْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْنَا
فَمَا نَرْجُوا الشَّفَاعَةَ مِنْ سِوَاكَ
اَغِثْ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ قَوْمًا
ضِعَافًا ظِلُّهُمْ اَبَدًا لِوَاكَ
وَاسْرِعْ فِىْ اِغَاثَتِنَا فَاِنَّا
نَرَى الْمَوْلٰى يُسَارِعُ فِىْ رِضَاكَ
عَلَيْكَ مِنَ الْمُهَيْمِنِ كُلَّ وَقْتٍ
صَلَاةٌ وَّسَلَامٌ لِّعُلَاكَ

''یا رسول اللہ! ہماری شفاعت فرمایئے، آپ کے علاوہ ہم کسی اور کی

Marfat.com

شفاعت کے امیدوار نہیں ہیں---

اے اللہ کی تمام مخلوق سے بہتر و برتر! ہم ضعیفوں کی مدد فرمائیں، ہم پر ہمیشہ آپ کا پرچم سایہ فگن رہے---

بہت جلد ہماری مدد فرما دیں، کیوں کہ ہمیں علم ہے کہ آپ کا رب آپ کی رضا کو بڑی جلدی سے پورا فرما دیتا ہے---

آپ کی عظمت و سربلندی کے لیے من جانب اللہ آپ پر ہمیشہ درود و سلام کا سلسلہ جاری رہے"---

ان اشعار کے اوپر کی سطر میں آیت مبارکہ:

﴿كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا﴾ [۴۱] درج ہے:

"جب بھی زکریا، مریم کے پاس اس کی عبادت گاہ میں جاتے تو وہاں تازہ کھانے کی چیزیں موجود پاتے"---

اس کے اوپر اَللّٰه، مُحَمَّد، اَبُوبَكْر، عُمَر، عُثْمَان، عَلِي، حَسَن، حُسَيْن، حَمْزَه، عَبَّاس، سَعْد، سَعِيْد، طَلْحَه، زُبَيْر، عَبْدُ الرَّحْمٰن، اَبُوعُبَيْدَه، فَاطِمَه، خَدِيْجَه، عَائِشَه اور زَيْنَب رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی ڈبی نما ڈیزائن میں خوب صورت انداز سے تحریر کیے گئے ہیں---محراب کے اوپر ربیع الاول ۱۳۰۴ھ کی تاریخ درج ہے---

توسیعِ مسجد، جمال عبدالناصر کے دور میں غرۂ شوال ۱۳۸۱ھ/ ۷ر مارس (مارچ) ۱۹۶۲ء میں ہوئی---

روضہ اقدس

مسجد اور درگاہ کا مین گیٹ مشترکہ ہے--- اندر داخل ہوں تو دائیں جانب

Marfat.com

پہلے ایک ہال کمرہ ہے، جو دفتر کے انداز میں سجایا گیا ہے--- اس سے آگے اسی دیوار قبلہ میں ایک دروازہ ہے، جس پر مخلفات رسول اللہ ﷺ لکھا ہے--- اس میں سرکار ابد قرار ﷺ کی قمیص مبارک، ریش اقدس کے موئے مبارک، سرمہ ڈالنے کی سلائی، تلوار، عصا اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مصحف (جسے بوقت شہادت آپ تلاوت فرما رہے تھے) وغیرہ تبرکات محفوظ ہیں---

یہ کمرہ بھی روضہ کے انداز میں سجایا گیا ہے--- روضہ اقدس کے اندر کی جانب بھی اس کا ایک دروازہ ہے--- تبرکات والا کمرہ بند رہتا ہے اور خاص مہمانوں کے لیے ہی کھولا جاتا ہے--- اس سے ذرا آگے اسی دیوار قبلہ کی جانب سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے سرانور کا روضہ مبارکہ ہے--- جس میں داخل ہونے کے لیے دو نہایت خوب صورت دروازے ہیں--- ان پر نقش ونگار کو پھر سے اجاگر اور مرمت کا کام کیا جا رہا ہے--- زیادہ تر افراد پہلے دروازے سے داخل ہوتے ہیں--- اس دروازے کی اوپر کی چوکھٹ کے عین وسط میں اسم جلالت اللہ، دائیں جانب ابوبکر اور بائیں جانب عمر تحریر ہے--- نچلی سطر میں یہ آیت مبارکہ درج ہے:

﴿قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾---[۴۲]

''آپ فرما دیجیے میں اس (دعوت حق) پر کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا، بجز قرابت کی محبت کے''---

دوسرے دروازے کی اوپر والی چوکھٹ کے درمیان میں حضور ﷺ کا اسم گرامی محمد اور دائیں جانب عثمان اور بائیں جانب علی تحریر ہے--- اس کے نیچے یہ عبارت درج ہے:

ذَكَرَ اَبُو السَّعُوْدِ فِيْ شَرْحِهٖ عَلَى الْبُرْدَةِ حَدِيْثًا فِيْ حَقِّ الْحُسَيْنِ وَهُوَ اَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَالَ: اَلشِّفَاءُ فِيْ تُرْبَتِهٖ وَالْاِجَابَةُ

Marfat.com

تَحۡتَ قُبَّتِهٖ وَ الۡاَئِمَّةُ مِنۡ ذُرِّيَّتِهٖ اَوۡ عِتۡرَتِهٖ---

دونوں دروازوں کی چوکھٹیں سنگ مرمر کی ہیں، ان کی بالائی چوکھٹ پر تحریر (جیسا کہ پہلے بیان ہوا) کی صورت یوں بنتی ہے---

پہلا دروازہ				دوسرا دروازہ	
ابوبکر	اللہ	عمر		عثمان	محمد	علی

روضہ کے عین وسط میں ۱۲×۱۲ فٹ کی سٹیل کی جالی نصب ہے، جو اتنی ہی بلند ہے، باہر کوئی تین فٹ جگہ خالی چھوڑ کر جنگلا لگا ہوا ہے، جس کے باہر کھڑے ہو کر سلام عرض کیا جاتا ہے---

جالی کے اندر شیشے کی دیوار ہے، جس میں امام عالی مقام کے سر اقدس کا قریباً چھ فٹ لمبا صندوق نما مزار ہے--- یہ بکس چاندی اور سونے سے آراستہ ہے--- روضہ مبارکہ میں قبلہ کی جانب زائرین کے لیے کافی جگہ ہے، جہاں قالین بچھے ہیں---

دیواریں اور گنبد کا اندرونی حصہ نقش و نگار سے آراستہ ہے، مرور زمانہ سے اب نقش کچھ ماند پڑ گئے--- چاروں کونوں میں ایک ایک شعر تحریر ہے--- آج کل روضہ کے اندر صفائی اور پالش کا کام ہو رہا ہے، تین اشعار پڑھے جا سکے ہیں جو یہ ہیں:

هٰذَا الۡمَقَامُ حَازَ فَخَارًا
بِالۡاِمَامِ الۡحُسَيۡنِ سِبۡطِ الرَّسُوۡلِ
هٰذَا الۡمَقَامُ كَعۡبَةُ مِصۡرَ
مُرَادُ مَجۡدٍ بِالسَّيِّدِ ابۡنِ الۡبَتُوۡلِ
هٰذَا الۡمَقَامُ جَنَّةُ عَدۡنٍ
مَنۡ اَتَاهُ يَفُوۡزُ بِالۡمَاۡمُوۡلِ

''نواسہ رسول سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت سے یہ مقام باعث

Marfat.com

صد افتخار ہے---

اس جانِ سیادت، جگر گوشہ بتول رضی اللہ عنہا کے دم قدم سے یہ مقام، مصر میں کعبہ کی طرح محترم ہے کہ مجد و شرف یہاں کا قصد کرتے ہیں---

یہ مقام جنت عدن کی طرح ہے، جو شخص یہاں حاضری دے، اس کی ہر تمنا پوری ہوگی''---

الحسین میں مصری اور غیر ممالک سے آنے والے زائرین بڑی کثرت سے حاضری دیتے ہیں--- یہاں عجیب رسم دیکھی ہے کہ پاکستان میں مزارات پر پھول چڑھائے جاتے ہیں مگر یہاں پھولوں کا رواج کم ہے، لوگ پودینے کی گٹھیاں لاکر جالی مبارک کی چاروں سمت رکھ دیتے ہیں---

روضہ مبارکہ کا ایک دروازہ شرقی جانب بھی ہے، جس پر یہ عبارت درج ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سَلَامٌ عَلَيْكَ يَآ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ---

اور دوسری سطر میں ابوبکر، عمر، عثمان، علی تحریر ہے---

جامعہ ازہر کے ہاسٹل میں

یہاں کی حاضری کے بعد ہم نے انڈر گراؤنڈ راستے سے سڑک کراس کی--- یہ راستہ ڈاٹ نما گزرگاہوں کی صورت میں ہے، دوسری جانب بس سٹاپ تھا، جو جامع الازہر کے بالکل سامنے ہے، یہاں سے جامعہ کے ہاسٹل بعوث جانے والی بس میں سوار ہوئے، یہ بس پاکستان کی اومنی بس کی طرح ہے، دس قرش (آنے) کرایہ لگا اور ہاسٹل پہنچ گئے--- یہی سفر اگر ٹیکسی سے کرتے تو سات آٹھ گنی خرچ ہوتے---

Marfat.com

ہاسٹل میں بھیرہ شریف کے طلباء اور علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب مدظلہ کے صاحبزادے علامہ ممتاز احمد سدیدی زید مجدہ سے ملاقات مقصود تھی---

سدیدی صاحب کو یہاں آئے تیسرا سال ہے، پچھلی دفعہ جب ہم مصر آئے تھے تو یہ کوئی ڈیڑھ دو مہینے پہلے یہاں پہنچے تھے، اب یہ مصر کے حالات اور بگڑی ہوئی زبان و بیان کی نزاکتوں سے بخوبی واقف ہو چکے ہیں---ایم اے میں ''کَانَ احمد رضا خان شَاعِرًا عَرَبِیًّا'' کے عنوان سے تھیس (Thesis) مکمل کر رہے ہیں---

ہاسٹل نمبر ۱۵ کے گیٹ پر انکوائری آفس والوں سے کہا کہ کسی پاکستانی لڑکے کو بلوادیں، تھوڑی دیر بعد بھیرہ شریف کے فاضل عبدالنذیر خاں صاحب آئے، ان کا تعلق آزاد کشمیر سے ہے، ان سے ممتاز سدیدی صاحب کا پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ اس وقت اپنے نگران مقالہ استاذ کے ہاں گئے ہوئے ہیں--- پھر حافظ عبدالواحد صاحب اور حافظ محمد اکرم صاحب کا پوچھا---ان دونوں حضرات کا پتا حافظ اللہ یار صاحب نے دیا تھا، حافظ صاحب کا ذکر آیا ہے تو پچھلے سفر کی یادیں پھر سے تازہ ہو گئیں---پچھلی دفعہ (۱۹۹۶ء میں) ان سے ہماری ملاقات مصر میں ہوئی تھی، انھیں مصر کے کلچر، ثقافت، تاریخ اور زیارات کے بارے میں وسیع معلومات تھیں اور انھوں نے تین دنوں میں ہمیں جتنا پھرایا اور معلومات دیں، شاید اس دفعہ ہم زیادہ دن رہنے کے باوجود اتنی معلومات حاصل نہ کر سکیں---

حافظ صاحب موصوف آج کل اسلام آباد میں مقیم ہیں، یہاں چودھری محمد اسحاق نوری کی ان سے ملاقات ہوئی اور پھر فون پر بھی بات ہوئی تو انہوں نے درج بالا حضرات کا حوالہ دیا تھا---

تھوڑی دیر بعد حافظ عبدالواحد صاحب بھی آگئے، یہ بھی بھیرہ شریف کے فاضل ہیں اور یہاں علامہ فضل حق خیر آبادی پر دکتورہ (پی ایچ ڈی) کر رہے ہیں---

Marfat.com

حافظ صاحب اور عبد النذیر خاں صاحب بڑے اخلاق سے ملے، چائے اور ٹھنڈے کا پوچھا، ہماری معذرت کے باوجود انہوں نے پیپسی منگوا کر حق ضیافت ادا کیا، اللہ کریم انہیں ہمیشہ خوش رکھے اور اپنے مقاصد میں کامیابی دے--- حافظ صاحب نے ہمارا پروگرام معلوم کیا، ہم نے بتایا کہ ۷ار دسمبر تک قیام ہے، آپ احباب اپنے تعلیمی اوقات کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسا شیڈول بنائیں کہ باری باری ایک صاحب ہماری رہنمائی کے لیے وقت دے سکیں، تاکہ ہمیں زیارات میں آسانی ہو--- انھوں نے بتایا کہ تھوڑی دیر بعد ممتاز صاحب آنے والے ہیں، ڈھائی بجے کے لگ بھگ عصر کی اذان ہوتی ہے--- نماز کے بعد وہ آپ کے ہوٹل آجائیں گے اور پھر باقی دوست بھی آپ کو وقت دیں گے---

ساڑھے تین بجے سہ پہر ممتاز احمد سدیدی صاحب ہوٹل پہنچے، ہماری طرح انھیں بھی مل کر بہت خوشی ہوئی، تین سال کے طویل عرصہ کے بعد ملاقات ہو رہی تھی، سابقہ جان پہچان کے علاوہ حب الوطن من الایمان کا تقاضا بھی تھا--- انھیں علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب اور حافظ فیاض احمد صاحب کی بھجوائی ہوئی کتابوں کا کارٹن پیش کیا، خیریت طرفین اور یہاں کے اور پاکستان کے حالات پر گفتگو کے بعد طے پایا کہ کچھ زیارات اب کر لی جائیں--- چناں چہ تازہ وضو کر کے ہوٹل سے باہر نکلے، سب سے پہلے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے روضہ انور کی حاضری کے لیے سات سیٹوں والی بڑی ٹیکسی لی--- پانچ گنی کرایہ طے ہوا---

۞۞۞۞۞

Marfat.com

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نواسی، سیدنا علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی ہیں--- آپ کے حالات بہت کم ملتے ہیں--- تاہم آپ کی تابناک سوانح کے چند گوشے پیش کیے جاتے ہیں:

ولادت

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ولادت شعبان المعظم ۵ ہجری، بمطابق ۶۲۶ء میں حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ہاں ہوئی--- سیدہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بچی کا نام تجویز کریں، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا نام تجویز فرمائیں گے--- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت سفر پر تھے، جب واپس

Marfat.com

تشریف لائے تو حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نام پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر سبقت نہیں لے جانا چاہتا--- اتنے میں حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور سلام پیش کرنے کے بعد عرض کی:

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس بچی کا نام زینب رکھ دیں''---

پھر حضرت جبریل امین علیہ السلام نے مستقبل میں اس صاحبزادی کو پیش آنے والے مصائب سے آپ کو آگاہ کیا، جس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آب دیدہ ہو گئے---[۴۳]

تربیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور سیدۃ نساء العالمین سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے آپ کی تربیت فرمائی اور علم، حکمت، دین، اخلاق، آداب، شجاعت اور قوت ایمان وایقان سے بہرہ یاب کیا---[۴۴]

پانچ سال کی تھیں کہ جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے رخصت ہو گئے، چند ماہ گزرے تھے کہ والدہ ماجدہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بھی داغ مفارقت دے گئیں--- گھریلو ذمہ داریاں ان کے سر آ گئیں، صغرسنی کے باوجود اپنے بھائیوں حضرت سیدنا امام حسن وحضرت امام حسین رضی اللہ عنہما اور بہنوں حضرت سیدہ ام کلثوم اور حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہما کی تربیت وخدمت میں بھرپور حصہ لیا---[۴۵]

اوصافِ حسنہ

آپ بڑی عبادت گزار تھیں، بہت روزے رکھتیں اور خشوع وخضوع کے ساتھ

Marfat.com

قیام کرتیں--- رات کا اکثر حصہ تلاوت قرآن میں بسر کرتیں اور یہ معمول میدان کربلا میں بھی قائم رہا--- سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے میدان کارزار میں جاتے ہوئے آخری وصیت یہ کی تھی:

''بہن! اپنی رات کی عبادت اور نوافل کے بعد دعائے خیر میں مجھے مت بھولنا''---[۴۶]

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا لوگوں کو ایمان باللہ، رجوع الی اللہ اور رسول اللہ کی شفاعت پر یقین رکھنے کی تلقین کرتیں--- آپ کی زبان ہمیشہ ذکرالٰہی سے تر رہتی---

آپ کے جود و کرم کو دیکھ کر اہل جود آپ کو ام ہاشم کے لقب سے یاد کرتے (کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جداعلیٰ حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ غریب پروری کرتے اور لوگوں کو کھانا کھلاتے تھے)---

عزم اور بلند ہمتی کے پیش نظر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو ام العزائم کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے--- آپ کے والد گرامی اور بہن، بھائی آپ کی اصابت رائے کے پیش نظر آپ سے مشاورت کرتے، اس لیے آپ صاحب شوریٰ بھی تھیں---

آپ کا گھر ضعیفوں، عاجزوں اور محتاجوں کے لیے جائے پناہ تھا، اس لیے آپ کو ام العواجز کے نام سے یاد کیا جاتا ہے---[۴۷]

حافظ ابن اثیر لکھتے ہیں:

آپ کی ولادت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات مبارکہ میں ہوئی، آپ نہایت عقل مند، دانا، زیرک، متقی، عبادت گزار، بہادر اور فصیح اللسان خاتون تھیں---[۴۸]

روایت حدیث

آپ اپنے والدین کریمین رضی اللہ عنہما کے علاوہ حضرت سیدہ ام سلمہ اور حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہما سے

Marfat.com

احادیث روایت کرتیں، جب کہ حضرت سیدنا ابن عباس، سیدنا علی بن حسین، سیدنا عبد اللہ بن جعفر طیار اور سیدہ فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہم نے آپ سے احادیث روایت کیں---[۴۹]

حافظ ابن عساکر لکھتے ہیں:

آپ نے اپنی والدہ ماجدہ، حضرت اسماء بنت عمیس اور ذکوان یا طھمان نامی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام سے احادیث روایت کیں اور آپ رضی اللہ عنہا سے احادیث روایت کرنے والوں میں محمد بن عمرو، عطا بن سائب اور آپ کی بھتیجی فاطمہ بنت سیدنا امام حسین (رضی اللہ عنہم) شامل ہیں---[۵۰]

ایک بار آپ کے بھائی حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اپنے جد کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سماعت کردہ مسائل پر باہمی مذاکرہ کر رہے تھے کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بھی وہاں آ گئیں--- انھوں نے حدیث مبارکہ:

((اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَبَیْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ...... الخ))---[۵۱]

پر ایسی علمی گفتگو فرمائی کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ بے ساختہ پکار اٹھے:

''تمھارا تعلق واقعی شجرہ نبوت اور معدن رسالت سے ہے''---[۵۲]

نکاح

آپ کا نکاح اپنے چچا کے بیٹے حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا---[۵۳]

آپ کے خاوند حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بڑے صاحب جود و کرم تھے، آپ رضی اللہ عنہ کو قطبِ اسخیاء کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا--- سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا ان سے نکاح عہد فاروقی کے اواخر میں ہوا--- تقریب نکاح میں حضرت عمر، حضرت عثمان،

Marfat.com

حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوذر غفاری، حضرت انس بن مالک اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم ایسے اکابر صحابہ نے شمولیت کی---[۵۴]

اولادامجاد

اولادامجاد میں علی، عون الاکبر، عباس اور محمد چار صاحبزادے اور ام کلثوم (رضی اللہ عنہم) نامی ایک صاحبزادی تھیں---[۵۵]

جرأت وشجاعت

آپ بڑی بہادر اور دلیر تھیں---یہ جرأت وشجاعت آپ کو وراثت میں ملی تھی---کربلا کے نازک موقع پر آپ نے قدم قدم پر اپنے عزیز بھائی امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی مدد کی---میدانِ کربلا کے دل دوز مناظر ان کی نگاہوں کے سامنے پیش آئے، آپ نے تمام صدموں کو صبر واستقلال سے برداشت کیا---

اسیرانِ کربلا کے ساتھ آپ کو بھی دمشق لے جایا گیا، راستے میں کوفہ والوں کے آہ وبکا اور نالہ وشیون کی صدا پر جس جرأت اور فصاحت وبلاغت سے اظہار حقیقت فرمایا، وہ آپ ہی کا حصہ ہے---آپ نے حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا:

"اے بے وفا، دغاباز اور بزدل کوفیو! اب روتے ہو اور ماتم کرتے ہو، خدا کرے تم ہمیشہ روتے رہو---تمہاری مثال اس عورت کی سی ہے جو مضبوط دھاگے کو کاتنے کے بعد اس کے ٹکڑے کردے---تم نے قسموں کو دھوکہ اور فریب کا ذریعہ بنا رکھا ہے---تم جھوٹے مداح، ظالم وکینہ پرور،

Marfat.com

لونڈیوں کی طرح چاپلوس اور خوشامدی ہو---تم غلاظت کی ڈھیری پر اُگے ہوئے گھاس کی مانند ہو:

وَ اللّٰہِ فَابْکُوْا کَثِیْرًا وَّ اضْحَکُوْا قَلِیْلًا---

''اللہ کی قسم! تم بہت زیادہ روؤ اور کم ہنسو گے''---

تم نے ہمیشہ کے لیے شرمندگی اٹھائی، بے وفائی کا یہ داغ تمھارے ہاتھوں سے کبھی نہ دھل سکے گا---

اے کوفیو! تم نے خلاصہ خانوادۂ نبوت، دین و شریعت کے منار اور نوجوانانِ جنت کے سردار کو قتل کیا---نامرادو! تم نے اپنے لیے کیسا راستہ منتخب کیا، تم پر اللہ کا غضب اور عذاب ہو---جانتے ہو تم نے کس جگر رسول کو پارہ پارہ کیا، کس کا خون بہایا؟---تم برے کام کے مرتکب ہوئے ہو، جس کی پاداش میں آسمان ٹوٹ پڑیں، زمین پھٹ جائے، پہاڑ پاش پاش ہو جائیں---کیا تم یہ چاہتے ہو کہ آسمان تم پر خون کے آنسو روئے؟---یقیناً اخروی عذاب سخت رسوا کرنے والا ہے اور وہاں تمہارا کوئی یار و مددگار نہ ہوگا''---[۵۶]

آپ کے خطاب میں بعینہٖ اپنے والد ماجد باب مدینۃ العلم رضی اللہ عنہ کی خطابت کا رنگ نمایاں نظر آتا ہے---اسی طرح یزید کے روبرو اس کے دربار میں آپ نے جس بے باکی سے گفتگو فرمائی، وہ آپ کی ذہانت و فطانت اور جرأت و شجاعت کی بین دلیل ہے---

بلاشبہ آپ صورت و سیرت میں لختِ جگرِ مصطفیٰ، سیدہ نساء العالمین فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی حقیقی تصویر تھیں---

سانحہ کربلا کے بعد اہل بیت کرام کا قافلہ مدینہ منورہ پہنچا تو حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بقیہ زندگی اپنے نانا جان حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں بسر کرنا چاہتی تھیں،

Marfat.com

مگر بنو امیہ کو یہ بات گوارا نہ ہوئی، کیوں کہ انھیں خطرہ تھا کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور دیگر شہداء کربلا کا بدلہ لینے کے لیے محبین اہل بیت ان کی قیادت میں مجتمع نہ ہو جائیں---
اس لیے گورنر مدینہ نے پیغام بھیجا کہ آپ مدینہ منورہ کے علاوہ جہاں چاہیں قیام کر سکتی ہیں، چناں چہ شعبان ۶۱ھ میں مصر تشریف لے آئیں--- گورنر مصر مسلمہ بن مخلد انصاری اور اہل مصر نے والہانہ استقبال کیا--- تقریباً ایک سال مصر میں قیام کے بعد ۶۲ھ میں وصال فرمایا--- [۵۷]

رحمها اللہ تعالیٰ علیها رحمة واسعة

روضہ و مسجد سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا روضہ مبارکہ اور آپ کی مسجد کا بلند و بالا منار دور سے دکھائی دیا، مسجد کا بیرونی حصہ پتھر کا ہے، جس پر نقش و نگار کا حسین و نفیس کام کیا گیا ہے، اندر داخل ہوں تو دائیں جانب مزار مبارک اور بائیں جانب مسجد ہے--- یہ مسجد بھی مسجد اموی (دمشق) کی طرز پر متعدد ستونوں، لکڑی کی نفیس اور زریں نقش و نگار والی چھت پر مشتمل ہے--- مسجد کے وسط میں ایک قبہ بنا ہوا ہے، جس کے نیچے خوب صورت منبر نما کرسی ہے، یہاں جمعہ کے روز قاری صاحب اذانِ جمعہ کے فوراً بعد تلاوت کرتے ہیں--- مسجد میں داخل ہوئے تو مغرب کی اذان ہو رہی تھی---
امام صاحب شافعی المذہب ہیں--- یہاں مصر میں بالعموم امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مقلدین رہتے ہیں--- امام صاحب مصلّی پر کھڑے ہوئے، پھر دائیں بائیں چل کر صفوں کو درست کیا، داڑھی بس مختصر سی تھی، مگر یہ بھی غنیمت ہے، ورنہ اکثر ائمہ مساجد بلکہ علماء و مفتی اور شیوخ الحدیث داڑھی سے بالکل ہی "فارغ البال" اور اس خوب صورت

Marfat.com

سنت سے محروم ہیں---نماز مغرب کیا تھی؟---تراویح کی طرح کی کوئی چیز تھی---کافی دیر بعد فراغت ہوئی---لوگوں نے امام صاحب سے مصافحہ کیا اور امام صاحب چل دیے---مکبر صاحب نے مائیک میں آیۃ الکرسی پڑھی پھر ﴿سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا﴾ [۵۸] آیہ مبارکہ پڑھی اور تھوڑی دیر خاموش رہے، اسی دوران میں لوگوں نے تینتیس بار آہستہ آواز میں سُبْحَانَ اللّٰہ کی تسبیح پڑھی، پھر مائیک میں آیت پڑھی گئی، جس میں حمد کا ذکر تھا، غالباً یہ آیت پڑھی ﴿فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ رَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَo﴾ [۵۹] لوگوں نے جواباً تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کا ورد کیا، پھر یہ آیت مبارکہ تلاوت کی ﴿وَ كَبِّرْهُ تَكْبِيْرًاo﴾ [۶۰] تو چونتیس مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَر کا ذکر ہوا---پھر چند مزید آیات پڑھنے کے بعد فاتحہ پڑھوائی اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے لیے ایصال ثواب کیا---پتا چلا کہ ہر نماز کے بعد یہاں یہی معمول ہے، بلکہ سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا اور دیگر مقامات پر بھی اس طرح کا معمول دیکھنے میں آیا---

نماز کے بعد مزار شریف پر حاضری دی---نہایت عالی شان روضہ مبارکہ ہے، قبر انور کے باہر بلند و بالا جالی ہے---شام اور عراق میں اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کے مزارات کی طرح کوئی چودہ فٹ بلند جالی ہے، جس پر قبہ بنا ہوا ہے---جالی نہایت منقش ہے اور اس پر قرآنی آیات اور اشعار درج ہیں، گنبد اور روضہ کے اندر بھی نقش و نگار کا کافی کام ہے---جالی شریف کے درمیان لکڑی کی ایک نہایت منقش جالی نما دیوار کھڑی کی گئی ہے، ایک جانب مرد اور دوسری جانب عورتیں حاضری دیتی ہیں---مزار مبارک پر چڑھائی جانے والی رنگا رنگ چادروں کے اوپر سفید دوپٹہ کی طرح باریک جالی دار چادر اوڑھادی گئی ہے---اسی طرح کی دوپٹہ نما چادر مستورات اہل بیت کے دیگر مزارات پر بھی علامتی طور پر ڈال دی گئی ہے---نہایت پر لطف حاضری رہی اور کیوں نہ ہوتی کہ کسی معمولی شخصیت کا دربار نہیں بلکہ جگر گوشہ مصطفیٰ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

Marfat.com

کی صاحبزادی اور مجمع برکات وحسنات ہستی کی بارگاہ ہے---

سَلَامُ اللّٰہِ عَلٰی جَدِّھَا وَ اُمِّھَا وَ اَبِیْھَا وَ عَلَیْھَا

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے مزار کی تحقیق

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا روضہ مبارکہ دمشق (شام) میں بھی ہے، جو دنیا کی چند نہایت قیمتی اور خوب صورت عمارات میں سے ایک ہے اور وہ آپ کے نام سے منسوب ومشہور ہے---مگر ممکن ہے وہ مقام ہو اور آپ کے قیام کی مناسبت سے وہاں روضہ تعمیر کیا گیا ہو یا سادات کرام میں سے کوئی اور زینب ہوں، کیوں کہ اہل تحقیق نے صراحت کی ہے کہ آپ کا روضہ مبارکہ قاہرہ میں ہے، چناں چہ امام شعرانی المنن میں لکھتے ہیں:

"سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ (مصر میں) قناطر السباع کے مقام پر حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی صاحبزادی حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا مزار ہے---بلاشک وشبہہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اسی مقام پر آسودہ ہیں---سیدی علی الخواص ننگے پاؤں یہاں حاضر ہوتے اور آپ کے توسل سے بارگاہ خداوندی میں دعا کیا کرتے---[۶۱]

Marfat.com

قرب وجوار کی زیارات

سیدہ زینب کی حاضری کے بعد سدیدی صاحب نے بتایا کہ قریب قریب اور زیارات بھی ہیں، چاہیں تو ٹیکسی لے لیتے ہیں اور پسند کریں تو پیدل چلیں--- چناں چہ پیدل چلنے کو ترجیح دی تا کہ یہاں کی ثقافت اور علاقہ کو اچھی طرح دیکھا جا سکے--- تھوڑا آگے جا کر مڑے تو ایک بہت وسیع وعریض قلعہ نما عمارت دکھائی دی، بلند و بالا دیواریں، تقریباً ایک فرلانگ لمبی عمارت، یہ جامع طولون ہے---

مسجد ابن طولون

علامہ سیوطی کی تصریح کے مطابق یہ مسجد جبل یشکر نامی جگہ پر واقع ہے، کہا گیا ہے کہ یہاں حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں چند کلمات سے مناجات کی تھی--- اجابت دعا کے لیے یہ جگہ مشہور ہے--- امیر ابوالعباس احمد بن طولون نے یہاں

Marfat.com

مسجد تعمیر کروائی، اسی مناسبت سے اسے مسجد ابن طولون کہتے ہیں--- ۲۶۶ھ میں اس کی تعمیر مکمل ہوئی، تب اس پر ایک لاکھ بیس ہزار دینار لاگت آئی تھی--- ابن طولون نے ایسا میٹریل استعمال کرنے کی ہدایت کی کہ اگر آگ بھی لگ جائے تو مسجد محفوظ رہے، چناں چہ خاص قسم کا پتھر لگایا گیا--- مسجد مکمل ہوئی تو یہاں ایک دائرہ نما جگہ میں عنبر رکھا گیا تاکہ اس کی مہک سے نمازی حضرات کے دماغ معطر ہوتے رہیں، مگر باوجود ترغیب وتحریص کے یہاں نمازی جمع نہ ہوئے--- دراصل لوگوں کو شبہ تھا کہ اسے مال حرام سے بنایا گیا ہے--- ابن طولون نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور بتایا کہ میں نے اپنی گرہ سے اس پر ایک پائی بھی نہیں لگائی بلکہ زمین سے مدفون خزانہ ملا تھا، جسے اس مسجد پر صرف کیا گیا ہے---

ہوا یوں کہ ایک مرتبہ ابن طولون شکار کے لیے جا رہا تھا، گھوڑے کا پاؤں زمین میں دھنسا، اس نے حکم دیا کہ اس جگہ کو کھودا جائے--- چناں چہ نیچے سے کافی مقدار میں خزانہ مل گیا---

مسجد کی بنیاد رکھی گئی تو قبلہ کی سمت کے بارے میں معماروں کو تسلی نہیں ہو رہی تھی، ایک رات ابن طولون کو سرکار ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، آپ ﷺ نے نشان لگایا، صبح سویرے ابن طولون وہاں پہنچا تو دیکھا، وہ نشان بدستور قائم ہے، چناں چہ انہی خطوط پر محراب بنایا گیا--- یہی وجہ ہے کہ اس کا محراب تنگ ہے--- [۶۲]

عرصہ تک یہ مسجد تعلیم وتعلم کا مرکز رہی--- اب یہ مسجد قابل استعمال ہونے کے باوجود غیر آباد ہے--- یہ پر شکوہ مسجد جب آباد تھی تو کیا منظر ہوتا ہوگا--- یہاں علامہ سیوطی ایسے اساطین علم وفضل مدرس رہے ہیں، تب تعلیم وتعلم اور طلبہ کی کثرت کا کیا عالم ہوگا؟--- آج یہ مسجد اذان کی آواز اور سجدوں کو ترس رہی ہے--- شنید ہے کہ اب اس کی مرمت اور آبادکاری کا پروگرام زیر غور ہے---

Marfat.com

مغرب کے کافی دیر بعد یہاں سے گزرے، اندھیرا چھیل چکا تھا اور مسجد اندر سے بند تھی، اس لیے باہر سے ہی زیارت کر سکے---

سیدی محمد الانور رضی اللہ عنہ

تھوڑا آگے بڑھے تو سیدی محمد الانور رضی اللہ عنہ کا مزار اور مسجد ہے آپ حضرت زید ابلج بن حضرت امام حسن مجتبیٰ کے صاحبزادے اور سیدہ نفیسہ (رضی اللہ عنہم) کے عم محترم ہیں--- نہایت جلیل القدر بزرگ ہوئے ہیں، آپ کے مزار پر انوار پر یہ شعر درج ہے:

مَسْجِدٌ حَلَّ فِیْهِ نَجْلٌ لِّزَیْدٍ
ذٰلِكَ الْاَنْوَرُ الْاَجَلُّ مُحَمَّدٌ

''اس مسجد میں حضرت زید رضی اللہ عنہ کے جلیل القدر صاحبزادے محمد الانور رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں''---

سیدہ سکینہ رضی اللہ عنہا

تھوڑا اور آگے بڑھے تو ایک تنگ سی گلی میں امام عالی مقام کی صاحبزادی حضرت سیدہ سکینہ رضی اللہ عنہا کا روضہ مبارکہ ہے---

سانحہ کربلا کے تذکروں میں حضرت سکینہ کا ذکر بھی آتا ہے، آپ امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں--- امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کو اپنی اس صاحبزادی اور ان کی والدہ حضرت رباب سے خاص الفت تھی، جس کا اظہار آپ رضی اللہ عنہ نے اس شعر میں بھی فرمایا:

Marfat.com

لَعُمْرِیْ اِنَّنِیْ لَأُحِبُّ دَارًا
تَحُلُّ بِهَا السُّکَیْنَۃُ وَالرُّبَابُ [۶۳]

''مجھے اپنی جان کی قسم! میں اس مکان سے محبت رکھتا ہوں، جس میں سکینہ اور رباب کا بسیرا ہے''۔۔۔

عام طور پر واعظین سَکِینہ بولتے ہیں مگر یہ لفظ سُکَینہ ہے۔۔۔ (سین کے پیش اور کاف پر زبر کے ساتھ [۶۴]) یہ لقب آپ کی والدہ حضرت رباب نے آپ کو دیا، جب کہ آپ کا اصل نام آمنہ تھا۔۔۔

حضرت سکینہ رضی اللہ عنہا بہت خوب صورت، خوب سیرت، مہمان نواز اور شعر و ادب کے ساتھ گہرا تعلق رکھنے والی نہایت فصیحہ و بلیغہ تھیں۔۔۔ آپ کا نکاح حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ بن حسن رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا، جو کہ رخصتی سے قبل ہی میدان کربلا میں شہید ہو گئے۔۔۔ بعد ازاں حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ سے شادی ہوئی۔۔۔

۶/ربیع الاوّل ۱۲۶ھ، بروز جمعرات کو مصر میں آپ نے وصال فرمایا اور حضرت سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کے روضہ کے قریب ہی تدفین ہوئی۔۔۔ [۶۵]

اہل مصر نہایت عقیدت و احترام سے حاضری دیتے ہیں اور قدرے بلند آواز سے یوں عرض کرتے ہیں:

اَلْمَدَدُ! یَا سَیِّدَتَنَا سُکَیْنَۃُ۔۔۔

سیدی علی جعفری رضی اللہ عنہ

آگے جائیں تو تنگ سی گلی میں مزید اہل بیت کے مزارات ہیں، ان میں حضرت

Marfat.com

سیدی علی جعفری بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما کا روضہ مبارکہ ہے---

آپ خاندان نبوت کے گل سر سبد حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے نہایت جلیل القدر صاحبزادے ہیں---

آپ نے اپنے برادر گرامی حضرت امام موسیٰ کاظم، اپنے والد کے چچازاد بھائی حضرت حسین بن زید بن امام زین العابدین اور حضرت ثوری رضی اللہ عنہم سے احادیث روایت کیں اور اشاعت احادیث میں حصہ لیا--- چناں چہ اہل بیت کرام کے بہت سے افراد نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا---[٦٦]

٢١٠ھ میں وصال فرمایا---[٦٧]

آگے سیدہ عتیقہ رضی اللہ عنہا، عمۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام ہے، باہر نکلیں تو مفسر الاحلام، امام تعبیر رؤیا حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ہے---

✡✡✡✡✡

Marfat.com

امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ

امام تعبیر، حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابو بکر تھی [۶۸] آپ کے والد سیرین خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے غلام تھے--- بعد میں مکاتبت پر آزادی حاصل کی۔--[۶۹]

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام صفیہ تھا، یہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی باندی تھیں--- انھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تین ازواج مطہرات نے پسند فرمایا اور ان کے لیے دعا کی--- چناں چہ جب یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ملکیت میں آئیں تو اس موقع پر اٹھارہ بدری صحابہ کرام موجود تھے، جن میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی تھے، جنھوں نے دعائے خیر کی اور باقی صحابہ نے آمین کہی---[۷۰]

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۳۳ھ میں ہوئی---[۷۱]

Marfat.com

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نہایت صاحب تقویٰ و ورع تھے، آپ نے حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت عبد اللہ بن زبیر، حضرت عمران بن حصین اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے احادیث لیں، جب کہ قتادہ، ایوب سختیانی، خالد الحذاء رحمۃ اللہ علیہم ایسے بڑے بڑے ائمہ حدیث نے آپ سے احادیث روایت کیں---[۷۲]

ابن سعد لکھتے ہیں:

كَانَ ثِقَةً مَامُوْنًا، عَالِيًا، رَفِيْعًا، فَقِيْهًا، إِمَامًا، كَثِيْرَ الْعِلْمِ، وَرِعًا---[۷۳]

''آپ اپنے زمانہ کے نہایت ثقہ، معتمد، بلند مرتبہ، رفیع الشان، فقیہ، امام، علامہ اور صاحب ورع تھے''---

عوف اعرابی کہتے ہیں:

''ابن سیرین کو فرائض، قضا اور حساب میں مہارت تامہ حاصل تھی''---[۷۴]

محمد بن جریر طبری فرماتے ہیں:

كَانَ ابنُ سِيْرِيْنَ فَقِيْهًا، عَالِمًا، وَرِعًا، أَدِيْبًا، كَثِيْرَ الْحَدِيْثِ، صَدُوْقًا، شَهِدَ لَهُ أَهْلُ الْعِلْمِ وَ الْفَضْلِ بِذٰلِكَ وَ هُوَ حُجَّةٌ---[۷۵]

''ابن سیرین فقیہ، عالم، صاحب ورع، ادیب، کثیر الحدیث، بہت ثقہ اور سچے تھے--- اہل علم و فضل آپ کے ان اوصاف حمیدہ پر گواہ ہیں، بلاشبہ آپ حجت اور دلیل ہیں''---

کمالِ تقویٰ

آپ بڑے متقی اور پرہیز گار تھے، ایک مرتبہ تجارت کی غرض سے چالیس ہزار درہم کا

Marfat.com

روغن زیتون خریدا، جو کہ مشکیزوں میں تھا، اتفاق سے ایک مشکیزہ میں سے مردہ چوہا برآمد ہوا--- آپ نے فرمایا، ممکن ہے روغن زیتون جہاں ذخیرہ رہا ہے، وہیں چوہا گرا ہو اور مشکیزوں کا سارا تیل نجس ہو گیا ہو--- آپ نے سارے کا سارا روغن پلٹ دیا اور چالیس ہزار درہم کی خطیر رقم کی پروانہ کی--- چناں چہ تیل کی قیمت ادا نہ کر پانے پر مقروض ہو گئے اور جیل جانا پڑا---[۷۶]

داروغہ جیل نے پیش کش کی کہ رات اپنے گھر گزار کر صبح واپس تشریف لے آیا کریں--- آپ نے فرمایا: یہ امانت میں خیانت ہے اور میں تیری پیش کش قبول کر کے خیانت میں تیرا معاون نہیں بننا چاہتا---[۷۷]

آپ مرنجان مرنج طبیعت کے مالک تھے، دن کو احباب سے خوش طبعی فرماتے مگر رات کو خشیت الٰہیہ سے گڑگڑا کر روتے [۷۸] ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہتے، موت کو یاد کرتے تو ایسی کیفیت طاری ہو جاتی جیسے آپ کا جسم مردہ ہو گیا ہو---[۷۹]

آپ والدہ کی بہت تعظیم کرتے، ادب کا یہ عالم تھا کہ ان کے خوف اور ہیبت کے سبب رک رک کر آہستہ آواز میں ان سے گفتگو کرتے---[۸۰]

آپ کی محفل میں جب کسی کی برائی بیان کی جاتی تو جواباً اس کی خوبیاں بیان کرتے اور فرماتے:

> "صریح ظلم یہ ہے کہ ناراضی کے وقت کسی کے عیب بیان کیے جائیں اور اس کی خوبیوں کو چھپا لیا جائے"---

عجز و انکسار کا یہ حال تھا کہ اپنے کپڑوں سے خود مسجد کی صفائی کرتے---[۸۱]

آپ فرمایا کرتے، اگر گناہوں کی بدبو محسوس ہوتی تو کوئی میرے پاس بیٹھنے کی ہمت نہ کرتا، کیوں کہ میں بہت گنہ گار انسان ہوں---[۸۲]

آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے---[۸۳]

Marfat.com

طہارت و نظافت کا یہ اہتمام کہ روزانہ غسل کرتے [۸۴] رمضان المبارک کی تمام راتیں عبادت اور شب بیداری میں گزارتے --- [۸۵]

صحابیِ رسول رضی اللہ عنہ کی وصیت

آپ کے اس تقویٰ و طہارت کے پیش نظر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ایسے جلیل القدر صحابی نے بوقت وصال وصیت فرمائی کہ محمد بن سیرین مجھے غسل دیں اور نماز جنازہ پڑھائیں --- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو ابن سیرین جیل میں تھے، چناں چہ حاکم شہر سے خصوصی اجازت لے کر تشریف لائے، غسل اور تجہیز و تکفین کے بعد جنازہ کی نماز پڑھائی اور اہل خانہ سے ملے بغیر جیل میں واپس آ گئے --- [۸۶]

موئے مبارک

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک تھے، یہ تبرک انھیں حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ یا آپ کے اہل خانہ سے حاصل ہوا تھا --- صحیح بخاری میں ہے، ایک بار آپ نے حضرت عبیدہ سلمانی رضی اللہ عنہ سے اس کا تذکرہ کیا تو انھوں نے رشک کرتے ہوئے کہا:

لَاَنْ تَکُوْنَ عِنْدِیْ شَعَرَۃٌ مِنْہُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا وَ مَا فِیْھَا --- [۸۷]

"ساری دنیا اور اس میں موجود تمام مال و متاع کے عوض اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک موئے مبارک بھی مل جائے تو یہ مجھے زیادہ محبوب ہے" ---

Marfat.com

اولاد

آپ نے ایک شادی کی، تیس بچے پیدا ہوئے مگر صرف ایک بیٹے عبداللہ بن محمد کے سوا کوئی بھی زندہ نہ رہا---[۸۸]

تعبیر میں مہارت

خوابوں کی تعبیر میں بہت مہارت تھی، اس موضوع پر آپ کی ایک مستقل تصنیف ''تعبیر الرؤیا'' نہایت بلند پایہ اور معروف ومتداول ہے---خوابوں کی تعبیر بیان کرتے ہوئے خواب دیکھنے والے کو فرماتے، بیداری میں خوف خدا رکھو گے تو خواب کے ضرر سے محفوظ رہو گے---

ایک مرتبہ ایک شخص نے اپنا خواب سنایا کہ میں نے ایک موٹا تازہ پرندہ دیکھا ہے، جو بلند ہو کر آسمان کے قریب جا پہنچا، پھر ایک درخت پر گر پڑا اور وہاں سے پھول توڑ کر نیچے گرانے لگا، پھر اڑ گیا---خواب سن کر امام ابن سیرین کا چہرہ متغیر ہو گیا، فرمایا، اس سے مراد تو علماء کی موت ہے، چناں چہ اسی سال فقہ وحدیث اور شریعت وطریقت کے دو عظیم امام، امام حسن بصری رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد ابن سیرین رضی اللہ عنہ وصال فرما گئے---[۸۹]

ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی:

میں نے خواب دیکھا ہے کہ چاند جا کر ستاروں کی کہکشاں (ثریا) میں شامل ہو گیا، پھر کسی کہنے والے نے کہا، یہ واقعہ ابن سیرین کو بتا دو، آپ نے فرمایا، ذرا دوبارہ بیان کرنا، عورت نے خواب دہرایا تو آپ کا رنگ زرد ہو گیا، فرمایا، اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ

Marfat.com

سات دن بعد میری موت واقع ہو جائے گی، چناں چہ ٹھیک ساتویں دن آپ کا وصال ہو گیا---[۹۰]

وصال

امام ابن سیرین ۹ رشوال المکرم ۱۱۰ھ کو بعمر ۷۷ سال راہی ملک بقا ہوئے---[۹۱]

آپ کا مزار بصرہ (عراق) میں ہے--- قاہرہ میں آپ کا مقام ہے، ممکن ہے یہاں قیام پذیر رہے ہوں یا اس جگہ خواب میں کسی کو مستفیض فرمایا ہو--- بہر حال آپ سے منسوب یہ جگہ زیارت گاہ کی حیثیت سے محفوظ ہے---

سیدہ رقیہ

سیدہ نفیسہ کے مزار کی طرف جاتے ہوئے راستے میں حضرت سیدہ رقیہ کی مسجد اور آپ کا مزار آتا ہے، یہاں حاضری دی---

آپ حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی صاحبزادی ہیں، آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ام حبیب صہباء ہے--- دمشق میں جامع الاموی کے قریب بھی آپ سے منسوب ایک نہایت عالی شان مقبرہ ہے، جو دنیا کی چند قیمتی اور خوب صورت عمارات میں سے ایک ہے--- علامہ شبلنجی فرماتے ہیں:

جمہور مؤرخین کا قول یہی ہے کہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی رقیہ نامی ایک صاحبزادی تھیں، جو سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بطن سے نہ تھیں---مگر لیث بن سعد کہتے ہیں کہ وہ سیدہ فاطمۃ الزہراء کی صاحبزادی تھیں--- بعض حضرات نے صراحت کی ہے کہ

Marfat.com

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی رقیہ نامی دو صاحبزادیاں تھیں، ایک سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے، جنھیں رقیہ کبریٰ کہا جاتا ہے اور دوسری رقیہ صغریٰ ہیں، جن کی والدہ کا نام ام حبیب ہے، انھی کے بطن سے عمر بن علی رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے---[۹۲]

اس وضاحت سے یہ ممکن ہے کہ مصر اور شام دونوں جگہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادیوں کے مزارات ہوں--- و اللہ تعالیٰ اعلم

آپ کے مزار پر ایک فریم شدہ چارٹ پر درج حالات میں لکھا ہے:

رقیہ زوجۃ مسلم بن عقیل---

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا صاحبِ کرامت تھیں، جب مدینہ منورہ سے (مصر) تشریف لائیں، ایک یزیدی نے آپ کو شہید کرنا چاہا تو اس کا ہاتھ ہوا میں اٹھا رہ گیا اور وہیں گر کر مر گیا---[۹۳]

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے مزار کے تھوڑے فاصلہ پر سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کا روضہ مبارکہ ہے---

Marfat.com

سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا

سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کے روضہ مبارکہ کا نہایت شان دار محل وقوع ہے، ایک جانب وسیع پارک ہے اور دوسری جانب آپ کا روضہ مبارکہ اور مسجد ہے--- مسجد میں داخل ہوئے تو عشاء کی جماعت ہو رہی تھی، سدیدی صاحب نے بتایا کہ یہاں کے امام الحمدللہ سنت کے مطابق باریش ہیں---

نماز کے بعد دربار شریف میں حاضری دی، گزر گاہ اور روضہ مبارکہ کے اندر نہایت نفیس فریم شدہ کیلنڈر لٹکے ہوئے ہیں، بعض کتبوں پر حالات اور بعض پر آپ کی منقبت میں اشعار درج ہیں--- حقیقت یہ ہے کہ سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے جو بلند و بالا مقام عطا فرمایا اور جس مقبولیت سے نوازا ہے، اس کا احاطہ ممکن نہیں، تاہم تبرکاً مختصر حالات درج ہیں:

Marfat.com

آپ حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے پوتے سیدی حسن انور بن سید زید ابلج رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں--- ۱۴۵ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں، مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی--- عبادت و ریاضت اور زہد و تقویٰ میں مشہور تھیں، ہمیشہ دن کو روزہ رکھتیں اور رات کو نماز میں کھڑی رہتیں--- اکثر وقت حرم نبوی میں گزارتیں--- آپ نے تیس حج کیے، جن میں اکثر و بیشتر حج پیدل کیے--- کعبۃ اللہ کے پردوں کو پکڑ کر زار و قطار گریہ و زاری کرتیں--- آپ کی بھتیجی زینب بیان کرتی ہیں کہ میں نے سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کی چالیس برس خدمت کی، آپ نے کبھی روزہ کا ناغہ نہیں کیا--- تین دنوں کے بعد ایک لقمہ تناول فرماتیں--- آپ کے مصلیٰ کے سامنے ایک ٹوکری لٹکی رہتی، جس چیز کی خواہش ہوتی، اچانک اس ٹوکری میں نمودار ہو جاتی--- اس غیبی رزق کی وجہ سے میں حیران ہوتی تو آپ فرماتیں:

مَنِ اسْتَقَامَ مَعَ اللّٰہِ تَعَالٰی کَانَ الْکَوْنُ بِیَدِہٖ وَفِیْ طَاعَتِہٖ---

"جسے اللہ تعالیٰ پر بھروسا ہو، دنیا اُس کے قبضہ قدرت میں اور اس کی فرماں بردار ہو جاتی ہے"---

آپ قرآن کریم اور اس کی تفسیر حفظ کرتیں، تلاوت قرآن کے دوران میں آپ پر گریہ طاری رہتا--- [۹۴]

مصر میں تشریف آوری

سانحہ کربلا کے بعد مصر، محبین اہل بیت کا مسکن و مرجع بن گیا تھا--- اہل مصر کی دعوت پر خانوادۂ نبوت کے کئی افراد نے مصر میں سکونت اختیار فرمائی، سب سے پہلے حضرت سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ سکینہ رضی اللہ عنہا مصر آئیں، ان کے وصال کے بعد سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا مصر میں اقامت گزیں ہوئیں--- آپ کو اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

بے پناہ شہرت عطا فرمائی، خلق خدا فیض یاب ہونے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر رہتی، جس سے عبادت ومحویت میں خلل واقع ہوا تو آپ نے حجاز مقدس واپسی کا ارادہ فرمایا، اہل مصر کو پتا چلا تو انھیں بہت صدمہ ہوا--- امیر مصر نے بہت منت سماجت کی، بالآخر آپ رضی اللہ عنہا نے درخواست قبول فرمالی اور شرط لگائی کہ ہفتہ میں صرف دوروز زائرین کے لیے اور بقیہ ایام خلوت وعبادت میں بسر کریں گی---[۹۵]

کرامات

آپ صاحب کرامت تھیں--- ایک یہودی عورت آپ کے پڑوس میں رہتی تھی، اس کی ایک اپاہج لڑکی تھی، اسے ایک کام کے لیے کہیں جانا تھا، پریشان تھی کہ بچی کو کہاں چھوڑے، معذوری کی بنا پر ساتھ لے جانا بھی ممکن نہیں تھا، بالآخر اس نے بچی کو سیدہ نفیسہ کے ہاں چھوڑ دیا--- نماز ظہر کے لیے آپ نے وضو فرمایا، وضو کا پانی اس معذور لڑکی کے جسم سے لگا، وہ فوراً صحت مند ہوگئی--- اس کے گھر والے واپس آئے تو لڑکی نے خود چل کر ان کا استقبال کیا--- سیدہ کی یہ کرامت دیکھ کر اس یہودی گھرانہ نے اسلام قبول کرلیا---[۹۶]

ایک مرتبہ دریائے نیل رک گیا، لوگوں نے دعا کی درخواست کی، آپ نے اپنا دوپٹہ دیا، لوگوں نے وہ دوپٹہ دریا میں ڈالا تو فوراً ہی دریا ٹھاٹھیں مار کر بہنے لگا---[۹۷]

شادی

آپ کا نکاح امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے سیدی اسحاق رضی اللہ عنہ سے ہوا،

Marfat.com

آپ کے ہاں ایک صاحبزادے قاسم اور ایک صاحبزادی ام کلثوم پیدا ہوئیں---[۹۸]

امام شافعی رضی اللہ عنہ کی عقیدت

سیدہ نفیسہ کی ذات مرجع خلائق تھی، علم وعمل اور تقویٰ وطہارت میں وہ مقام حاصل تھا کہ آپ ''نَفِیْسَۃُ الْعِلْمِ وَالْمَعْرِفَۃ'' کے لقب سے مشہور ہیں--- سیدنا امام شافعی ایسے جلیل القدر عالم دین اور فقہ کے امام آپ سے عقیدت رکھتے اور آپ کی خدمت میں حاضری کو سعادت سمجھتے تھے---نماز تراویح سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کی مسجد میں پڑھاتے اور آپ سے دعا کرواتے--- امام شافعی نے سیدہ نفیسہ سے احادیث کی سماعت کی--- آپ جب بیمار ہوتے تو کسی شاگرد کو سیدہ کے ہاں دعا کے لیے بھجواتے---دعا کرتیں تو قاصد کے لوٹنے سے پہلے ہی آپ شفایاب ہو جاتے--- مرض الموت میں آپ نے حسب عادت ایک شاگرد کو سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کے پاس دعا کے لیے بھجوایا تو انھوں نے فرمایا:

مَتَّعَہُ اللّٰہُ بِالنَّظَرِ اِلٰی وَجْھِہِ الْکَرِیْم ---

''اللہ تعالیٰ شافعی کو اپنی زیارت سے مشرف فرمائے''---

امام شافعی کو جب اس دعا کا پتا چلا تو سمجھ گئے کہ اب وقت وفات قریب آ پہنچا، آپ نے وصیت فرمائی کہ سیدہ نفیسہ جنازہ میں شامل ہوں---۲۰۴ھ میں امام شافعی کا وصال ہوا تو سیدہ نفیسہ نے امیر مصر کو پیغام بھجوایا کہ جنازہ میرے مکان کے قریب پڑھا جائے--- کیوں کہ کثرت عبادت وریاضت کی وجہ سے سیدہ کمزور ہو چکی تھیں اور جنازہ کے لیے دور جانا ممکن نہ تھا--- چناں چہ سیدہ نے مقتدی کی حیثیت سے جنازہ میں شرکت فرمائی---[۹۹]

Marfat.com

غیبی ندا

ایک مردِ صالح، جنھوں نے امام شافعی کے جنازہ میں شرکت کی، فرماتے ہیں کہ جب جنازہ پڑھا جا چکا تو غیب سے ندا آئی:

إِنَّ اللّٰهَ غَفَرَ لِكُلِّ مَنْ صَلّٰى عَلَى الشَّافِعِيِّ بِالشَّافِعِيِّ رضی اللہ عنہ وَ غَفَرَ الشَّافِعِيَّ بِصَلٰوةِ السَّيِّدَةِ النَّفِيْسَةِ عَلَيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا---[۱۰۰]

"اللہ تعالیٰ نے امام شافعی کے صدقے جنازہ میں شامل ہونے والوں کو بخش دیا اور سیدہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ پڑھنے کی برکت سے امام شافعی رضی اللہ عنہ کی مغفرت فرما دی"---

وصال

سیدہ نفیسہ جس مکان میں قیام پذیر تھیں، اس میں اپنے ہاتھ سے اپنی قبر کھودی، پھر اس میں دو ہزار قرآن کریم ختم کیے--- یکم رجب المرجب ۲۰۸ھ کو بیمار ہوئیں، مدینہ منورہ میں اپنے خاوند اسحاق مؤتمن کو اطلاع بھجوائی، طبیبوں نے علاج شروع کیا اور روزہ افطار کرنے کا مشورہ دیا، آپ نے فرمایا:

تیس سال سے دعا کر رہی تھی کہ خدا کرے بحالت روزہ روح پرواز کرے، اب روزہ کیوں کر موقوف کروں؟---

پھر چند اشعار پڑھے، دو شعر یہ ہیں:

Marfat.com

اِصْرِفُوْا عَنِّیْ طَبِیْبِیْ
وَ دَعُوْنِیْ وَ حَبِیْبِیْ
زَادَ بِیْ شَوْقِیْ اِلَیْهِ
وَ غَرَامِیْ فِیْ لَهِیْب

''طبیبو! دور ہٹ جاؤ، مجھے اپنے حبیب کے ساتھ رہنے دو، محبوب کی طرف جانے کا اشتیاق حد سے بڑھ گیا اور محبت شعلہ زن ہے''---

از سر بالین من برخیز اے ناداں طبیب!
درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست

مرض بڑھتا گیا، یہاں تک کہ رمضان المبارک کا مہینا آ گیا---موت کے آثار شروع ہوئے تو آپ نے سورۃ الانعام کی تلاوت شروع کر دی، جب اس آیت پر پہنچیں تو غش کی کیفیت طاری ہوگئی:

﴿لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝﴾---[١٠١]

''ان کے لیے ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے اور وہی ان کے اعمال حسنہ کی وجہ سے ان کا مددگار ہے''---

تھوڑی دیر بعد کلمہ شہادت پڑھا اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی---

وصال کے روز آپ کے شوہر مصر پہنچے اور ان کا جسد اقدس مدینہ منورہ لے جانے کی خواہش ظاہر کی، لوگوں نے انکار کیا اور منت سماجت کی کہ ہمیں ان کی برکات سے محروم نہ کریں، مگر آپ نہ مانے، اسی اثنا میں رات ہو گئی---اگلے دن لوگ پھر حضرت اسحاق کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ نے مصر میں تدفین کی اجازت دے دی اور کہا کہ رات خواب میں مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ نفیسہ کو

Marfat.com

مصر ہی میں دفن کرو---[۱۰۲]

مجموعی طور پر آپ مصر میں سات سال مقیم رہیں---آپ کے وصال پر ہر گھر سے رونے کی آواز بلند ہوئی---آپ کی قبر آج بھی مرجع خلائق ہے اور لوگ یہاں نہایت عقیدت واحترام سے حاضری دیتے ہیں---

بچیوں کی شادی کے لیے دعا

لوگوں میں مشہور ہے کہ یہاں کی جانے والی دعا اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتا---بعض اہل بصیرت نے بتایا کہ وہ بچیاں جن کی شادی میں رکاوٹ پیش آ رہی ہو، مناسب رشتہ نہ مل رہا ہو، ان کے لیے حضرت سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں دعا کی جائے تو ان کی جلد ہی شادی ہو جاتی ہے---

امام صاحب سے ملاقات

سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کی حاضری کے بعد امام مسجد کے دفتر میں گئے، ان سے ملاقات ہوئی، موصوف تصوف و روحانیت کے بے حد قائل اور وہابیوں کے بڑے مخالف ہیں، انھوں نے علامات وہابیہ پر مشہور حدیث سنائی:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ حنین کا مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے، ذوالخویصرہ نامی شخص نے اعتراض کیا اور کہا:

يَا مُحَمَّدُ! اِعْدِلْ، اے محمد! عدل کیجیے---آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَيْلَكَ! وَ مَنْ يَعْدِلُ اِذَا لَمْ اَكُنْ اَعْدِلُ؟---[۱۰۳]

Marfat.com

''تجھے عذاب ہو، اگر میں عدل نہیں کروں گا تو پھر اور کون عدل کرے گا؟''---

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اس شخص کا حلیہ یوں بیان کرتے ہیں:

كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِيْنِ مَحْلُوْقُ الرَّأْسِ---

''داڑھی گھنی، رخسارے ابھرے ہوئے، آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی، پیشانی اونچی اور سر منڈا ہوا''---

اسی باب کی ایک اور روایت میں ہے:

مُشَمِّرُ الْإِزَارِ---''تہ بند پنڈلیوں سے اونچا تھا''---

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے قتل کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے مگر آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روک دیا اور فرمایا:

اِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمًا يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ---[۱۰۴]

''اس کی نسل سے ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو قرآن پڑھے گی مگر قرآن اس کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا، (دوسری روایت میں ہے:

تَحْقِرُوْنَ صَلٰوتَكُمْ مَعَ صَلٰوتِهِمْ---[۱۰۵]

ان کی نمازوں کے مقابلے میں تم اپنی نمازیں ہیچ سمجھو گے---)

یہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور کافروں کو چھوڑ دیں گے، یہ لوگ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے''---

امام صاحب اپنی ایک کتاب بھی دینا چاہتے تھے، فرمایا کہ پھر چکر لگے تو ضرور ملیں---

Marfat.com

آج کی زیارات میں آخری مقام سیدہ عائشہ بنت امام جعفر صادق کی حاضری تھی---
سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کے مزار سے ذرا آگے چل کر بس سٹاپ پر پہنچے، یہاں ایک قدیم دیوار دیکھی، جس کی چوڑائی قریباً آٹھ فٹ ہوگی، اس میں گزرنے والوں کے لیے ڈاٹ نما راستے بنے ہوئے ہیں، کہا جاتا ہے کہ اس دیوار کے اوپر سے پانی کی گزرگاہ تھی، یہ پانی دریائے نیل سے قلعہ میں آتا تھا---قلعہ کا ذکر آگے آئے گا---

بس پر سوار ہو کر سیدہ عائشہ کے مزار پر گئے، روضہ مبارکہ کا دروازہ بند ہو چکا تھا، باہر سے حاضری دی---نہایت نفیس عمارت ہے---مصر کی کرنسی میں پچیس پیسے کے نوٹ پر اس درگاہ کی تصویر چھپی ہوئی ہے---

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

آپ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں---آپ کہا کرتیں:

اے اللہ! تیری عزت و جلال کی قسم، اگر تو نے مجھے دوزخ میں داخل کیا تو میں توحید کو ہاتھ میں لیے دوزخیوں سے کہوں گی کہ میں نے اللہ کی توحید پر ایمان رکھا مگر اس نے پھر بھی مجھے عذاب میں مبتلا کر دیا---

آپ نے ۱۴۵ھ میں وصال فرمایا---[۱۰۶]

✿✿✿✿✿

Marfat.com

جامعہ ازہر کی قدیم مسجد

جامع الازہر

اگلے دن اتوار تھا، ناشتے کے بعد ہوٹل سے پیدل ہی نکل کر جامع الازہر آئے، جامعہ ازہر ایک عظیم یونی ورسٹی ہے، جس کے ماتحت کئی مدارس اور کلیات کام کر رہے ہیں، اس عظیم ادارے کا آغاز اسی مسجد سے ہوا--- بلند و بالا میناروں اور قلعہ نما دیواروں والی یہ قدیم مسجد ''جامع الازہر'' ہی دراصل ''جامعہ الازہر'' تھا--- یہیں تعلیم کا سلسلہ تھا اور کلاسیں لگتی تھیں، بلکہ جب تک ادارہ مسجد میں رہا، اس کی برکت رہی، مسجد سے نکلنے کے بعد دینی اور علمی برکت میں نمایاں کمی واقع ہوئی ہے---

Marfat.com

جامع ازہر ایک قدیم مسجد ہے، جب معز لدین اللہ کے غلام جوہر الکاتب نے قاہرہ کو آباد کیا تو ۳۶۱ھ میں اس نے یہ عظیم الشان مسجد تعمیر کروائی --- بعد میں حاکم بامر اللہ نے اس کی تجدید کی اور اس کے لیے کئی اوقاف مخصوص کیے --- اس مسجد کے بارے میں یہ شہرت تھی کہ اس کی تعمیر میں کوئی ایسا طلسم رکھا گیا ہے، جس کی وجہ سے اس میں کبوتر یا چڑیا وغیرہ کوئی پرندہ بسیرا نہیں کر سکتا --- [۱۰۷]

مسجد نہایت وسیع وعریض ہے، مین گیٹ سے اندر داخل ہوں تو دائیں جانب دفتر افتاء ہے، یہاں فتویٰ نویسی کا کام ہوتا ہے --- دار الافتاء کے لیے ایک علیحدہ اور مستقل عمارت بھی ہے، جہاں شیخ الافتاء تشریف رکھتے ہیں --- تھوڑا آگے چلیں تو مسجد کا وسیع صحن ہے --- مسجد کا ہال متعدد ستونوں پر ایستادہ قدیم طرز کی عمارت ہے --- ۱۹۹۶ء میں جب پہلی مرتبہ ہم مصر آئے تھے تو یہ بہت خستہ اور بوسیدہ نظر آ رہی تھی، صفائی کا بھی چنداں اہتمام نہ تھا، مگر اب مرمت کے بعد چھت کے نقش ونگار اجاگر کیے گئے ہیں، شہتیروں کو پالش کر دیا گیا ہے، ہال میں اعلیٰ قسم کے ایک ہی ڈیزائن کے قالین بچھے ہوئے ہیں --- شیخ الازہر ڈاکٹر سید محمد طنطاوی جمعہ پڑھاتے ہیں --- صحن کے ایک جانب مین گیٹ سے مسجد کے ہال تک وسیع برآمدہ نما کمرے ہیں، جہاں باہر کی جانب بورڈ لگے ہوئے ہیں، جن سے پہلے دور کی علمی رونقوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے، ایک جگہ کتبہ پر درج ہے رواق الشوام، آگے رواق المغاربہ، آگے رواق الاتراك، اسی طرح اور بھی کتبے لگا کر اس جگہ کی نشان دہی کی گئی ہے جہاں قدیم زمانے میں شام، مغرب اور ترک وغیرہ سے آنے والے طلبہ علم حاصل کرتے اور اسباق کا تکرار کرتے تھے ---

میں چشم تصور میں اس دور کا نظارہ کر رہا ہوں، جب مسجد علمی رونقوں سے آباد تھی، مگر اب خالی پڑی ہے، نہ وہ علمی مجلسیں اور نہ سجدوں کی وہ لذت ---

مسجد کی آرائش ومرمت کا کام حال ہی میں مکمل ہوا ہے، باہر پتھر کی تختی پر

Marfat.com

یہ عبارت درج ہے:

جُدِّدَ الْجَامِعُ الْاَزْهَرُ الشَّرِيْفُ عَلٰـى اَصْلِهٖ فِىْ عَهْدِ السَّيِّدِ الرَّئِيْسِ "مُحَمَّد حَسَنِي مُبَارَك" وَ تَمَّتِ الْاَعْمَالُ بِحَمْدِ اللّٰهِ فِىْ ذِكْرَىٰ الْاِحْتِفَالِ بِمَوْلِدِ الرَّسُوْلِ ﷺ ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۸ء---

"جامع ازہر شریف کی آرائش و مرمت کا کام صدر (جمہوریہ مصر) حسنی مبارک کے دورِ حکومت میں ہوا اور بحمد اللہ تعالیٰ محفل میلاد رسول (ﷺ) کے تذکرہ سے اس کی تکمیل ہوئی"---

اس سے پتا چلتا ہے کہ یہاں میلاد شریف کی برکتوں کو تسلیم کیا جاتا ہے---

جامع الازہر کے قریب ہی جامعہ ازہر کی شان دار عمارت ہے، جہاں دینیات کی تعلیم دی جاتی ہے--- جامعہ ازہر کا کچھ ذکر آگے آئے گا---

Marfat.com

کتب خانے

جامع الازہر سے نکلے تو ساتھ ہی نسبتاً ایک تنگ سی گلی سے گزر کر کتب خانوں کا رخ کیا--- ایک قدیم کتب خانہ "عیسٰی البابی حلبی" کا بورڈ نظر آیا--- اس مکتبہ کا نام بچپن سے عربی کتب پر پڑھتے چلے آئے تھے، اب یہاں نئی کتب کی اشاعت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، کتابوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے، جو گرد و غبار سے اٹا پڑا ہے--- کتابیں تلاش کرنے کی فرصت اور ساتھ لے جانے کی گنجائش ہو تو اب بھی کئی قیمتی اور نایاب ہیرے حاصل کیے جا سکتے ہیں--- علامہ یوسف نبہانی کی تصانیف الانوار المحمدیہ، جواھر البحار، سعادۃ الدارین وغیرہ کتب کے علاوہ دلائل الخیرات، مولود برزنجی، مطالع المسرات، روض الریاحین اور فضائل و سیرت کی متعدد کتب موجود ہیں---

ہماری مشکل یہ ہے کہ ہمیں یہاں سے عمرہ کے لیے جانا ہے اور سعودی عرب میں

Marfat.com

مذہبی کتب بالخصوص عقائد و فضائل کی کتب کا داخلہ ممنوع ہے، خاص طور پر ردِ وہابیہ پر کتابیں لے جانا کسی خطرے سے کم نہیں ہے، بہرحال اس مکتبہ میں کافی ذخیرہ موجود تھا اور اس ویرانی سے بھی پتا چلتا ہے کہ جب یہ مکتبہ آباد تھا تو اس کی کتنی اہمیت ہوگی---
اس کتب خانے کے قریب کئی اور کتب خانے ہیں، انہیں بھی دیکھا---

✿✿✿✿✿

سبزی منڈی

کتب خانوں کی طرف جا رہے تھے کہ راستے میں ایک جانب سبزی منڈی دکھائی دی، ایک چکر اس کا بھی لگایا تا کہ یہاں کی سبزیوں کو بھی دیکھا جا سکے---کوئی خاص نئی سبزی تو نظر نہیں آئی، البتہ حجم کے اعتبار سے مصریوں کی طرح ان کی سبزیاں بھی موٹی تازی ہیں---بینگن، کچالو اور بند گوبھی کے بڑے بڑے پھول خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں---علاوہ ازیں سفید رنگ کے لمبے بینگن بھی کثرت سے موجود تھے، سبز منڈی کے باہر فروٹ کی بھی کچھ ریڑھیاں اور دوکانیں نظر آئیں مگر ورائٹی کم تھی، صرف مالٹا، سنگترہ، انار، کیلا اور سیب ہی موجود تھا یا بعض جگہ جاپانی پھل نظر آیا، رنگت تو پاکستان میں پائے جانے والے پھل جیسی تھی مگر سائز میں ٹماٹروں کی طرح تھوڑے لمبائی مائل تھے، ذائقہ معلوم نہیں کیسا ہوگا---

✿✿✿✿✿

Marfat.com

علامہ عینی وعلامہ قسطلانی کا مزار

کتب خانوں کا چکر لگاتے ہوئے ہم جامعہ ازہر کے قریب ہی ایک تنگ گلی میں پہنچے، یہاں نہایت پرانی، خستہ اور نسبتاً چھوٹی مسجد ہے، جو علامہ عینی کے نام سے منسوب ہے--- ایک حجرہ میں دو مزاریں ہیں، ایک میں علامہ عینی اور دوسرے میں علامہ قسطلانی آسودہ ہیں--- رحمہما اللہ تعالیٰ

یہ دونوں حضرات عظیم اور بلند پایہ مصنف ومحدث ہیں--- دونوں حضرات نے بخاری شریف کی ضخیم شروح تحریر کی ہیں--- علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح احناف کے لیے عظیم سرمایہ ہے--- سیرت نبویہ پر وقیع تصنیف المواھب اللدنیہ جو عشق ومحبت کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب کر تحریر کی گئی ہے، علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام کو رہتی دنیا تک زندہ رکھے گی---

Marfat.com

علامہ عینی قدس سرہ العزیز

علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد کی ولادت شام کے مردم خیز علاقے حلب کی قریبی بستی ''عین تاب'' میں ۲۶ / رمضان المبارک ۷۶۲ھ میں ہوئی --- اسی نسبت سے آپ کو عینی کہا جاتا ہے [۱۰۸] آپ کے والد قاضی شہاب الدین احمد بن قاضی شرف الدین موسیٰ نہایت صالح اور جید عالم دین تھے ---

اساتذہ

دینی تعلیم اپنے والد ماجد قاضی شہاب الدین احمد کے علاوہ حافظ زین الدین عراقی، حافظ سراج الدین بلقینی، محدث تقی الدین، محمد بن محمد دجوی، حافظ نور الدین،

Marfat.com

ابوالحسن علی الہیثمی اور دیگر اجلہ علماء ومحدثین سے حاصل کی--- ۷۸۸ھ میں بیت المقدس گئے، وہاں ان کی ملاقات ایک جلیل القدر عالم علاؤ الدین علی بن احمد سبرامی سے ہوئی، ان کے ساتھ مصر آئے اور پھر مدت العمر مصر میں ہی قیام پذیر رہے--- کسی کوشش اور طلب کے بغیر آپ کو مصر کا قاضی القضاۃ مقرر کیا گیا--- ۸۱۹ھ میں بعہد ملک موید جامع المویدمیں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے---[۱۰۹]

تلامذہ

علامہ عینی کی ساری زندگی درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور فتویٰ نویسی میں گزری--- آپ کی شہرت اطراف واکناف میں دور دور تک پھیل چکی تھی، بے شمار طالبان علم نے آپ سے استفادہ کیا، جن میں حافظ ابن حجر (صاحب فتح الباری)، محقق کمال الدین بن ہمام (صاحب فتح القدیر)، حافظ علامہ قاسم بن قطلو بغا، ابن تغری بردی، حافظ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی وغیرہ ایسے جلیل القدر فقہاء ومحدثین کے نام بطور خاص قابل ذکر ہیں---[۱۱۰]

تصنیف وتالیف

آپ نہایت جلیل القدر عالم، بلند پایہ محدث، عظیم فقیہ اور صاحب تصانیف کثیرہ محقق تھے--- اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ علم وفضل اور قوت حافظہ کے ساتھ ساتھ خوش خطی اور قوت تحریر سے بھی نوازا تھا--- سرعت تحریر کا یہ عالم تھا کہ ایک بار ایک ہی رات میں فقہ کی کتاب قدوری مکمل نقل کردی--- علامہ سخاوی فرماتے ہیں:

Marfat.com

علامہ عینی، امام، عالم، علامہ، لغت و تاریخ کے حافظ، صاحب مطالعہ اور فنون میں ید طولیٰ رکھنے والے تھے--- ہمارے شیخ ابن حجر کے علاوہ علامہ عینی جیسا کثیر التصانیف عالم میں نے نہیں دیکھا---

تحریر اور تصنیف میں اتنی مہارت تھی کہ آپ کو مسودہ کے بعد مبیضہ تیار کرنے کی حاجت نہ رہتی، مسودہ ہی اتنا صاف اور جامع ہوتا کہ اس پر نظر ثانی یا کانٹ چھانٹ کی گنجائش نہ ہوتی---[۱۱۱]

آپ نے بہت سی مفید اور عمدہ کتابیں تحریر کیں، خصوصاً بخاری شریف کی شرح عمدۃ القاری جو آپ کی نسبت سے ''عینی'' کے نام سے مشہور ہے، نہایت شاندار ہے--- علامہ ابن خلدون نے اپنے شیوخ کے حوالے سے لکھا تھا کہ بخاری کی شرح امت مسلمہ پر قرض ہے، جسے آج تک کسی نے ادا نہیں کیا--- اگر علامہ ابن خلدون زندہ ہوتے اور اس شرح کا مطالعہ کرتے تو اعتراف کیے بغیر نہ رہتے کہ واقعی قرض ادا ہو گیا ہے---[۱۱۲]

صالح یوسف معتوق نے فقہ، حدیث، سیرت، اسماء الرجال، تاریخ، اصول، صرف، نحو، معانی، عروض وغیرہ علوم وفنون پر آپ کی ۶۶ تصانیف کی مفصل فہرست دی ہے، ان کی تحقیق کے مطابق آپ کی ۹ کتب مطبوعہ ہیں، ۱۸ مخطوطات مختلف لائبریریوں میں محفوظ ہیں جب کہ آپ سے منسوب ۳۹ تصانیف کا تذکرہ علامہ سخاوی، علامہ تمیمی، ابن تغری، شوکانی، امام سیوطی اور حاجی خلیفہ وغیرہ علماء و مورخین نے کیا ہے، مگر اس وقت ناپید ہیں--- بعض تصانیف درج ذیل ہیں:

- عمدۃ القاری شرح بخاری، ۲۵ جلدیں
- رمز الحقائق شرح کنز الدقائق

Marfat.com

- البنایه شرح هدایه
- مقاصد النحویه فی شرح شواهد شروح الالفیه المعروف شواهد کبریٰ
- ملاح الالواح فی شرح مراح الارواح
- کشف القناع المرنی عن مهمات الاسامی و الکنی
- عقد الجمان فی تاریخ اهل الزمان،۲۴ جلدوں پر تاریخ کی یہ کتاب نہایت عمدہ ہے--- ابن صیرفی، ابن تغری بردی اور سخاوی وغیرہ مورخین نے اس پر اعتماد کیا اور اس کی تحسین کی ہے---(ترکی اور مصر میں مخطوطہ موجود ہے)
- التاریخ البدری فی اوصاف اهل العصر،۸ جلدیں
- تحفة الملوك فی المواعظ و الرقائق
- الدرر الزاهره فی شرح البحار الزاخره (فقه علی المذاهب الاربعه)، دوجلد
- شرح سنن ابی داؤد، دوجلد
- مبانی الاخبار، شرح معانی الآثار، ۱۱/جلد
- مغانی الاخیار فی رجال معانی الآثار
- نخب الافکار فی تنقیح مبانی الاخبار فی شرح معانی الآثار
- وسائل التعریف فی مسائل التصریف
- زین المجالس، ۸/جلد
- سیر الانبیاء
- شرح المنار (اصول فقه)
- طبقات الحنفیه

Marfat.com

- مختصر تاریخ دمشق
- معجم الشیوخ
- الوسیط فی مختصر المحیط (فقہ)
- کتاب المناسك
- علاوہ ازیں تفسیر ابی اللیث، تفسیر بغوی، تفسیر کشاف، توضیح اور شرح شافیہ للجاربردی وغیرہ کتب پر حواشی تحریر کیے---[۱۱۳]

معاصرانہ چشمک

حافظ ابن حجر کی جلالت علمی محتاج تعارف نہیں، علامہ عینی ان سے عمر میں بارہ برس بڑے تھے، حافظ ابن حجر نے ان سے بعض احادیث بھی پڑھی تھیں، تاہم ان کا معاصر ہی میں شمار ہوتا ہے--- دونوں میں معاصرانہ علمی چشمک رہتی تھی[۱۱۴] علامہ ابن حجر شافعی المذہب تھے، جب کہ علامہ عینی حنفی تھے--- دونوں صاحب تصانیف عالم تھے اور دونوں نے بخاری شریف کی شرح لکھی، حافظ ابن حجر نے فتح الباری کے نام سے ۸۱۷ھ میں شرح لکھنے کا آغاز کیا اور ۸۴۲ھ میں پچیس سال کے عرصہ میں اسے مکمل کیا[۱۱۵] علامہ عینی نے رجب ۸۲۰ھ میں شرح لکھنے کا آغاز کیا اور ستائیس سال کے عرصہ میں جمادی الاولیٰ ۸۴۷ھ کو فراغت پائی[۱۱۶] اس اثنا میں دیگر علمی کاموں کی وجہ سے شرح لکھنے میں تعطل رہا، اس عرصہ کو منہا کیا جائے تو عمدۃ القاری صرف دس سال میں مکمل ہوئی---

حافظ ابن حجر ہر ہفتے جتنی شرح لکھتے، اپنے تلامذہ کو املا کرا دیتے، ان ہی میں برہان بن اخضر بھی تھے، جن کی علامہ عینی سے دوستی تھی، شرح کا مسودہ علامہ عینی کی

Marfat.com

نظر سے بھی گزرتا رہا اور بہت سے مقامات پر علامہ عینی نے اپنی شرح میں اس پر علمی گرفت کرتے ہوئے اس کا رد کیا اور احناف کے موقف کو برتر ثابت کیا---

علامہ عینی جامع المؤید میں درس حدیث دیتے تھے، اتفاقاً مرور زمانہ سے اس مسجد کا منار خستہ ہو کر ایک جانب جھک گیا، اس پر حافظ ابن حجر نے دو شعر کہے:

لِجَامِعِ مَوْلَانَا الْمُؤَيَّدِ رَوْنَقٌ
مَنَارَتُهُ بِالْحُسْنِ تَزْهُوْ وَبِالزَّيْنِ
تَقُوْلُ وَقَدْ مَالَتْ عَلَيْهِمْ تَمَهَّلُوْا
فَلَيْسَ عَلٰى حُسْنِيْ اَضَرُّ مِنَ الْعَيْنِ

"جامع مسجد موید بڑی بارونق ہے، اس کا منار فخر و زینت کی وجہ سے بہت خوش نما ہے لیکن اس نے جھکتے ہوئے کہا کہ مجھے جھکنے اور گرنے دو، کیوں کہ میرے حسن کے لیے عین (چشم بد) سے مضر اور کوئی چیز نہیں ہے"---

آخری مصرعہ میں "عین" کو عینی پڑھا جاتا ہے، جس میں علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ پر تعریض ہے--- علامہ عینی کو پتا چلا تو انہوں نے فی البدیہہ جواب دیا:

مَنَارَةٌ كَعُرُوْسِ الْحسنِ اِذْ جُلِيَتْ
وَهَدْمُهَا بِقَضَاءِ اللّٰهِ وَالْقَدَرِ
قَالُوْا اُصِيْبَتْ بِعَيْنٍ قُلْتُ ذَا غَلَطٌ
مَا آفَةُ الْحَجَرِ اِلَّا خِسَّةُ الْحَجَرِ

"یہ منار عروس کی مانند تاباں و درخشاں ہے، اس کا گرنا اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر کے سبب سے ہے، لوگوں نے کہا اسے نظر لگ گئی ہے، میں کہتا ہوں کہ یہ غلط ہے، دراصل وہ اپنے "حجر" (پتھر) کی خستگی کی وجہ سے

Marfat.com

گرا ہے"---[۱۱۷]

مسجد، مدرسہ اور مزار

علامہ عینی نے عمر کے آخری حصہ میں خود ہی تمام سرکاری مناصب سے الگ ہوکر جامع الازہر کے قریب اپنا مدرسہ قائم کرلیا تھا، ذاتی کتابیں طلبہ کے لیے وقف کردیں، ساتھ ہی چھوٹی سی مسجد بنوائی---اسی مسجد کے ایک گوشے میں آپ کا مزار ہے---

آپ نے بعمر ۹۳ برس ۴/ذی الحجۃ المبارکہ ۸۵۵ھ کو وصال فرمایا---[۱۱۸]

✡✡✡✡✡

Marfat.com

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ

حافظ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد قسطلانی [۱۱۹] مصر میں ۱۲/ ذیقعد ۸۵۱ھ کو پیدا ہوئے--- اپنے وقت کے ممتاز علماء ومحدثین سے علم حاصل کیا، جن میں شہاب عبادی، برہان عجلونی، فخر مقدسی، شیخ خالد ازہری نحوی، سخاوی اور شیخ شہاوی بطور خاص قابل ذکر ہیں--- کئی حج کیے، دو سال مکہ مکرمہ میں قیام پذیر رہے--- وعظ و خطابت میں اپنی نظیر آپ تھے--- متعدد کتب تصنیف کیں، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہایت عمدہ، بلند پایہ اور معرکہ آراء کتاب "المواھب اللدنیۃ" تحریر کی، جسے بے حد شہرت نصیب ہوئی [۱۲۰] عشق ومحبت سے بھرپور اس کتاب کی علامہ زرقانی نے کئی جلدوں میں مفصل شرح لکھی--- امام قسطلانی نے ارشاد الساری کے نام سے

Marfat.com

دس جلدوں پر محیط صحیح بخاری شریف کی شرح تحریر کی---

سیدنا غوث اعظم الشیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب پر بھی ایک کتاب ''الروض الزاهر فی مناقب الشیخ عبد القادر'' تحریر فرمائی---[۱۲۱]

صالح احمد شامی نے ان کتب کا ذکر کیا ہے:

- العقود السنية فی شرح المقدمة الجزريه
- الكنز فی وقف حمزه و هشام علی الهمز
- شرح علی الشاطبيه
- الانوار المضيئة شرح علی البرده
- نفائس الانفاس فی الصحبة و اللباس
- تحفة السامع و القاری بختم صحیح البخاری
- مسالك الحنفاء فی الصلوٰة علی المصطفیٰ
- شرح علی صحیح مسلم (الی اثناء الحج)
- لطائف الاشارات فی القراء ت الاربع عشرة
- الاسعاد فی مختصر الارشاد (تلخیص ارشاد الساری)---[۱۲۲]

المختصر، آپ جلیل القدر امام، حافظ، ماہرفن، فصیح وبلیغ اور تقریر وتحریر میں یکتا تھے---

لاعلاج بیماری اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے توسل

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بے حد محبت تھی، جس کا اندازہ آپ کی تصانیف سے بخوبی کیا جاسکتا ہے---فرماتے ہیں:

ایک بار میں ایسی بیماری میں مبتلا ہو گیا کہ اطباء علاج سے عاجز آ گئے---بیماری نے

Marfat.com

طول کھینچا تو ۲۸؍ جمادیٰ اولیٰ ۸۹۳ھ کی رات کو مکہ مکرمہ میں میں نے حضور ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں استغاثہ کرتے ہوئے بیماری سے نجات کے لیے مدد چاہی---

خواب میں ایک شخص دکھائی دیا، جس کے پاس کاغذ کا ایک ٹکڑا تھا، جس پر لکھا تھا:

هٰذَا دَوَاءُ دَاءِ اَحْمَدَ بْنِ الْقَسْطَلَانِيِّ مِنَ الْحَضْرَةِ الشَّرِيْفَةِ بَعْدَ الْإِذْنِ الشَّرِيْفِ النَّبَوِيِّ---

''یہ سرکار ابد قرار ﷺ کی بارگاہ عالیہ سے آپ کے اذن خاص سے احمد بن قسطلانی کے مرض کی دوا ہے''---

اللہ کی قسم! بیدار ہوا تو بیماری کا نام و نشان تک نہ تھا---

وَ حَصَلَ الشِّفَاءُ بِبَرَكَةِ النَّبِيِّ ﷺ---[۱۲۳]

''اور حضور ﷺ کی برکت سے شفا نصیب ہوگئی''---

۷؍ محرم الحرام ۹۲۳ھ شب جمعہ قاہرہ میں وصال فرمایا، جامع ازہر میں نماز جنازہ ہوئی اور علامہ عینی کے پہلو میں مزار بنا---[۱۲۴] رحمۃ اللہ علیہ

✿✿✿✿✿

Marfat.com

جامعہ ازہر

علامہ عینی کی مسجد سے ذرا آگے بڑھے تو جامعہ ازہر کا وہ حصہ آیا، جہاں دینی علوم کی تعلیم دی جاتی ہے۔۔۔ جامعہ ازہر کے کئی حصے ہیں، ایک حصہ دینیات کا ہے، جس میں کم وبیش ایک سو ممالک کے طلبہ دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔۔۔ جب کہ کلیات الطب (میڈیکل)، ہندسہ (انجینئرنگ) اور تربیۃ اللغات والترجمہ وغیرہ علوم کی تعلیم کے الگ الگ شعبے ہیں۔۔۔ ملک وبیرون ملک کے طلبہ کی تعداد ایک لاکھ کے لگ بھگ ہے۔۔۔ حصہ دینیات کو کلیات الدراسۃ الاسلامیہ والعربیہ کہا جاتا ہے، اس کے تین شعبے ہیں:

۱...... اصول الدین۔۔۔

۲...... شرعیہ و القانون۔۔۔ اور

Marfat.com

۳...... كليه اللغة العربيه---

ازہر میں مدرسین وطلبہ کا عمومی لباس پینٹ کوٹ ہے--- خال خال طلبہ اپنے قومی لباس میں بھی نظر آئے، اسی طرح معدودے چند اساتذہ مخصوص مصری عمامہ (سرخ ٹوپی پر سفید رومال) عبا میں ملبوس اور داڑھی کی بہار سے آراستہ دکھائی دیے، ورنہ اکثر اس سنت سے محروم ہیں--- البتہ تعلیمی نظام ابھی خاصی حد تک معیاری ہے--- یہاں کا امتحانی نظام نہایت سخت ہے، پاس ہونے کے لیے ۶۰ فی صد نمبر لینے ضروری ہیں اور اس میں کسی رورعایت کی گنجائش نہیں ہوتی--- جامعہ ازہر کے قدیم حصہ میں جو مشہد الحسین کے مقابل ہے، دینیات کی تدریس ہوتی ہے، جب کہ دیگر شعبہ جات کی تعلیم کے لیے جدید ازہر تعمیر کیا گیا ہے--- مزید بریں، قاہرہ اور مصر کے دیگر شہروں کے علاوہ مختلف ممالک میں ازہر کی شاخیں قائم ہیں--- میٹرک لیول کی ایک شاخ اسلام آباد میں بھی ہے---

ہوٹل کی تبدیلی

ازہر سے واپس ہوٹل الحسین پہنچے--- دوپہر بارہ بجے سے اگلے دن کے لیے نئی بکنگ کروانی پڑتی ہے--- یہ ہوٹل قدرے مہنگا ہے، اس لیے یہاں سے منتقل ہو کر ''فندق الاسلامی'' میں چلے گئے--- یہاں دو کمروں کا کرایہ پچاس پونڈ یومیہ ہے اور معیار قدرے بہتر ہے---

فندق الاسلامی میں منتقل ہوئے تھوڑی دیر گزری کہ جامعہ ازہر کے شعبہ اردو کے استاذ شیخ حازم مصری بعض احباب سے ہمارا پتا معلوم کر کے ملاقات کے لیے تشریف لائے، موصوف پنجاب یونی ورسٹی لاہور میں زیر تعلیم رہے ہیں، تکلف سے تھوڑا اردو بول

Marfat.com

لیتے ہیں، لاہور میں ان کی شادی ہوئی ہے، ان کے سسرال نے علامہ شرف صاحب کی معرفت ہمیں چند کتابیں، خطوط اور سی ڈی بھجوائی، اس طرح حازم صاحب سے ملاقات ہوگئی اور ان کی امانت ان کے سپرد کی، انہوں نے گھر آنے کی دعوت دی اور بہت اصرار کیا مگر ہم نے بوجوہ معذرت کرلی---

ظہر کی نماز جامع الحسین میں ادا کی، حاضری دی، یہیں علامہ امین الحسنات شاہ صاحب سجادہ نشین بھیرہ شریف سے ملاقات ہوئی، موصوف لندن اور ہالینڈ کے دورے سے براستہ مصر پاکستان جارہے تھے---اجتماعی دعا ہوئی---

درگاہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ

الحسینیہ حاضری کے بعد ہم ٹیکسی لے کر سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کے مزار کے قریب واقع امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ پہنچے--- مسجد کے ایک گوشے میں آپ کا مزار ہے، جب کہ ساتھ والے کمرے میں ان کے شیخ و مربی نور الدین شونی رحمۃ اللہ علیہ مدفون ہیں--- چند دن پہلے امام شعرانی کا عرس ہو چکا تھا، مسجد اور دربار کے مرکزی دروازہ پر ابھی بینر لٹکا ہوا تھا، جس پر جلی حروف میں یہ عبارت تحریر تھی:

اَلاِحْتِفَالُ بِمَوْلِدِ سَیِّدِیْ عَبْدِ الْوَهَّاب الشُّعْرَانِی ---

اور ساتھ ہی مکمل پروگرام درج تھا، باہر چند دوکانیں ابھی لگی ہوئی تھیں، جب کہ ٹینٹوں کا کچھ سامان اکھڑا پڑا تھا، جس سے اندازہ ہوا کہ عرس کے موقع پر یہاں خوب گھما گھمی ہوتی ہوگی--- مزار مبارک کے قریب عورتیں بڑی کثیر تعداد میں موجود تھیں، جو مزار کے تقدس سے بے پروا ہو کر بے باکی کا مظاہرہ کر رہی تھیں--- پتا چلا کہ یہاں نکاح کی کوئی تقریب ہے، جس میں شمولیت کے لیے یہ "لشکر" موجود ہے---

❁❁❁❁❁

Marfat.com

امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ العزیز

مجمع البحرین حضرت امام شعرانی قدس سرہ العزیز شریعت وطریقت کے امام، راسخ فی العلم اور ارباب مشاہدہ میں سے تھے--- آپ کی کنیت ابوالمواہب ہے، جب کہ صاحبزادے کی نسبت سے ابوعبدالرحمٰن کہلاتے تھے--- آپ کے والدگرامی کا نام احمد بن علی ہے---

سلسلہ نسب

سلسلہ نسب حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے صاحبزادے حضرت محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے---[۱۲۵]

Marfat.com

آپ نے اپنا سلسلہ نسب اس طرح بیان کیا ہے:

عبد الوهاب بن احمدبن علی بن احمد بن علی بن محمد بن زروفا بن ابوالعمران شیخ موسٰی بن السلطان احمد بن السلطان سعید بن السلطان قاشین بن السلطان محیا بن السلطان زروفا بن ریان بن السلطان محمد بن موسٰی بن السید محمد بن الحنفیة بن امام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ---[۱۲۶]

والد گرامی

امام شعرانی کے والد گرامی شیخ شہاب احمد بن نورالدین علی شعراوی اپنے عہد کے جید عالم دین اور شیخ طریقت تھے---نحو، فقہ، فرائض اور فلکیات میں مہارت کے ساتھ ساتھ بہترین شاعر، بہت بڑے خطیب اور انشا پرداز تھے---منبر پر کھڑے ہو کر فی البدیہہ خطبہ ارشاد فرماتے--- بہت خوش الحان تھے، قرآن کریم کی تلاوت نہایت خشوع وخضوع سے کرتے تھے---ایک بار قاضی کمال الدین الطّویل آپ کی قراءت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ غش کھا کر گر گئے---

گوناگوں علمی مصروفیات کے باوجود رزق حلال کے حصول کے لیے کھیتی باڑی کا کام بھی کرتے--- ذاتی کاموں کے علاوہ ضرورت مند افراد کی مدد کرتے اور خدمت خلق کو ثواب کا ذریعہ گردانتے تھے---

آپ شب بیدار تھے، ہر رات نماز میں ایک تہائی قرآن کریم کی تلاوت کرتے--- آپ کے صاحب زادے شیخ عبدالوہاب شعرانی کا بیان ہے کہ بعض اوقات قرآن کریم کی تلاوت سنتے تو بے خود ہو کر گر جاتے اور مرغ بسمل کی طرح لوٹنے لگتے---آپ نے

Marfat.com

حدیث، نحو، اصول اور معانی و بیان میں متعدد کتب تصنیف کیں، جو چوری ہو گئیں---
آپ نے اس پر اظہار افسوس کی بجائے یہ فرمایا:

"ہم نے یہ کتابیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے تحریر کی تھیں، لہٰذا اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ لوگ ان کتب کو ہماری جانب منسوب کریں یا نہ کریں"---

۹۰۷ھ میں آپ کا وصال ہوا اور اپنے والد ماجد علی بن احمد کے پہلو میں آبائی قصبہ ابوشعرہ کی خانقاہ میں آسودۂ خاک ہوئے---[۱۲۷]

ولادت

امام عبدالوہاب شعرانی کی ولادت ۸۹۸ھ/۱۴۹۳ء کو ابوشعرہ نامی بستی میں ہوئی[۱۲۸] اسی نسبت سے آپ کو شعرانی یا شعراوی کہا جاتا ہے[۱۲۹] بعض نے کہا ہے کہ آپ کی ولادت مصر کی بستی قلقشندہ میں ہوئی---[۱۳۰]

بچپن ہی میں والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا، چناں چہ ایک یتیم بچے کی حیثیت سے پرورش پائی--- بے کسی اور یتیمی کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی نصرت وحمایت ان کے شامل حال رہی اور آپ آفات وبلیات سے محفوظ رہے---[۱۳۱]

تعلیم

آٹھ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کر لیا تھا، صغر سنی ہی سے پابند صوم وصلوٰۃ تھے، تحدیث نعمت کے طور پر خود بیان فرماتے ہیں:

"کئی دفعہ ایک ہی رکعت میں پورا قرآن کریم ختم کر لیتا تھا، حالاں کہ ابھی

Marfat.com

بالغ نہیں ہوا تھا“---[۱۳۲]

حفظ قرآن کے ساتھ ساتھ آپ نے ابوشجاع اور اجرومیہ نامی کتابوں کو بھی حفظ کر لیا---اس وقت آپ کی عمر سات یا آٹھ سال سے زیادہ نہ تھی---[۱۳۳]

۹۱۱ھ کے اوائل میں آپ ریف کے صحرائی علاقے سے نقل مکانی کر کے مصر آ گئے، تب آپ کی عمر تقریباً بارہ سال تھی---مصر کی سرزمین علم میں پہنچ کر آپ سیدی ابوالعباس الغمری کے جامع میں قیام پذیر ہوئے---فرماتے ہیں کہ شیخ الجامع اور آپ کی اولاد مجھ پر حد درجہ مہربان تھے، جو خود کھاتے، وہی مجھے کھلاتے اور جو پہنتے، وہی مجھے پہناتے---ان کے ہاں کتب شرعیہ کے متون اور ان کی اصطلاحات یاد کیں---[۱۳۴]

دورانِ طالب علمی لوگ انھیں سونا، چاندی اور کپڑے دیتے، مگر تقویٰ وطہارت کی بنا پر آپ قبول نہ کرتے---اسی اثنا میں کبھی فاقہ کی نوبت بھی آ جاتی مگر لوگوں کے آگے دست سوال کبھی دراز نہ کیا[۱۳۵] جامع غمری میں آپ نے مختلف علوم وفنون کی بنیادی کتابیں مثلاً المنهاج للنووی، الفیه ابن مالك، توضیح ابن هشام، جمع الجوامع، الفیه العراقی، تلخیص المفتاح، شاطبیه، قواعد ابن هشام وغیرہ زبانی یاد کر لیں[۱۳۶] علامہ عبدالرؤف مناوی (م۱۰۲۱ھ) اسے آپ کی کرامت گردانتے ہوئے لکھتے ہیں:

”میں نے تاریخ اور طبقات کی کتب میں آج تک کسی کے حالات میں یہ نہیں دیکھا کہ اسے اتنی کتابیں حفظ ہوں“---[۱۳۷]

اساتذہ

امام شعرانی نے علوم وفنون کی بیسیوں بڑی بلند پایہ اور عظیم وضخیم کتب کے نام

Marfat.com

تحریر فرمائے ہیں، جنھیں آپ نے وقت کے جید اساتذہ اور ائمہ فن سے پڑھا---
آپ نے کم وبیش پچاس اساتذہ کرام کے آگے زانوئے تلمذ تہ کیے، جن میں شیخ امام امین الدین، شیخ امام شمس الدین الدواخلی، شیخ علامہ شہاب الدین میسری، شیخ امام محقق نور الدین محلی، شیخ امام نور الدین سنہوری، شیخ علامہ ملا علی العجمی، شارح بخاری شیخ امام شہاب الدین قسطلانی، شیخ برہان الدین قلقشندی، شیخ الاسلام زکریا انصاری اور شیخ امام شہاب الدین رملی ایسے ائمہ ومحدثین شامل ہیں---[۱۳۸]

یوسف الیان سرکیس نے آپ کے اساتذہ میں امام جلال الدین سیوطی کا نام بھی ذکر کیا ہے[۱۳۹] شعرانی ان کا تذکرہ بایں القاب کرتے ہیں:

سیدنا و شیخنا خاتمة الحفاظ الشیخ جلال الدین السیوطی رحمه الله و نفعنا بعلمه و المسلمین---[۱۴۰]

بچپن میں کرامات کا ظہور

مصر میں اقامت کے بعد تعلیمی دور کے آغاز ہی میں جب کہ ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچے تھے، کرامات وعنایات ربانی کا ظہور ہوا---تحدیث نعمت کے طور پر خود بیان فرماتے ہیں:

- ایک بار دریائے نیل کناروں تک بہ رہا تھا، میں اس میں تیرتے ہوئے بہت تھک گیا، قریب تھا کہ ڈوب جاتا مگر اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور میرے لیے ایک مگرمچھ بھیج دیا، جو میرے پاؤں کے نیچے آ کر ٹھہر گیا، حتی کہ مجھے راحت ملی، میں نے سمجھا کوئی چٹان ہے---اسی اثنا میں وہ تیرنے لگا اور مجھے بخیریت ساحل تک پہنچا کر دریا میں غوطہ زن ہو گیا---

Marfat.com

یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر احسان تھا کہ ایک وحشی جانور کو میرا مطیع کر دیا اور مجھے نجات عطا فرمائی، حالاں کہ اس وقت میں چھوٹا تھا اور مجھے اللہ کے حضور حسن معاملہ کی معرفت حاصل نہیں تھی---

● اسی طرح ایک بار ایک فاسق و فاجر شخص نے میرے ساتھ فحش کلامی کی--- ابھی ایک ہفتہ ہی گزرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کوڑھ کے موذی مرض میں مبتلا کر دیا، یہاں تک کہ لوگ اس سے نفرت کرنے لگے اور وہ اسی ذلت میں مر گیا---[۱۴۱]

ذوقِ مطالعہ

آپ کو مطالعۂ کتب کا اعلیٰ ذوق تھا--- اللہ تعالیٰ نے بلا کا حافظہ عطا فرمایا تھا، جو چیز ایک بار سن لیتے، حفظ ہو جاتی--- سرعت مطالعہ کا یہ عالم کہ ایک ہی رات میں ضخیم کتاب کا مطالعہ مکمل کر لیتے---[۱۴۲]

اگرچہ آپ کا زیادہ تر میلان تصوف کی طرف تھا، مگر قرآن و سنت، عقائد اور فقہ وغیرہ علوم شرعیہ سے بھی بہت لگاؤ تھا--- آپ نے تفسیر، حدیث، شروح حدیث، سیرت، اصول، کلام، قواعد، فتاویٰ اور تصوف کی کئی کئی جلدوں پر محیط ضخیم کتب کا متعدد بار مطالعہ کیا---

سرعتِ مطالعہ

آپ سریع الفہم تھے، پڑھنے لکھنے کی رفتار غیر معمولی حد تک تیز تھی، ورنہ کئی جلدوں پر مشتمل کتابوں کا کئی کئی بار مطالعہ ممکن دکھائی نہیں دیتا--- بلکہ اس میں خرق عادت

Marfat.com

اور کرامت کا پہلو نمایاں ہے، جیسا کہ آپ نے اپنی دو جلدوں پر مشتمل ضخیم کتاب الیواقیت و الجواهر کے آخر میں خود تصریح کی ہے کہ یہ کتاب انھوں نے ایک ماہ سے بھی کم عرصہ میں تصنیف کی --- یہ شیخ محی الدین ابن العربی کی تعلیمات پر مبنی ہے، جو ۷۱/ مباحث پر محیط ہے اور ہر بحث لکھتے ہوئے آپ نے شیخ ابن العربی کی دس ضخیم جلدوں پر مشتمل کتاب الفتوحات المکیة کا مکمل مطالعہ کیا --- اس طرح آپ فرماتے ہیں کہ میں نے جب حساب لگایا تو ایام تصنیف میں روزانہ دس جلدوں کی یہ کتاب اڑھائی مرتبہ پڑھی، یعنی روزانہ پچیس ضخیم جلدوں کا مطالعہ کیا --- اسے لوگ میری کرامت سمجھتے ہیں --- [۱۴۳]

معمولات

حصول علم کے بعد آپ نے مطالعہ کتب اور درس و تدریس کو اپنا معمول بنا لیا، چناں چہ اپنے استاذ شیخ الاسلام زکریا انصاری کے ایماء پر فقہ، تفسیر، حدیث اور تصوف کی تدریس کا شغل جاری رکھا [۱۴۴] آپ نے اپنے اوقات تقسیم کر رکھے تھے، ایک حصہ عبادت کے لیے، ایک حصہ مریدین کی روحانی تربیت کے لیے اور ایک حصہ تصنیف و تالیف کے لیے مختص تھا --- [۱۴۵]

خدمت خلق

آپ کی خانقاہ کے دروازے امیر فقیر سب کے لیے کھلے تھے، یہ خانقاہ طالبانِ رشد و ہدایت سے آباد رہتی --- مہمان کثرت سے آتے اور آپ کھلے دل سے ان کی

Marfat.com

مہمان نوازی کرتے[۱۴۶] اندھوں اور محتاجوں کو اپنی خانقاہ میں پناہ دے رکھی تھی، جہاں ان کے لیے روٹی، کپڑے اور دیگر ضروریات کی مکمل کفالت کا انتظام تھا--- زیر کفالت اندھوں کی تعداد کبھی ایک سو تک پہنچ جاتی---[۱۴۷]

اتباع شریعت

آپ نے عمر بھر اتباع شریعت کا درس دیا اور اپنی تصانیف میں اس پر بڑا زور دیا ہے--- آپ کا فرمان ہے:

دُوْرُوْا مَعَ الشَّرْعِ كَيْفَ كَانَ لَامَعَ الْكَشْفِ فَإِنَّهٗ قَدْ يُخْطِي---[۱۴۸]

''ہر حال میں شریعت کی پاسداری رکھو، کشف پر بھروسا نہ کرو، اس لیے کہ کشف میں کبھی غلطی ہو جاتی ہے''---

فقہ سے رغبت

ہر چند کہ آپ کا رجحان تصوف کی طرف تھا مگر روحانی امور میں مصروفیت کے باوجود فقہ سے آپ کی دل چسپی قائم رہی، بلکہ دوسروں کو بھی کتب فقہ کے مطالعہ کی ترغیب دیتے--- آپ فرماتے ہیں:

''کتب فقہ کا بکثرت مطالعہ کرنا چاہیے، نام نہاد صوفیہ راہ تصوف میں قدم رکھتے ہی یہ کہہ کر فقہ کے مطالعہ سے منع کرنے لگ جاتے ہیں کہ یہ علم تو حجاب ہے، حالاں کہ ان کی یہ بات سراسر مبنی بر جہالت ہے''---[۱۴۹]

Marfat.com

حزم واحتیاط

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ پیکر تقویٰ وطہارت تھے، ہر چند کہ آپ مذہباً شافعی تھے مگر ان کی کوشش یہ ہوتی کہ مذاہب اربعہ یا کم از کم تین ائمہ کے مذاہب پر عمل ہو جائے تا کہ ممنوعات ومشتبہات سے بچا جا سکے[۱۵۰] اس مقصد کے لیے آپ نے چاروں مذاہب کی کتب کا مطالعہ کیا، چناں چہ احناف کی کتب میں سے شرح کنز الدقائق، شرح مجمع البحرین، فتاویٰ قاضی خاں، شرح قدوری، بزازیہ، خلاصۃ الفتاویٰ، شرح الہدایہ، زیلعی وغیرہ کا مطالعہ کیا اور حل طلب مقامات کے لیے جید علماء سے رہنمائی لی---[۱۵۱]

جرأت وبہادری

خداداد ہمت وجرأت کا یہ عالم تھا کہ آپ خطرناک ترین درندوں، جنوں اور دیگر مخلوقات میں سے کسی سے ذرّہ برابر خوف نہ کھاتے---

ایک بار دریا میں سفر کر رہے تھے کہ سات مگرمچھوں نے کشتی کو گھیر لیا، ہر مگرمچھ بیل کی طرح تھا، مسافر سخت گھبرا گئے، ہر کوئی ان سے ڈر رہا تھا، آپ نے دریا میں چھلانگ لگا دی، انھیں دیکھتے ہی تمام مگرمچھ بھاگ گئے---

ایک بار ان کے گھر میں ایک جن داخل ہو گیا، وہ رات کو دیا بجھا دیتا اور شرانگیزی کرتا، جس سے بچے ڈر جاتے، چناں چہ آپ نے جن کو ٹانگ سے پکڑ لیا، بالآخر وہ چیختا چلاتا بھاگ گیا اور دوبارہ ادھر کا رخ نہ کیا---[۱۵۲]

Marfat.com

ازدواجی زندگی

آپ کی ازدواجی زندگی نہایت خوش گوار تھی، چار بیویاں تھیں:
زینب، حلیمہ، ام عبدالرحمٰن فاطمہ اور ام الحسن---
چاروں نہایت عابدہ زاہدہ اور تہجد گزار تھیں، خصوصاً فاطمہ اور ام الحسن تو بہت زیادہ عبادت گزار تھیں--- قیام اللیل کے لیے اپنے شوہر امام شعرانی کی اقتدا میں کھڑی ہو جاتیں، جس میں بسا اوقات آپ ایک رکعت میں سات آٹھ پاروں کی تلاوت کرتے---
تمام ازواج پردہ نشین، عفت مآب اور حیادار تھیں[۱۵۳] اہلیہ ام عبدالرحمٰن فاطمہ تو اس قدر باحیا تھیں کہ ایک بار آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا ہو گئیں اور باوجود اصرار کے اپنی آنکھیں ماہر چشم طبیب کو دکھانے پر آمادہ نہ ہوئیں---[۱۵۴]

تصوف وطریقت

ظاہری علوم سے فراغت کے بعد تصوف کی راہ پر گامزن ہوئے اور شیخ محمد شناوی اور شیخ علی الخواص سے علوم طریقت حاصل کیے---[۱۵۵]
موخر الذکر سے بہت زیادہ استفادہ کیا، خصوصاً مسائل تصوف کی وضاحت میں اکثر انھی کے ملفوظات کا حوالہ دیتے ہیں--- علاوہ ازیں شیخ نور الدین الشونی سے بھی بہت زیادہ مستفیض ہوئے، ان کی صحبت میں پینتیس (۳۵) برس کا طویل عرصہ گزارا---[۱۵۶]
دنیوی مشاغل سے الگ تھلگ رہ کر عبادت وریاضت اور مجاہدات میں زندگی بسر کی---
سال ہا سال تک یہ معمول رہا کہ ہمیشہ زمین پر لیٹتے، رات کو اپنی خلوت گاہ میں عبادت

Marfat.com

کے لیے کھڑے ہوتے تو چھت سے لٹکی ہوئی رسی گردن میں باندھ لیتے تا کہ غلبہ نیند سے گر نہ جائیں---اکثر روزہ رکھتے، پھٹے پرانے کپڑے زیبِ تن فرماتے---غرض آپ سادگی و بے نفسی کا مرقع تھے---[۱۵۷]

آپ کی خانقاہ پر ہمہ وقت ذکر وفکر کا سلسلہ جاری رہتا، ایک سمت قرآن خوانی ہوتی، ایک قاری تلاوت قرآن سے فارغ ہوتا تو دوسرا شروع ہو جاتا---دوسری جانب کتب حدیث کی قراءت جاری رہتی اور نوبت بہ نوبت مسلسل احادیث کا ورد رہتا، تیسری جانب کتب تصوف پڑھی جاتیں، ایک حلقہ فقہی کتب پڑھنے میں مصروف رہتا اور یوں شب و روز تسلسل کے ساتھ آپ کی خانقاہ ذکر وفکر کی برکتوں سے معمور رہتی---[۱۵۸]

ذکر الٰہی سے کیف و سرور کی کیفیت میں کبھی یوں بے خود ہو جاتے کہ صحن مسجد سے اڑ کر چھت پر جا پہنچتے---[۱۵۹]

قریب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کا خصوصی قرب حاصل تھا، چناں چہ خود فرماتے ہیں:

''مجھے آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صحیح بخاری شریف سنانے کا شرف حاصل ہے، اس خصوصی درسِ حدیث میں میرے سمیت آٹھ ساتھی شامل تھے، جن میں ایک حنفی بھی تھا---[۱۶۰]

درود پاک بکثرت پڑھتے اور اس کو کامیابی کا زینہ گردانتے---فرماتے ہیں:

مَنْ جَعَلَ الصَّلٰوةَ عَلٰی رسولِ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شغلہ فاز فی الدارین بفضلِ اللّٰہ و رحمتِہ---

''جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھنا مستقل معمول بنا لے،

Marfat.com

وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل سے دنیا و آخرت میں فوز و فلاح سے ہم کنار ہوگا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے مقبول واسطہ حضور ﷺ کی ذات بابرکات ہے، آپ کے وسیلہ جلیلہ سے کی گئی دعا کو اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتا"---[۱۶۱]

یوں ہی حضور ﷺ کی بارگاہ تک رسائی کا اعلیٰ ذریعہ سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں---سو، ادب کا تقاضا ہے کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے واسطہ اور وسیلہ سے دعا کی جائے---[۱۶۲]

امام شعرانی کے ہاں جمعہ کی شب نماز عشاء سے فجر تک حضور ﷺ پر درود و سلام کی محفل ہوتی، آپ علالت کے باوجود ساری رات اس محفل میں درویشوں کے ساتھ موجود رہتے---[۱۶۳]

بارگاہ نبوی میں قرب کے حوالے سے خود بیان کرتے ہیں:

اکثر اوقات میرے اور حضور ﷺ کے مزار پُر انوار کے درمیان فاصلے سمٹ جاتے ہیں، یہاں تک کہ میں مصر میں بیٹھ کر اپنا ہاتھ حجرہ شریفہ پر رکھ دیتا ہوں اور آپ ﷺ کی خدمت میں یوں معروضات پیش کرتا ہوں جیسے کوئی اپنے پاس بیٹھے شخص کے ساتھ گفتگو کرتا ہے---اس امر کا ادراک ارباب ذوق ہی کر سکتے ہیں---[۱۶۴]

ذوق ایں مے نشناسی بخدا تا نہ چشی

رسول اللہ ﷺ واسطہ کبریٰ ہیں

امام شعرانی کا عقیدہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ بندے اور رب تعالیٰ کے مابین واسطۂ کبریٰ اور وسیلۂ عظمیٰ ہیں---چناں چہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

''مجھ پر اللہ تعالیٰ کا انعام واحسان ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے طلب حاجات میں حضور ﷺ کو واسطہ بناتا ہوں، کیوں کہ آپ دربار الٰہیہ کے منتظم اعلیٰ ہیں--- سو، اللہ تعالیٰ سے بلا واسطۂ مصطفیٰ کچھ مانگنا بے ادبی ہے--- ہمیں بارگاہ خداوندی کے آداب سے واقفیت حاصل نہیں، جب کہ حضور ﷺ کو ان آداب کی کامل معرفت حاصل ہے--- سیدنا غوث اعظم سیدی عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس بات سے پرہیز کر کہ تو رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ حذف کر کے اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ کلام کرے، اگر ایسا کرے گا تو بدعتی ہوگا، حضور ﷺ کا متبع نہیں ہوگا--- جب کہ بندۂ کامل کا ہر ہر قدم اتباع نبوی کے مطابق ہوتا ہے--- [۱۶۵]

ادب

امام شعرانی تلاوت قرآن، قراءت حدیث یا درس وتدریس میں مشغول ہوتے اور کسی شخص سے ضروری بات کرنا ہوتی تو ادب کے پیش نظر اللہ ورسول (جل جلالہ و ﷺ) سے بایں کلمات اجازت طلب کرتے:

دستور یا رب، دستور یا رسول اللہ---

''یا اللہ! اجازت ہو تو فلاں بندے سے بات کرلوں---

یارسول اللہ! اجازت ہو تو فلاں شخص سے کلام کرلوں'' --- [۱۶۶]

اسی طرح جب بیٹھے بیٹھے تھک جاتے اور مجبوراً پاؤں پھیلانے کی حاجت ہوتی تو دستور یا اللہ کہہ کر اجازت طلب کرتے ہوئے پاؤں پھیلاتے--- مدینہ منورہ یا کسی اور ولی کے شہر کی طرف پاؤں پھیلانے کی ضرورت پیش آتی تو یوں

Marfat.com

اجازت طلب کرتے:

دستور یا سید المرسلین ---یا--- دستور یا سیدی عبد القادر

یا جیلانی ---یا--- یا سیدی احمد یا ابن الرفاعی ---یا---

یا سیدی احمد یا بدوی ---یا--- یا سیدی ابراھیم یا دسوقی

وغیرھم ---(رحمۃ اللہ علیہم)

شعرانی کہتے ہیں کہ یہ اجازت اس مشاہدے کی بنا پر کرتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور ائمہ دین کے حضور حاضر ہوں---[۱۶۷]

گویا ان کا عقیدہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ اور اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کو "یا" سے پکارنا اور ندا کرنا مستحسن ہے---بلاشبہ عاشقانِ مصطفیٰ کا یہی پیغام ہے:

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے
یا رسول اللہ کی کثرت کیجیے

مقام ومرتبہ

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے، باطنی کیفیات اور مخفی حقائق پہچاننے کا خاص ملکہ تھا، کسی مزار پر حاضر ہوتے تو صاحبِ مزار بزرگ کے بارے میں معلوم کر لیتے کہ قبر میں موجود ہیں یا کہیں تشریف لے گئے ہوئے ہیں، کیوں کہ اہل اللہ کو اپنی قبور میں آنے جانے کی مکمل آزادی ہوتی ہے---[۱۶۸]

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی قوت عطا فرمائی تھی کہ مغرب تا فجر جمادات وحیوانات کی تسبیح سماعت فرماتے---یہ درجہ اس طرح نصیب ہوا کہ ایک مرتبہ جب شیخ امین الدین کی اقتداء میں مغرب کی نماز ادا کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے حجابات دور فرما دیے---

Marfat.com

مسجد کے ستونوں، دیواروں اور دور دراز کے علاقوں تک کی چیزوں سے تسبیح کی آوازیں سنائی دینے لگیں---[۱۶۹]

ایک کرامت یہ بھی تھی کہ آپ کی توجہ سے رزق میں برکت ہو جاتی، ایک بار آپ کے ہاں ۱۴ر مہمان آ گئے، گھر میں صرف ایک روٹی دستیاب ہوئی، اسی سے تمام مہمان سیر ہو گئے---[۱۷۰]

انسانوں کے علاوہ جنات بھی رہنمائی لینے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے، ایک مرتبہ انھوں نے آپ کی خدمت میں مسئلہ توحید پر ستر سے زائد استفتاءات بھجوائے، جس کے جواب میں آپ نے یہ کتاب تحریر فرمائی:

''کشف الحجاب و الران عن وجه اسئلة الجان''---[۱۷۱]

تصانیف

امام شعرانی صاحبِ تصانیف بزرگ تھے، آپ اپنی خودنوشت میں فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ احسان و انعام فرمایا ہے کہ میں نے شریعت (وطریقت) میں کثیر کتابیں تصنیف کی ہیں، جن میں اکثر اپنے موضوع کے اعتبار سے ممتاز و منفرد ہیں اور مجھ سے پہلے ایسی کاوش نہیں ملتی---چند کتابوں کے نام یہ ہیں:

۱...... البحر المورود فی المواثیق و العهود

۲...... کشف الغمه عن جمیع الامة

۳...... المنهج المبین فی بیان ادلة المجتهدین---(یہ احادیث کشف الغمه کی تخریج ہے)

۴...... البدر المنیر فی غریب احادیث البشیر النذیر

Marfat.com

۵...... مشارق الانوار القدسية فی بیان العهود المحمدية

٦...... لواقح الانوار القدسية فی مختصر الفتوحات المكية

۷...... قواعد الصوفية

۸......مختصر قواعد الزركشي

۹......منهاج الوصول الى علوم الاصول

۱۰...... اليواقيت والجواهر فی بیان عقائد الاکابر

۱۱...... الجوهر المصون فی علوم کتاب الله المکنون

۱۲...... طبقات الصوفية---(سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے لے کر ۹٦۰ ھ کے مشائخ کا تذکرہ)

۱۳...... مفحم الاکباد فی بیان مواد الاجتهاد

۱۴...... لوائح الخذلان علی کل من لم یعمل بالقرآن

۱۵...... حد الحسام علی من اوجب العمل بالالهام

۱٦...... التتبع و الفحص علی حکم الالهام اذا خالف النص

۱۷...... البروق الخواطف لبصر من عمل بالهواتف

۱۸...... رسالة الانوار القدسيه فی آداب العبودية

۱۹...... کشف الحجاب و الران عن وجه اسئلة الجان

۲۰...... الجواهر و الدرر

۲۱...... الکبریت الاحمر فی بیان علوم الکشف الاکبر

۲۲...... الاقتباس فی علم القیاس

۲۳...... تنبیه المغترین فی القرن العاشر علی ما خالفوا فیه سلفهم الطاهر وغیرہ---[۱۷۲]

Marfat.com

اسماعیل پاشا بغدادی نے ان مزید کتب کا ذکر کیا ہے:

۲۴...... الاجوبة المرضية عن ائمة الفقهاء الصوفيه

۲۵...... الاخلاق الزكية و العلوم اللدنية

۲۶...... الاخلاق المتبولية المفاضة من الحضرة المحمدية

۲۷...... ارشاد المغفلين من الفقهاء و الفقراء الى شروط صحبة الامراء

۲۸...... تنبيه الاغبياء على قطرة من بحر علوم الاولياء

۲۹...... حقوق اخوة الاسلام

۳۰...... درر الغواص فى فتاوىٰ سيد على الخواص

۳۱...... الدرر المنثورة فى بيان زبد العلوم المشهورة

۳۲...... ردع الفقراء عن دعوىٰ الولاية الكبرىٰ

۳۳...... الدرر و اللمع فى الصدق و الورع

۳۴...... سر المسير و التزود ليوم المصير

۳۵...... السر المرقوم فيما اختص به اهل الله من العلوم

۳۶...... شرح جمع الجوامع للسبكى فى الفروع

۳۷...... الطراز الابهج على خطبة المنهج

۳۸...... طهارة الجسم و الفواد من سوء الظن بالله تعالىٰ و العباد

۳۹...... الفتح المبين فى ذكر جملة من اسرار الدين

۴۰...... فتح الوهاب فى فضائل الآل و الاصحاب

۴۱...... فرائد القلائد فى علم العقائد

۴۲...... القواعد الكشفية الموضحات لمعانى صفات الالٰهية

۴۳...... القول المبين فى بيان آداب الطالبين

Marfat.com

۴۴...... القول المبین فی الرد علی الشیخ محیی الدین

۴۵...... لطائف المنن و الاخلاق فی بیان وجوب التحدث بنعمة اللّٰه علی الاطلاق ---(یہ المنن الکبریٰ کے نام سے معروف ہے)

۴۶...... لواقح الانوار فی طبقات السادۃ الاخیار---(یہ کتاب طبقات کبریٰ کے نام سے معروف ہے)

۴۷...... المآثر و المفاخر فی علماء القرن العاشر

۴۸...... مختصر الالفیہ لابن مالك فی النحو

۴۹...... مختصر المدونة فی فروع المالکیة

۵۰...... المقدمة النحویة فی علوم العربیة

۵۱...... منع الموانع

۵۲...... المیزان الکبریٰ الشعرانیة المدخلة لجمیع اقوال الائمة المجتهدین و مقلدیهم فی الشریعة المحمدیة---(یہ میزان شعرانی کے نام سے معروف ہے)

۵۳...... النور الفارق بین المرید الصادق و غیر الصادق

۵۴...... هادی الحائرین الی رسوم اخلاق العارفین---[۱۷۳]

وصال

امام شعرانی نے اپنی تمام زندگی تصوف و شریعت کی خدمت میں بسر کرنے کے بعد ۹۷۳ھ کو قاہرہ میں وصال فرمایا--- نماز جنازہ کے عظیم اجتماع میں علماء، فقہاء، فقراء اور امراء کا جم غفیر تھا--- اپنی خانقاہ میں شہر کی دو فصیلوں (بین السورین) کے درمیان مدفون ہوئے[۱۷۴] آپ کے صاحب زادے شیخ عبد الرحمٰن شعرانی

Marfat.com

آپ کے مسند نشین ہوئے---ان کا وصال ۱۰۱۱ھ میں ہوا---[۱۷۵]

امام شعرانی بہت بڑے عالم دین، عظیم صوفی، صاحب تصانیف اور بیک وقت شریعت وطریقت کے امام ہیں--- یہ ہماری سعادت تھی کہ شریعت وطریقت کے عظیم امام علامہ عبدالوہاب شعرانی کی بارگاہ کی حاضری نصیب ہوئی---

مزار مبارک سے متصل حجرے میں آپ کے مربی حضرت شیخ نورالدین شونی کا مزار پرانوار ہے، چناں چہ یہاں حاضری کی سعادت حاصل کی---

Marfat.com

شیخ نورالدین شونی

شیخ نورالدین علی الشونی رحمۃ اللہ علیہ، شافعی المذہب تھے، جن کی جلالت شان پر سب متفق ہیں---[۱۷۶]

شیخ شونی، امام شعرانی کے شیخ، روحانی والد اور قائد تھے، جیسا کہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ خود تحریر کرتے ہیں:

شیخی و والدی و قدوتی---[۱۷۷]

پینتیس برس تک امام شعرانی ان کی خدمت میں رہ کر مستفیض ہوتے رہے---[۱۷۸]

مجلس درود

شیخ نورالدین ''شونی'' کے رہنے والے تھے---''شونی'' سیدی احمد البدوی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کے شہر طندنا[۱۷۹] کی مضافاتی بستی ہے--- عنفوانِ شباب میں جب کہ ابھی داڑھی نہیں اتری تھی، آپ طندنا منتقل ہو گئے--- یہاں شیخ بدوی کے مزار پر شب جمعہ کو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں درود شریف پڑھنے کے لیے ہفتہ وار مجلس کا آغاز کیا[۱۸۰] ساری رات اور اگلے دن اذانِ جمعہ تک، پھر بعد از جمعہ عصر تک، پھر نماز عصر سے مغرب تک مجلس درود جاری رہتی، جس میں کثیر تعداد میں لوگ حاضر ہوتے---[۱۸۱]

طندنا سے مصر تشریف لائے تو یہاں ۸۹۷ھ میں جامع ازہر میں مجلس درود کا آغاز فرمایا، جو عمر بھر جاری رہا---[۱۸۲]

آپ کو بچپن ہی سے درود پاک پڑھنے کا خاص ذوق تھا، شونی میں بکریاں چرایا کرتے تو بچوں کو جمع کر کے دن کا بیشتر حصہ درود پڑھنے میں گزار دیتے--- خود بھوکے رہتے اور اپنا کھانا مجلس درود میں شریک بچوں کو کھلا دیتے---[۱۸۳]

غرض بچپن سے لے کر آخر دم تک آپ نے محافل درود کا اہتمام فرمایا---

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ شونی سے پہلے لوگ انفرادی طور پر درود شریف کا وظیفہ کرتے تھے مگر عہد نبوی سے اب تک اس انداز میں مجالس درود کا رواج نہ تھا، آپ نے یہ سلسلہ شروع کیا تو یہ محافل اتنی مقبول ہوئیں کہ ان کا دائرہ حجاز، شام، مصر، اسکندریہ، مغرب اور دیگر علاقوں تک وسیع ہو گیا---[۱۸۴]

اخلاق

آپ جمیل الخلق، کریم النفس اور پاکیزہ عادات و اطوار کے حامل صاف دل، خندہ رو اور حسن معاشرت میں اعلیٰ اوصاف سے متصف تھے--- کوئی مصیبت پیش آتی تو بے قرار ہو جاتے، جب تک وہ ٹل نہ جاتی چین سے نہ بیٹھتے[۱۸۵]

Marfat.com

سارا دن لوگوں کو صراحیاں بھر بھر کر پانی پلاتے رہتے---[۱۸۶]

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی فیض یابی

امام شعرانی، شیخ شونی سے اپنی پہلی ملاقات کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں:

''۹۱۱ھ میں جب مصر آیا تو یہاں شیخ شہاب الدین طویل مجذوب رحمۃ اللہ علیہ سے میری ملاقات ہوئی، انھوں نے مجھے دیکھتے ہی پوچھا، تیرے (روحانی) باپ شونی کا کیا حال ہے؟---میرے لیے یہ نیا نام تھا، مجھے علم نہیں تھا کہ شونی کون ہیں؟---تقریباً دو سال کا عرصہ گزرا، ایک صاحب نے مجھے کہا کہ یہاں مقبرہ عادلیہ میں شیخ نور الدین الشونی نامی ایک بزرگ تشریف فرما ہیں، میرے ساتھ ان کی زیارت کے لیے چلو---

جب ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے مجھے مرحبا کہا اور فرمایا کہ تجھے شیخ شہاب الدین نے کیا کہا تھا؟---

میں نے بتایا تو فرمایا، وہ صاحب اطلاع ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے تمھیں خیر کا حصہ وافر نصیب ہوگا---

کئی سال آپ کی خدمت میں حاضری دیتا رہا، یہاں تک کہ ۹۱۹ھ میں آپ نے حکم دیا کہ اپنے جامعہ میں مجلس درود ترتیب دو--- چناں چہ آپ کی ہدایت پر ہر شب جمعہ کو مجلس درود شریف کا سلسلہ شروع کر دیا، جس میں کبھی ناغہ نہیں ہوا''---[۱۸۷]

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ایک بار میں نے خواب دیکھا کہ سفید بلوریں زمین پر شیخ شونی کے پیچھے پیچھے چل رہا ہوں، اس پر آسمان تک بلند فصیل ہے---

Marfat.com

مجھے اس سرزمین سے بہت انس حاصل ہوا، اسی اثنا میں آسمان سے چاندی کی زنجیر اتری، جس کے ساتھ ایک مشکیزہ باندھا ہوا تھا، اس میں دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں مشروب تھا--- شیخ شونی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مشکیزے سے پیا اور بقیہ مجھے عنایت فرمایا--- شیخ یہیں رہ گئے اور میں آگے بڑھتا گیا، یہاں میرے لیے ایک سونے کی زنجیر اتری، جس کے ساتھ تین چشمے مربوط تھے، اوپر کے چشمے پر لکھا تھا، اس میں اللہ تعالیٰ کا فیض ہے، درمیانے پر تحریر تھا، یہ عرش کا فیض ہے اور نچلے پر مرتسم تھا کہ یہ فیض کرسی ہے---

اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا تو میں نے درمیانے چشمے سے پیا--- پھر شیخ کی طرف لوٹا اور انھیں تمام ماجرا بیان کیا تو آپ انتہائی مسرور ہوئے اور فرمایا:

''ان شاء اللہ تو رحمت الٰہی سے متخلق ہوگا''---

پھر فرمایا، شیخ شہاب الدین مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کی پیش گوئی سچی تھی---[۱۸۸]

دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کو بکثرت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار نصیب ہوتا---مگر تواضع و انکسار کا یہ عالم تھا کہ اپنے منہ سے کبھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا دعویٰ نہ کیا بلکہ صرف اتنا فرماتے کہ بعض فقراء نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں فرمایا---

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان گنت مرتبہ خواب میں آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضر دیکھا---[۱۸۹]

ایک مرتبہ میں نے خواب دیکھا کہ کوئی شخص مصر کی گلیوں میں یہ اعلان کر رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیخ نورالدین الشونی کے ہاں تشریف فرما ہیں، جو ملنا چاہے وہ مدرسہ السوقیہ چلا جائے--- میں اس طرف چل نکلا، مدرسہ کے پہلے دروازے پر

Marfat.com

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ موجود تھے، میں نے انھیں سلام کیا، دوسرے دروازے پر حضرت سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کی زیارت ہوئی، انھیں سلام عرض کیا، تیسرے دروازے پر ایک صاحب تھے، جنھیں میں پہچان نہ سکا--- جب میں حجرۂ خاص کے دروازے پر پہنچا، وہاں شیخ الشونی تو موجود تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا--- میں متحیر کھڑا شیخ کے چہرے کو تک رہا تھا کہ اچانک مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، میں نے دیکھا کہ آپ کی جبین مقدس سے سفید شفاف پانی قدمین شریفین کی طرف بہ رہا ہے، پس شیخ کا جسم غائب ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اقدس ظاہر ہوا--- میں نے سلام عرض کیا تو آپ نے مرحبا فرمایا اور چند امور کی وصیت فرمائی--- میں بیدار ہوا اور شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب سنایا تو آپ رونے لگے، حتیٰ کہ آپ کی ریش مبارک تر ہو گئی--- فرمایا، اللہ کی قسم! مجھے ساری زندگی اتنی مسرت کبھی حاصل نہیں ہوئی جتنی یہ واقعہ سن کر ہوئی ہے--- [۱۹۰]

عرفات میں

بارہا ایسا ہوا کہ حجاج کرام نے میدان عرفات میں آپ کی زیارت کی اور انھیں سلام کیا، واپسی پر جب اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں تو مصر سے باہر گیا ہی نہیں--- [۱۹۱]

اہل اللہ اپنی کرامات کو چھپاتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان کی عظمت کو ظاہر اور لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت کو راسخ فرما دیتا ہے---

وصال

۹۴۴ھ میں آپ کا وصال ہوا اور امام شعرانی کے مدرسہ قادریہ کے متصل ان کی

Marfat.com

تدفین ہوئی---آپ کا مزار مرجع خلائق ہے---[۱۹۲]

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''وصال کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ ان کی قبر حد نگاہ تک وسیع ہے اور سبز ریشمی لحاف میں لپٹے ہوئے ہیں''---[۱۹۳]

ایک مرتبہ خواب میں ان کی زیارت ہوئی تو میں نے پوچھا:

یا سیدی! آپ کا کیا حال ہے؟---فرمایا:

''مجھے برزخ کا دربان بنا دیا گیا ہے---برزخ میں داخل ہونے والا ہر عمل مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، میں نے سورۃ اخلاص، درود شریف اور کلمہ طیبہ سے زیادہ منور و روشن اور کوئی عمل نہیں دیکھا''---[۱۹۴]

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ وصال کے اڑھائی سال بعد ان کی قبر کے ساتھ قبر کھودی جارہی تھی کہ آپ کا جسم ظاہر ہو گیا، دیکھا تو بالکل تر و تازہ تھا---یوں معلوم ہوتا تھا، جیسے ابھی دفن کیا ہو---[۱۹۵]

ہم اپنی قسمت پر نازاں تھے کہ ایک عظیم شیخ طریقت کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی--- فللہ الحمد و المنۃ

✿✿✿✿✿

Marfat.com

عظیم محدث، حافظ ابن حجر

امام شعرانی کے دربار سے باہر نکلے تو قریب ہی ایک تنگ سے بازار میں عظیم محدث، جلیل القدر عالم، بلند پایہ مصنف اور مؤرخ حافظ ابن حجر کا مزار ہے--- یہاں پہنچے تو مزار بند ہو چکا تھا، لہٰذا باہر ہی سے حاضری دی--- قدیم عمارت ہے--- علامہ عینی، علامہ قسطلانی، علامہ سیوطی ایسے نہ جانے کتنے اساطین علم و فضل مصر میں مدفون ہیں، مگر ان کے مزارات کی مرمت و درستی اور صفائی و ستھرائی کی طرف حکومت کی کوئی توجہ نہیں ہے---

آپ کا نام احمد، کنیت ابوالفضل اور لقب شہاب الدین تھا---نسب نامہ اس طرح ہے:

Marfat.com

احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد الشہیر بابن حجر---[۱۹۶]

آپ اپنے جداعلیٰ کی نسبت سے ابن حجر کے نام سے مشہور ہوئے---

آپ کے آباء واجداد کا اصل وطن عسقلان تھا، اسی نسبت سے عسقلانی مشہور ہوئے---

عسقلان، سرزمین شام کا مشہور شہر ہے، جو ساحل سمندر پر فلسطین کے نواح میں واقع ہے---

آپ کی ولادت چوں کہ مصر میں ہوئی تھی اور مصر ہی میں تعلیم و تربیت پائی، اسی نسبت سے مصری کہلائے---

ولادت

شعبان المعظم ۷۷۳ھ کو مصر میں پیدا ہوئے---[۱۹۷]

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''حافظ ابن حجر کے والد کی کوئی اولاد زندہ نہ رہتی تھی، اس شکستہ دلی میں ایک دن مشہور صاحب کرامات بزرگ شیخ صنافیری کی خدمت میں حاضر ہوئے---
آپ نے دعا کی اور فرمایا کہ تیری پشت سے ایسا لڑکا پیدا ہوگا جو پوری دنیا کو علم کی دولت سے مالا مال کر دے گا''---[۱۹۸]

صغر سنی ہی میں ان کے والد گرامی خالق حقیقی سے جا ملے--- باپ کا سایہ عاطفت اٹھ جانے کے بعد ان کے والد کے مقرر کردہ وصی شیخ زکی خروبی نے ان کی پرورش کی---[۱۹۹]

آپ کا حافظہ غیر معمولی تھا، بچپن ہی میں قرآن کریم حفظ کر لیا، بعد ازاں حصول علم کے لیے سفر کا آغاز کیا--- حرمین شریفین، اسکندریہ، یمن، شام اور حلب وغیرہ کے علاقوں میں جا کر اہل فضل و کمال سے علم حاصل کیا---[۲۰۰]

Marfat.com

تبحر علمی

آپ جامع العلوم تھے، تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ، ادب وغیرہ علوم وفنون پر مہارت تامہ تھی لیکن علم حدیث اور اسماء الرجال سے آپ کو بہت زیادہ شغف تھا---
ابن العماد حنبلی لکھتے ہیں:

''بعض کا قول ہے کہ ابن حجر فطری شاعر، ماہر محدث اور تکلفاً فقیہ تھے---
رجال کی معرفت، ان کا استحضار، ان کے بلند و پست کی پہچان اور علل احادیث وغیرہ کی واقفیت ان پر ختم تھی---[۲۰۱]

عبادت وریاضت

درس وتدریس اور تصنیف وتالیف کی کثرت کے باوجود عبادت وریاضت کا حد درجہ اہتمام فرماتے، کثرت سے روزے رکھتے--- آپ نے سلف صالحین کے طریقہ کے مطابق زندگی بسر کی---[۲۰۲]

حلیہ

ابن العماد حنبلی نے آپ کا حلیہ یوں بیان کیا ہے:

''روشن چہرہ، دبتا ہوا قد، سفید داڑھی، بڑا سر، نحیف الجثہ، فصیح اللسان، بلند آواز، اور نہایت ذکی وذہین تھے''---[۲۰۳]

Marfat.com

سرعت مطالعہ

علامہ ابن حجر کی سرعت قراءت اور کثرت مطالعہ کے عجیب محیر العقول واقعات منقول ہیں--- شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں:

آپ سنن ابن ماجہ کو چار مجلسوں میں ختم کر دیتے تھے، صحیح مسلم کو چار مجلسوں یعنی دو روز اور چند ساعت میں تمام کر ڈالا--- مجد الدین لغوی صاحبِ قاموس بھی، جو ابن حجر کے شیخ تھے، صحیح مسلم کو بہت تیزی کے ساتھ پڑھتے تھے، دمشق میں ناصر الدین ابوعبداللہ محمد بن جہبل کو سنانے کے لیے باب النصر اور باب الفرج کے درمیان، جو مزار نعل شریف نبوی ﷺ کے مقابل ہے، صحیح مسلم کو تین روز میں ختم کیا--- چناں چہ اس پر فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قراءت بحمد اللہ جامع مسلم
بجوف دمشق الشام کرش الإسلام
و تم بتوفیق الالٰہ و فضلہ
قراءۃ ضبط فی ثلاثۃ أیام

"خدا کا شکر ہے میں نے جامع مسلم کو پڑھا، دمشق شام میں جو اسلام کا دل ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق سے تین دن میں پورے ضبط کے ساتھ اس کی قراءت تمام ہوئی"---

سنن کبیر نسائی کو بھی شیخ ابن حجر نے دس مجلسوں میں شرف الدین بن کویک کے روبرو پڑھا ہے--- معجم صغیر طبرانی، جس میں ایک ہزار پانچ سو حدیثیں مع اسناد مروی ہیں، ظہر و عصر کے مابین ایک ہی مجلس میں ختم کر لی--- صحیح بخاری کو دس مجلسوں میں پورا کیا اور ہر مجلس تقریباً ظہر سے عصر تک ہوتی تھی---[۲۰۴]

Marfat.com

علمی انہماک

آپ ہمہ وقت علمی کاموں میں مشغول رہتے، کسی وقت خالی نہ بیٹھتے تھے، تین مشغلوں میں سے ایک شغل میں ضرور مشغول رہتے تھے--- مطالعہ کتب، تصنیف وتالیف یا عبادت--- دمشق میں دو ماہ دس دن تک قیام فرمایا اور اس مدت میں افادۂ عام کی غرض سے کتب حدیث کی سو جلدیں پڑھیں اور تصنیف وتالیف وعبادت اور دیگر ضروریات کو ان اوقات کے علاوہ انجام دیتے تھے--- ان کے علم ووقت میں یہ برکت اور ان کی تصانیف کی اس قدر مقبولیت مشہور بزرگ حضرت صنا قبری رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی برکت سے تھی--- [۲۰۵]

ابتدائی دور میں شعر وادب کی طرف رغبت تھی اور اس فن میں کمال حاصل کیا، مگر بعد میں اپنی تمام تر توجہ علم حدیث کی طرف مبذول کر دی، امام بلقینی اور ابن الملقن وغیرہ اساتذہ سے فقہ اور حافظ زین الدین عراقی ایسے امام سے حدیث کا علم حاصل کیا--- اللہ تعالیٰ نے بے پناہ حافظہ سے نوازا تھا--- آپ نے اپنی زندگی اشاعت علم اور خدمت حدیث کے لیے وقف کر رکھی تھی--- ۲۱ سال تک مصر کے قاضی القضاۃ رہے، جامع الازہر اور جامع عمرو بن العاص جیسے اہم علمی مراکز میں تدریس وخطابت کے فرائض انجام دیتے رہے---

تصانیف

آپ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں، ڈیڑھ صد سے زائد وقیع کتابیں لکھیں،

Marfat.com

دس جلدوں میں بخاری شریف کی ایسی بلند پایہ مستند شرح تحریر کی کہ مزید تصانیف نہ بھی ہوتیں تو علمی دنیا میں انہیں زندہ رکھنے کے لیے یہی کافی تھی---[۲۰۶]

آپ کو اپنی تصانیف میں سے فتح الباری، ھدی الساری، نخبۃ الفکر، التھذیب اور لسان المیزان پر اطمینان تھا، جب کہ باقی کتابوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ تعداد میں تو زیادہ ہیں مگر مواد کے اعتبار سے کمزور ہیں---[۲۰۷]

آپ کا یہ قول بکمال عجز وانکسار پر دلالت کرتا ہے، ورنہ آپ کی تمام تر تصانیف خصوصاً الاصابہ فی تمییز الصحابہ وغیرہ ایسی بلند پایہ اور علمی حلقوں میں معروف ومتداول ہیں کہ ان کا ایک ایک حرف سند کا درجہ رکھتا ہے---

وصال

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حافظ ابن حجر کا وصال ذوالحجۃ المبارکہ ۸۵۲ھ کو ہوا اور فن حدیث آپ کے ساتھ ہی ختم ہو گیا---[۲۰۸]

قاہرہ میں آپ کی تدفین ہوئی، نماز جنازہ میں عظیم اجتماع تھا، سلطان وقت اور اس کے درباری کندھا دینے والوں میں شامل تھے---[۲۰۹]

✿✿✿✿✿

Marfat.com

قاہرہ سے باہر کی زیارات

اگلے دن پیر تھا، آج ہمیں قاہرہ سے باہر کی زیارات کے لیے جانا تھا، رات ہی ممتاز سدیدی صاحب سے پروگرام طے کرلیا تھا کہ سفر کی طوالت کے باعث علی الصبح نکلا جائے، چناں چہ صبح چھ بجے ہی ممتاز صاحب اور حافظ محمد اکرم صاحب ہوٹل میں تشریف لے آئے، ان کی رفاقت بلکہ قیادت میں چھ افراد کا قافلہ رواں دواں ہوا--- ایک وین کے ذریعے رمسیس پہنچے، یہاں ٹیکسیوں کا بڑا اڈا ہے، تھوڑی کوشش کے بعد ایک بڑی ٹیکسی مل گئی، ۲۲۵ پاؤنڈ کرایہ طے ہوا، اسکندریہ یہاں سے ۲۳۴ کلومیٹر ہے، مگر ہمیں اسی روٹ پر تھوڑا ہٹ کر طنطاء اور دسوق بھی جانا ہے، اس لیے فاصلہ قدرے طویل ہوگا اور وقت زیادہ لگے گا---

ناشتا

قاہرہ سے باہر نکلتے ہوئے سڑک کے کنارے ایک ریسٹورنٹ پر ناشتا کے لیے رکے---

Marfat.com

یہاں کی معروف ڈش فول منگوائی، زیتون کے تیل میں پکی ہوئی تھی، اوپر نمک اور لیموں نچوڑ دیا، بہت لطف آیا، بعد میں قہوہ نوش جان کیا، یہاں دودھ والی چائے کا رواج نہیں، تلاش کرنے کے بعد ہی کہیں شائی بالحلیب (دودھ پتی) ملتی ہے، ورنہ گرم پانی میں کاغذوں کی تھیلیوں میں بند پتیاں (ٹی بیگ) ڈال دی جاتی ہیں، جس سے خود بخود چائے کی رنگت اور ذائقہ بن جاتا ہے--- ہمارے ہاں پتی کو اس طرح پکایا جاتا ہے کہ تمام اجزاء جل جاتے ہیں اور چائے کی لطافت وافادیت ختم ہو کر رہ جاتی ہے، جب کہ چائے کا اصل حسن یہی ہے کہ اسے آگ پر رکھ کر نہ ابالا جائے بلکہ ابلے ہوئے پانی سے کام چلایا جائے--- مصر میں بالعموم لپٹن چائے استعمال کی جاتی ہے---

زِراعت

ناشتا کے بعد پھر سفر شروع ہوا، ہماری منزل طنطاء ہے، جہاں قطب عالم حضرت سید احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ مبارکہ ہے--- گاڑی فراٹے بھرتی جا رہی تھی اور ہم گرد و پیش کے مناظر سے لطف اندوز ہو رہے تھے، یہ علاقہ کافی زرخیز ہے، نیل سے نکلنے والی نہر اسے سیراب کرتی ہے، مصر میں زراعتی علاقہ کم ہے، مگر جتنا ہے اس کا استعمال خوب ہے، ایک انچ بھی جگہ ضائع نہیں کی گئی--- برسیم، مکئی وغیرہ فصلیں لہلہا رہی تھیں، جنہیں سیراب کرنے کے لیے نہری پانی کے علاوہ انجن بھی بکثرت لگائے گئے ہیں--- پنجابی کسان کی طرح مصری فَــــلّاح محنتی اور جفاکش ہیں--- مردوں کے ساتھ عورتیں بھی کام کرتی دکھائی دیں--- کہیں گدھے پر چارہ لادے جا رہی ہیں اور کہیں کھیت میں گوڈی کرتی نظر آئیں--- جانوروں میں زیادہ تر گائے، بھینس اور

Marfat.com

بھیڑوں کے ریوڑ دیکھنے میں آئے---سعودی عرب اور شام وعراق میں بھینس کا رواج نہیں، مگر یہاں بکثرت بھینسیں ہیں، البتہ کمزور اور دبلی پتلی--- پاکستان، خصوصاً نیلی کے علاقہ جیسی ایک بھینس بھی دکھائی نہیں دی، یہاں کپاس کی فصل بھی بہت اچھی ہوتی ہے، لمبے ریشے والی مصری کاٹن اپنی عمدگی اور نفاست کی بنا پر دنیا بھر میں مشہور ہے---گندم، چاول، مکئی، باجرہ اور گنے کی فصل بھی ہوتی ہے، جنسوں کے علاوہ کئی جگہ سبزیاں بھی کاشت کی ہوئی تھیں، زیادہ تر بینگن، گوبھی، آلو، گاجر اور مولی کی فصلیں ہیں---مولی کے ساتھ تو یہ لوگ زیادتی ہی کرتے ہیں، بہت چھوٹی چھوٹی بالکل جڑیں سی اکھاڑ کر سلاد کے طور پر استعمال کرتے ہیں، جنھیں دیکھ کر مولی کی ''حالت زار'' پر ترس آتا ہے---

باغات

باغات بھی جگہ جگہ ہیں، زیادہ تر مالٹے اور سنگترے کے باغات دیکھنے میں آئے، یہاں کا سنگترہ نہایت شیریں اور خوش ذائقہ ہوتا ہے، جسے ''یوسف آفندی'' کہتے ہیں---پاکستان میں تو اب سنگترے تقریباً نایاب ہو چکے ہیں، مگر یہاں یہ پھل بڑی کثرت سے ملتا ہے، مالٹوں میں بلدی، سکری اور سب سے زیادہ مقبول قسم ابوسرہ ہے، (عربی میں سُــرَّۃٌ ناف کو کہتے ہیں) ابوسرہ نامی مالٹا کی نچلی جانب ناف کی طرح سوراخ کا نشان ہوتا ہے، اس میں بیج نہیں ہوتا---مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں زیادہ تر مصر سے مالٹے امپورٹ ہوتے ہیں، اہل مدینہ بھی ابوسرہ کو پسند کرتے ہیں--- آج کل مالٹوں اور سنگتروں کا موسم ہے، سڑک کے کنارے جگہ جگہ عورتیں ٹوکریوں اور کہیں کھوکھا نما دوکانوں میں تازہ فروٹ لیے بیٹھی ہیں، ایک جگہ گاڑی روک کر

Marfat.com

ہم نے بھی یوسف آفندی اور ابوسرہ خرید کیے--- قیمت کے اعتبار سے تو اگرچہ شہر کی نسبت کوئی فرق نہ تھا مگر فریش فروٹ کی بہر حال اپنی لذت اور جاذبیت ہوتی ہے---

بعض مقامات پر امرود کے باغات بھی دیکھے، یہاں کے امرود سائز میں بڑے بڑے، خوب صورت، خستہ اور جاذب نظر دکھائی دیتے ہیں، مگر ذائقہ کے اعتبار سے معیار زیادہ بہتر نہیں ہے---

بعض چیزوں میں ظاہری چمک دمک اور آب وتاب بہت زیادہ ہوتی ہے مگر اندر سے حال مختلف ہوتا ہے، جیسے انار کے پھول بہت رنگین اور بھلے معلوم ہوتے ہیں مگر خوشبو سے محروم--- کسی شاعر نے اس تشبیہ کو شعر کی زبان دے کر دور حاضر کی بے وفائیوں کو یوں بیان کیا ہے:

یاران ایں زمانہ مثل گل انار اند
در دیدن خوش اند و بوئے وفا ندارند

''یوسف آفندی'' کا عام ریٹ سوا پونڈ، ''ابوسرہ'' ڈیڑھ پونڈ اور امرود دو پونڈ کلو ہے، پاکستانی ۳۲ روپے کلو میں امرود کھانے کا حوصلہ کم ہی پڑتا ہے--- تاہم خوش ذوقی کا مظاہرہ کرنے کے لیے حوصلہ مند بننا پڑتا ہے، سو ہم نے بھی ایک کلو امرود خریدے، تاکہ مصری امرود کھانے کی حسرت نہ رہ جائے---

ابھی اسکندریہ سے واپسی پر قاہرہ کے ایک کتب خانے سے علامہ سیوطی کی تصنیف ''حسن المحاضرہ'' خریدی ہے، علامہ نے اس میں مصری امرودوں کی مدح میں جو اشعار نقل کیے ہیں انہیں اگر باترجمہ نقل کر دیا جائے تو کوئی ''کافر حسن'' ہی ہوگا جو امرودوں پر طبع آزمائی نہ کرے---

اسکندریہ کے قریب کیلے کے بھی کچھ باغات دکھائی دیے، مگر زیادہ تر کیلا لبنان سے آتا ہے---

Marfat.com

کبوتروں کے ڈیرے

یہاں کبوتر پالنے کا بھی بہت رواج ہے اور ان کے لیے مکان بھی بہت عجیب طرز کے ہوتے ہیں، گنبد نما لمبوترا سا ایک کمرہ ہوتا ہے اور اس میں بہت سے سوراخ ہوتے ہیں، کبوتروں کو آزاد چھوڑ دیتے ہیں اور وہ دانہ وغیرہ کھا کر خود بخود ہی واپس اپنے مکانوں پر پہنچ جاتے ہیں--- قاہرہ کے ایک بازار میں ایسے کبوتروں کی خرید و فروخت کی باقاعدہ دوکانیں ہیں---

اقطاب اربعہ

قاہرہ سے روانہ ہونے کے کوئی ڈیڑھ گھنٹہ بعد ہم طنطا پہنچے، مصر کا یہ قصبہ سیدنا احمد بدوی رضی اللہ عنہ کی وجہ سے اہمیت کا حامل ہے--- آپ کے مقام کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ دنیا میں یوں تو ہر دور میں متعدد اہل اللہ گزرے ہیں مگر ان میں چار حضرات کا مقام نہایت بلند و بالا ہے اور انہیں اقطاب اربعہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے--- ان حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں:

۱...... سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ---

۲...... سیدنا احمد کبیر رفاعی رضی اللہ عنہ---

۳...... سیدنا احمد بدوی رضی اللہ عنہ--- اور

۴...... سیدنا ابراہیم دسوقی رضی اللہ عنہ---

پہلے دو حضرات عراق میں جب کہ مؤخر الذکر مصر میں آسودۂ خواب ہیں---

✡✡✡✡✡

Marfat.com

سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ

قطب زمانہ سیدی احمد بدوی قدس سرہ العزیز کے آباء و اجداد حجاز مقدس کے رہنے والے تھے، حجاج کے زمانہ میں جب شرفاء کا قتل عام شروع ہوا تو اس خاندان کے افراد نے مغرب کا رخ کیا اور ''فاس'' میں قیام پذیر ہو گئے [۲۱۰] وہیں ۵۹۶ھ میں سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی ---

نام ونسب اس طرح ہے:

ابو الفتیان احمد بن علی بن ابراهیم بن محمد بن ابی بکر --- [۲۱۱]

سات برس کے تھے کہ آپ کے والد حضرت علی بن ابراہیم قدس سرہ کو خواب میں مکہ شریف نقل مکانی کا اشارہ ملا [۲۱۲] مکہ مکرمہ میں حفظ قرآن کے بعد مذہب شافعیہ میں فقہ کی تعلیم حاصل کی --- بچپن ہی سے بڑے دلیر، نڈر اور بہادر تھے، اسی وجہ سے

Marfat.com

آپ کو ابوالفتیان کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے--- اکثر منہ اور ناک پر کپڑا رکھتے، اس وجہ سے بدوی کے لقب سے مشہور ہوئے---

سیدی احمد بدوی عبادت اور ریاضت میں اس حد تک مستغرق تھے کہ اہل خانہ کی کوشش کے باوجود شادی سے انکار کر دیا--- اہل اللہ کی سیرت کے مطابق آپ کو لوگوں کی طرف سے ایذا رسانی اور مشقت و تکلیف کا سامنا کرنا پڑا، اسی لیے آپ کو عطاب بھی کہا جاتا ہے---[۲۱۳]

تغیر حال

تعلیم سے فراغت پائی تو آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہوگئی، لوگوں سے علیحدگی اختیار کر کے ہمہ وقت یاد الٰہی میں مستغرق رہتے اور کسی سے ہم کلام نہ ہوتے، پھر ایک غیبی اشارے پر عراق کا رخ کیا، وہاں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور شیخ احمد رفاعی رضی اللہ عنہ سے (روحانی) ملاقات ہوئی، بہت سے مشائخ عراق کے مزارات پر حاضری دی---[۲۱۴]

شیخ احمد بدوی کئی کئی دن روزے سے رہتے، چالیس دن تک کچھ نہ کھاتے پیتے اور نہ ہی سوتے، آسمان کی طرف تکتے رہتے، آنکھیں انگارے کی طرح سرخ ہوگئی تھیں، اسی اثنا میں ہاتف غیبی نے ندا کی، تمھاری قیام گاہ طنطا میں ہے، چناں چہ مصر آئے اور طنطا میں مقیم ہوگئے--- یہاں آپ سے کئی کرامات کا ظہور ہوا---[۲۱۵]

چہرہ کے انوار

آپ کا قد دراز، آنکھیں سرمگیں، رنگ سفید گندمی اور چہرہ نہایت بارعب تھا[۲۱۶]

Marfat.com

چہرہ مبارک پر دوہرا نقاب ڈالتے اور باپردہ رہتے، ایک مرتبہ شیخ عبد المجید نے چہرہ دیکھنے کی خواہش کی، آپ نے منع فرمایا، لیکن انھوں نے بے حد اصرار کیا تو جوں ہی آپ نے پردہ سرکایا، چہرے کے انوار وتجلیات کی تاب نہ لا کر شیخ عبد المجید بے ہوش ہو کر گرے اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی---[۲۱۷]

مولد کے منکر کی توبہ

امام شعرانی، شیخ شناوی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں، کہ ایک شخص نے آپ کے مولد پر اعتراض کیا، (مصر میں عرس کی تقریب کو مولد کہا جاتا ہے) تو فوراً اس کا ایمان سلب ہو گیا، اس نے حضرت سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ سے استغاثہ کیا، تو آپ نے فرمایا، آئندہ مولد کا انکار نہ کرنے کا وعدہ کرو تو معافی ہو سکتی ہے، اس نے اقرار کیا، تو آپ نے توجہ فرما کر اس کا ایمان لوٹا دیا---

پھر آپ نے مولد کے انکار کی وجہ پوچھی تو اس شخص نے کہا کہ مولد کی تقریب میں مرد وزن کے اختلاط کا امکان ہے---آپ نے فرمایا، طواف کعبہ میں بھی تو یہی حال ہوتا ہے؟---کیا اس کا بھی انکار کیا جائے گا؟---[۲۱۸]

قیدی کی رہائی

آپ کی بہت سی کرامات مشہور ہیں، ایک لڑکے کو انگریزوں نے گرفتار کر لیا، اس کی والدہ نے سیدی احمد بدوی سے فریاد کی، آپ نے توجہ فرمائی تو وہ لڑکا بیڑیوں سمیت واپس آ پہنچا---[۲۱۹]

Marfat.com

دودھ میں سانپ

ایک شخص دودھ کا مشکیزہ اٹھائے جا رہا تھا، آپ کے پاس سے گزرا تو آپ نے انگلی کا اشارہ کیا، وہ مشکیزہ پھٹ گیا، دودھ بہ گیا اور اس میں سے ایک پھولا ہوا سانپ برآمد ہوا---[۲۲۰]

قبر میں کلام

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے اپنے شیخ محمد شناوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سید احمد کی قبر پر حاضری دی، ہمارے شیخ نے حضرت بدوی سے ایک سفر کے سلسلے میں مشورہ طلب کیا، آپ نے قبر سے جواب دیا کہ توکل علی اللہ سفر اختیار کرو، کوئی حرج نہیں---[۲۲۱]

قبر سے ہاتھ باہر نکالا

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں آپ کے مولد شریف میں ہر سال باقاعدگی سے شریک ہوتا ہوں، اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے شیخ عارف باللہ محمد الشناوی رحمۃ اللہ علیہ مجھے لے کر حضرت احمد بدوی رضی اللہ عنہ کی قبر انور پر حاضر ہوئے اور ان کے چہرہ کے سامنے بیعت فرمایا اور اپنے ہاتھ سے مجھے ان کے سپرد کیا تو:

فَخَرَجَتِ الْيَدُ الشَّرِيْفَةُ مِنَ الضَّرِيْحِ وَ قَبَضَتْ عَلٰى يَدَىَ---

Marfat.com

''اچانک قبر انور سے آپ کا دست مبارک باہر نکلا اور میرا ہاتھ تھام لیا''---
شیخ شناوی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی، سیدی! اسے اپنی نگاہ کرم میں رکھیں، تو میں نے سیدی احمد بدوی کو مزار شریف سے فرماتے ہوئے سنا کہ ہاں (ضرور نظر رکھوں گا)---[۲۲۲]

وصال

حضرت سیدی احمد بدوی قدس سرہ العزیز نے ۱۲ ربیع الاول ۶۷۵ھ کو وصال فرمایا---[۲۲۳]

مسجد و مزار

سیدنا احمد بدوی کا روضہ مبارکہ مسجد کے ایک گوشے میں ہے--- یہ مسجد نہایت خوب صورت اور عالی شان ہے، اس کے منار مسجد نبوی کے ڈیزائن کے ہیں، مسجد کا انداز ترکوں کی طرز تعمیر سے ملتا جلتا ہے--- مسجد کے دروازے سے داخل ہوں تو دائیں جانب ایک حجرے میں حضرت مجاہد قدس سرہ کا مزار ہے، جب کہ بائیں جانب کے حجرے میں آپ کے خلیفہ سید عبد المتعال، عارف باللہ احمد محمد حجاب، سیدی نور الدین اور سیدی عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہم کے مزارات ہیں، درمیان میں حضرت احمد بدوی رضی اللہ عنہ کا روضہ مبارکہ ہے، اوپر شان دار گنبد اور اندر سے نہایت وسیع و عریض منقش و مزین ہال نما عمارت ہے، جس کے عین وسط میں حضرت کا مزار مبارک ہے، اردگرد زائرین کے لیے کافی جگہ ہے--- مزار کے باہر جالی ہے، جالی دو منزلہ ہے، بالائی حصہ قریباً پانچ فٹ بلند ہوگا، یہ میٹل کا ہے، اس پر نقش و نگار اور عبارات درج ہیں--- ایک دیوار میں پتھر نصب ہے، جس پر

Marfat.com

شیشے کا فریم چڑھا دیا گیا ہے، اس پر نقش کف پائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثبت ہے---
گویا یہاں کی حاضری میں کئی برکات شامل ہوگئی ہیں---

زائرین بڑی کثرت سے آتے اور نہایت ذوق وشوق سے حاضری دیتے ہیں---
ولایت ومعرفت کی اس عظیم ہستی کے حضور حاضری ہماری بہت بڑی سعادت تھی، سلام عرض کیا، فاتحہ پڑھی اور معروضات پیش کیے--- یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ وہاں روحانی کیفیات کا کیا عالم تھا کہ ع

ذوق ایں مے نشناسی بخدا تا نہ چشی

سیدی عبدالمتعال یا عبدالعال

حضرت احمد بدوی رضی اللہ عنہ کے مزار کے ساتھ والے حجرے میں آپ کے خلیفہ سید عبدالمتعال رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے--- غالباً ان کا صحیح نام عبدالعال ہے، حضرت بدوی کے تذکرہ میں ان ہی کا ذکر آتا ہے--- علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت عبدالعال مشہور زمانہ تھے، لوگ آپ کی زیارت اور آپ سے برکت حاصل کرتے---

طنطاء میں ذوالحجۃ المبارکہ ۷۳۲ھ میں وصال فرمایا---[۲۲۴]

✡✡✡✡✡

Marfat.com

حضرت سید ابراہیم دسوقی رضی اللہ عنہ کے روضہ پر حاضری

حضرت احمد بدوی قدس سرہ العزیز کے روضہ مبارکہ کی حاضری دے کر ہم پھر گاڑی میں سوار ہوئے، اب ہماری منزل دسوق تھی، دسوق بھی ایک قصبہ نما شہر ہے، جہاں عارف باللہ قطب عالم سیدنا ابراہیم دسوقی رضی اللہ عنہ کا روضہ مبارکہ ہے--- یہاں پونے بارہ بجے کے لگ بھگ پہنچے، ظہر کی اذان کا وقت تھا، روضہ سے متصل مسجد پہنچے، تازہ وضو کیا، نماز ادا کی، یہ مسجد بھی نہایت وسیع وعریض ہے، مسجد کے بائیں جانب بہت بڑا اور وسیع روضہ ہے، جس میں حضرت دسوقی آرام فرما ہیں--- مزار مبارک کے باہر یہاں بھی بلند وبالا جالی نصب ہے، مزار پر غلاف چڑھائے گئے ہیں--- قبلہ کی جانب دیوار کے ساتھ ایک اور مزار ہے، جو آپ کے بڑے بھائی کا ہے، جس پر یہ نام درج ہے:

Marfat.com

مُوْسٰی اَبُوْ عِمْرَانَ شَقِیْقُ سَیِّدِیْ اِبْرَاھِیْمَ الدَّسُوْقِیُّ وَ ھُوَ ابْنُ الْاَکْبَرُ سَیِّدِیْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ الْمُکَنّٰی بِاَبُوْ الْمَجْدِ---

اس کونے میں ایک پتھر نصب ہے، جس پر رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک کا نشان لگا ہوا ہے (بَصْمَۃُ کَفِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ) پتھر پر چوں کہ شیشہ نہیں لگایا گیا، صرف لوہے کا فریم بنا ہے، جس میں سے ہاتھ ڈال کر پتھر کو مس بلکہ ایک جانب سے چوما بھی جا سکتا ہے---

حضرت کے قدموں کی جانب دیوار میں کوئی چودہ فٹ کی بلندی پر شیشہ کا ایک فریم نصب ہے، جس میں (تمساح) مگرمچھ کی ہڈی محفوظ ہے---

مگرمچھ کا واقعہ

ایک بار مگرمچھ نے ایک بچہ نگل لیا، بچے کی والدہ گھبرا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ نے اپنے خادم کو ہدایت دے کر دریا کے کنارے بھیجا--- خادم نے حسبِ ہدایت آواز دی کہ اے مگرمچھو! جس نے بچہ نگلا ہے، باہر آ جائے--- ایک مگرمچھ باہر نکلا اور خادم کے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گیا، آپ نے حکم دیا کہ بچہ باہر نکالو، چناں چہ اس نے زندہ بچہ پیٹ سے اگل دیا، پھر آپ نے مگرمچھ کو فرمایا کہ اللہ کے حکم سے مر جا، وہ فوراً مر گیا--- [۲۲۵]

اس مگرمچھ کی ہڈی آج تک سلامت ہے، جسے ایک فریم میں رکھ کر آپ کے روضہ مبارکہ کی دیوار میں نصب کیا گیا ہے---

حقیقت یہ ہے کہ آپ کوئی معمولی شخصیت نہ تھے بلکہ علم و فضل اور معرفت و ولایت کے کوہ گراں تھے، آگے بڑھنے سے پہلے مختصر حالات زیب قرطاس ہیں:

Marfat.com

سید ابراہیم دسوقی رضی اللہ عنہ

سید ابراہیم بن مجد قرشی ہاشمی قدس سرہ العزیز حسینی سید اور نہایت بلند پایہ صاحب تصرف ولی ہیں، آپ کا شمار اقطاب اربعہ میں ہوتا ہے--- اللہ تعالیٰ نے آپ کو علوم لدنیہ سے نوازا تھا اور حقائق و معارف کے مخفی اسرار ان پر وا کر دیے تھے--- آپ قطب عالم حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے تھے--- ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے جلیل القدر ماموں سے پائی [۲۲۶] بعد ازاں فقہ کی تعلیم حاصل کی--- شافعی المذہب تھے، پھر سادات صوفیہ کے متبع رہے، یہاں تک کہ طریقت کے بلند مقام پر فائز ہوئے--- عربی، عجمی، سریانی، عبرانی اور زنگی وغیرہ لغات پر کامل دسترس کے ساتھ ساتھ پرندوں اور وحشی جانوروں کی بولی سے بھی واقفیت رکھتے تھے--- ابھی پنگھوڑے میں تھے کہ روزے سے رہتے تھے--- آپؒ فرماتے تھے کہ میں نے مشرق و مغرب دیکھا اور حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام سے مصافحہ کیا ہے--- [۲۲۷]

قاضی کو سزا

ایک مرتبہ آپ نے اپنے ایک شاگرد کو بازار بھیجا، وہاں اس کا دکان دار سے جھگڑا ہو گیا، اس نے قاضی کے پاس دعویٰ دائر کر دیا، اتفاق سے قاضی درویشوں اور صوفیہ سے عداوت رکھتا تھا، اس نے درویش کو دیکھتے ہی قید میں ڈلوا دیا، حضرت کو علم ہوا تو آپ نے قاضی کو چند اشعار پر مبنی رقعہ لکھ بھیجا، جس کا مفہوم یہ تھا:

"رات کے تیر جو خشوع و خضوع کی کمان سے پھینکے جائیں، نہایت مؤثر اور ٹھیک نشانہ پر لگتے ہیں، جس سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہوتی"---

Marfat.com

قاضی نے رقعہ دیکھ کر تمسخر اڑایا اور اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے چند توہین آمیز کلمات کہے، پھر رقعہ پڑھنا شروع کیا، جب آخری شعر پر پہنچا اور یہ مصرعہ پڑھا ع

اِذَا اَوْتَرْنَ ثُمَّ اَرْمِیْنَ سَھْمًا

''جب وہ زور سے رسی کھینچ کر تیر پھینکیں''---

فوراً ہی رقعہ میں سے ایک تیر ظاہر ہوا، جو اُڑ کر قاضی کے سینے میں پیوست ہو گیا، قاضی اپنے انجام بد کو پہنچا--- قاضی کے ساتھیوں نے شیخ کی یہ کرامت دیکھ کر آپ سے حسن اعتقاد قائم کر لیا اور فوراً ہی آپ کے درویش کو باعزت رہا کر دیا اور قاصد کو انعامات سے نوازا---[۲۲۸]

ملفوظات

آپ کے ملفوظات اور مکتوبات حکمت و معرفت سے لبریز ہیں، جو امام شعرانی نے طبقات کبریٰ میں مفصل بیان کیے ہیں--- چند ارشادات درج ذیل ہیں:

- شریعت اصل ہے اور طریقت فرع، شریعت تمام علوم مشروعہ اور حقیقت مخفی علوم کی جامع ہے---
- مرید پر واجب ہے کہ وہ اس قدر علم ضرور حاصل کرے، جس سے فرائض و نوافل کی ادائی درست ہو سکے---
- مرید کو چاہیے کو وہ فصاحت و بلاغت میں زیادہ مشغول نہ ہو بلکہ عمل میں صالحین کے آثار کا جویاں رہے اور ذکر پر مواظبت کرے---[۲۲۹]
- تمام ماہرین علوم، اہل تعبیر و تاویل اور متکلمین و مفسرین مل کر بھی قرآن کریم کے کسی ایک حرف کے معنی کے سویں حصہ کا بھی ادراک نہیں کر سکتے---[۲۳۰]

Marfat.com

- جسے سحر خیزی اور پچھلی رات کے استغفار کی لذت نصیب ہو جائے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے انوار ظاہر فرما دیتا ہے، شراب معرفت و وصال کے جام پلاتا ہے اور اس کا دل معارف و معانی سے روشن ہو جاتا ہے---[۲۳۱]
- ایک شخص نے عرض کی، میں راہ طریقت پر گامزن ہونا چاہتا ہوں، فرمایا، بیٹے! سب سے پہلے اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی پسندیدہ اور تابندہ و رخشندہ سنت کی پابندی کو لازم کر لو، جس کی روشنی نے تاریکی دور کر دی اور مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، شام، مصر، عراق، یمن، مشرق، مغرب اور علوی و سفلی افق کو منور فرما دیا--- جب تو سنت پر عامل ہوگا تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تجھے حقائق و اسرار کا علم نصیب فرمائے گا---[۲۳۲]
- اگر نماز میں کما حقہ خشوع و خضوع نصیب ہو جاتا تو حضوری کی اس کیفیت میں ایک سورت کی تلاوت بھی ممکن نہ ہوتی اور عقل زائل ہو جاتی:

فَاِنَّ مُوْسٰی علیہ السلام خَرَّ صَعِقًا یَتَخَبَّطُ کَالطَّیْرِ الْمَذْبُوْحِ حِیْنَ تَجَلّٰی لَہٗ مِقْدَارَ جُزْءٍ وَّاحِدٍ مِنْ تِسْعَۃٍ وَّ تِسْعِیْنَ جُزْءً مِنْ سَمِّ الْخِیَاطِ---

”کیوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تجلی پڑی تو آپ کی کیفیت مرغ بسمل کی سی ہو گئی تھی، حالاں کہ وہ تجلی سوئی کے ناکے کے ننانویں حصہ کے برابر تھی“---

ایسی ہی تجلی نمازی کو بھی ہوتی ہے، سو اگر نمازی کو وہی فہم و عقل نصیب ہو جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو میسر تھی تو ہر نمازی کی وہی کیفیت ہوتی---[۲۳۳]

وصال

آپ نے نہایت مختصر عمر پائی، مگر ولایت و معرفت کے درجہ علیا پر فائز ہوئے،

Marfat.com

ہمیشہ یادالٰہی میں مستغرق رہے، تمام زندگی نفس اور شیطان کی مخالفت کی، ۴۳ سال کی عمر میں ۶۷۶ھ کو وصال فرمایا---[۲۳۴]

گل دان

مزار مبارک پر حاضری سے فارغ ہو کر باہر آئے، قریبی بازار سے ہمارے گائیڈ حافظ محمد اکرم صاحب نے اپنے کمرے میں ڈیکوریشن پیس کے طور پر رکھنے کے لیے دو گلدان خریدے، گاڑی چلی تو انہوں نے ڈرائیور کو پکڑائے کہ محفوظ رکھ دے، مقصد یہ تھا کہ پیچھے پڑے ٹوٹ نہ جائیں، ڈرائیور نے چلتے چلتے شیشہ کھولا اور گلدانوں والا شاپر باہر پھینک دیا، ہم نے احتجاج کیا، تو اس نے کہا، آپ نے یہی کہا تھا کہ کسی جگہ پر رکھ دو، میں نے سمجھا شاید چھلکے وغیرہ ہیں اور باہر پھینکنے ہیں، پیچھے ہٹ کر دیکھا تو ایک گلدان کرچی کرچی ہو چکا تھا مگر دوسرا ذرا ''سخت جان'' ثابت ہوا اور صحیح سالم نکلا--- گلدان کی ''مفارقت'' کا دکھ بھی ہوا مگر ڈرائیور نے جس ادا سے اسے پھینکا تھا، اس پر دیر تک محظوظ ہوتے رہے--- ڈرائیور کی ادا ٹھہری مگر گلدان کرچی کرچی ہو گیا---

✿✿✿✿✿

Marfat.com

اسکندریہ

ہمارے اس روز کے سفر کی آخری منزل اسکندریہ ہے، یہ قدیم تاریخی شہر قاہرہ سے ۲۴۳ کلومیٹر کے فاصلے پر آباد ہے---

یہ شہر سکندر نے تعمیر کروایا تھا، ایک عرصہ تک مصر کا دارالخلافہ رہا، حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اسے فتح کیا، آپ نے اسے اپنا مستقر بنانے کا ارادہ کیا مگر حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اجازت نہ دی، تو قاہرہ میں قیام فرمایا---

کراچی کی طرح مصر کی بندرگاہ (سی پورٹ) اسکندریہ میں ہے---

ساحل سمندر پر واقع ہونے کی وجہ سے اس کی بڑی اہمیت ہے، یہاں کثرت سے سیاح آتے ہیں اور قدرتی مناظر سے لطف اندوز ہوتے ہیں---ایک جانب قلعہ بھی ہے،

Marfat.com

جس میں پرانے دور کا اسلحہ وغیرہ نمائش کے لیے رکھا گیا ہے--- قاہرہ کی نسبت اسکندریہ خوب صورت شہر ہے، یہاں کے لوگ بھی قدرے خوش حال دکھائی دیتے ہیں---

ٹرام

یہاں ٹرام بھی چلتی ہے، کسی زمانے میں کراچی میں بھی ٹرام چلتی تھی، مگر اب بند ہو چکی ہے---ٹرام کا مخصوص روٹ ہے، اس کے لیے سڑک میں لائن بچھائی ہوئی ہے، اوپر تاریں نصب ہیں، جن سے برقی رو لے کر دو ڈبوں پر مشتمل یہ سادہ سی گاڑی آہستہ روی سے محوِ سفر رہتی ہے--- راستہ میں سواریاں چڑھتی اترتی رہتی ہیں، بہت ''بھلا مانس'' ہے، آگے ٹریفک کا ہجوم دیکھتی ہے تو رک جاتی ہے، لیکن آگے سے آنے والی گاڑی کو راستہ بدلنا پڑتا ہے، کیوں کہ ٹرام ظاہر ہے اپنی لائن نہیں چھوڑ سکتی---

مزارات پر حاضری

ساحل سمندر کے قریب ہی ایک نہایت عالی شان مسجد ہے، جس کے ایک گوشے میں سیدنا شیخ ابو العباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے، اوپر روضہ بنا ہوا ہے--- مسجد پر آرائشی پتھر استعمال کیا گیا ہے، جو نہایت منقش و مزین ہے--- مسجد وسیع ہے، مزار مبارک کے باہر لکڑی کی جالی لگی ہوئی ہے، اندر شیشہ ہے--- یہاں کی حاضری بھی بہت پر لطف اور کیفیت بار رہی--- حضرت شیخ مرسی بہت بلند پایہ اور صاحب حضوری شخصیت ہیں---

Marfat.com

شیخ ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ ابوالعباس مرسی کا اسم گرامی احمد بن عمر انصاری ہے، آپ سلسلہ شاذلیہ کے مقتداء شیخ ابوالحسن شاذلی قدس سرہ العزیز کے بڑے خلیفہ اور اپنے دور کے مشہور عارف اور قطب زمانہ تھے---

قرب وحضوری

رسول اللہ ﷺ سے آپ کو بڑی محبت تھی، آپ فنافی الرسول کے مقام پر فائز تھے، آپ کو حضور ﷺ کا خاص قرب حاصل تھا، آقا ﷺ کی بارگاہ میں سلام کہتے یا کچھ عرض کرتے تو آپ جواب سے نوازتے---[۲۳۵]

آپ صاحب حضوری تھے[۲۳۶] خود فرماتے ہیں:

لِیْ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً مَا حُجِبْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہ ﷺ[۲۳۷] وَ اللّٰہِ

Marfat.com

لَوْ حُجِبَ عَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ طَرْفَةَ عَیْنٍ مَا عَدَدْتُّ نَفْسِیْ مَعَ الْمُسْلِمِیْنَ---[۲۳۸]

"چالیس سال سے (حضوری کا یہ عالم) ہے کہ لحہ بھر کے لیے بھی رسول اللہ ﷺ سے اوجھل نہیں ہوا--- واللہ! اگر حضور ﷺ کے جمال جہاں آراء کی زیارت سے لحہ بھر بھی محروم رہوں تو خود کو مسلمانوں میں شمار نہ کروں"---

ملفوظات

آپ حکمت و معرفت بھرے کلمات سے مریدین کی تربیت فرماتے--- چند اقوال درج ذیل ہیں:

- تمام انبیاء کرام کی تخلیق رحمت (الٰہی) سے ہوئی:
  وَنَبِیُّنَا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُوَ عَیْنُ الرَّحْمَةِ---[۲۳۹]
  "جب کہ ہمارے نبی محترم ﷺ مجسم رحمت ہیں"---
- فقیہ وہ ہے جس کے دل کی آنکھوں سے حجاب دور ہو گیا---[۲۴۰]
- مجرم و عاصی مومن کے انوار کا یہ حال ہے کہ اگر حجاب اٹھ جائے تو زمین و آسمان نور سے معمور ہو جائیں--- جب گنہ گار مومن کا یہ حال ہے تو مطیع و فرماں بردار مومن کے انوار و تجلیات کا کیا عالم ہو گا؟---[۲۴۱]
- اپنے شیخ سے یہ تقاضا نہیں کرنا چاہیے کہ وہ مرید کو یاد رکھے، بلکہ مرید کو خود کوشش کرنی چاہیے کہ وہ اپنے شیخ کے تصور کو دل میں جاگزیں رکھے، اس میں جس قدر اضافہ ہو گا، شیخ کی توجہ بھی اسی مقدار سے نصیب ہو گی---[۲۴۲]

Marfat.com

● ولی کی پہچان، اللہ تعالیٰ کی پہچان سے زیادہ مشکل ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرتیں عیاں ہیں جب کہ ولی عام مخلوق کی مانند کھاتا، پیتا اور زندگی بسر کرتا ہے، (اس لیے لوگوں کے لیے ان کی پہچان مشکل ہو جاتی ہے) --- [۲۴۳]

حکمرانوں کی ملاقات سے اجتناب

آپ اہل اللہ کے شیوہ کے مطابق دنیا داروں اور حکمرانوں کی ملاقات سے عمر بھر گریزاں رہے --- ایک بار اسکندریہ کے نائب نے ملاقات اور آپ کا مرید ہونے کی خواہش کا اظہار کیا --- آپ نے اسے شرف باریابی نہ بخشا اور قاصد کو فرمایا:

میں ان لوگوں میں سے نہیں، جن سے کھیل تماشا کیا جائے --- [۲۴۴]

دوران سفر کسی شہر میں قیام فرماتے اور آپ کو پتا چلتا کہ اس شہر کا سردار ان سے ملنے کا ارادہ رکھتا ہے تو صبح صادق سے پہلے ہی منہ اندھیرے وہاں سے روانہ ہو جاتے --- [۲۴۵]

اخلاق

شیخ مرسی رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی عبادت و ریاضت اور خلق خدا کی ہدایت میں بسر ہوئی --- حکمرانوں کے نام سفارشی خط لکھنے کی بجائے حاجت مند کے لیے دعائے خیر فرما دیتے --- [۲۴۶]

آپ لوگوں سے ان کے مقام و مرتبہ کے مطابق برتاؤ کرتے، بسا اوقات ایسا ہوتا کہ اپنی عبادت پر نازاں کوئی شخص آتا تو آپ اس کی طرف التفات نہ فرماتے، اس کے برعکس

Marfat.com

کوئی گنہ گار آ جاتا تو آپ کھڑے ہو کر اس کا استقبال فرماتے، کیوں کہ آپ بھانپ جاتے کہ یہ عجز و انکسار (اور گناہوں کے اعتراف) کے ساتھ حاضر ہوا ہے---[۲۴۷]

صبر و استقلال

گونا گوں امراض کی شدت کے باوجود مجسمہ صبر و استقامت تھے--- آپ کو بواسیر کے بارہ زخم تھے، مثانے میں پتھری تھی اور گردے کمزور تھے، بایں ہمہ لوگوں میں بیٹھتے اور آہ تک نہ کرتے--- پاس بیٹھنے والوں کو آپ کی تکلیف کا پتا نہ چلتا---[۲۴۸]

انوار و تجلیات

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ ابو العباس مرسی کے پیچھے نماز پڑھی تو میں نے ایسے انوار و تجلیات کا مشاہدہ کیا، جن سے ان کا بدن معمور تھا اور آپ کے وجود سے ایسے انوار نکل رہے تھے جنھیں دیکھنے کی تاب نہ تھی---[۲۴۹]

شیخ کی نظر میں مقام

حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرید و خلیفہ شیخ ابو العباس مرسی کے بارے میں اپنے مریدوں کو فرماتے:

"ابو العباس امام ہے، اس کا دامن مت چھوڑنا--- اللہ کی قسم ان کے پاس جنگلی آدمی آئے، جسے پاکی پلیدی کی بھی تمیز نہ ہو، جب ان کی صحبت میں

Marfat.com

آتا ہے تو اسے اللہ تک پہنچا دیتے ہیں--- بخدا! اللہ کے جو ولی اس وقت موجود ہیں یا آئندہ ہوں گے، ان میں سے کوئی ایسا نہیں جس کے نام و نسب اور مقام و مرتبہ سے اللہ تعالیٰ نے انھیں آگاہ نہ کر دیا ہو"---

شیخ ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، مجھے میرے شیخ و مرشد حضرت شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابوالعباس! تجھے میں نے اپنی صحبت میں اس لیے رکھا ہے تا کہ "تو من شدی من تو شدم" کی کیفیت پیدا ہو جائے---[۲۵۰]

کشف و کرامت

آپ صاحب کرامت بزرگ تھے، ایک مرتبہ سلطان یعقوب نے ایک ذبح کی ہوئی مرغی اور حرام مرغی کو ایک ہی برتن میں پکوایا، جب کھانا چنا گیا تو آپ نے فرمایا، اسے اٹھالو، حلال کے ساتھ مردار اور حرام مرغی پکائی گئی ہے، جس سے تمام سالن پلید ہو گیا ہے---[۲۵۱]

وصال

حضرت شیخ ابوالعباس مرسی علیہ الرحمہ کا وصال ۶۸۶ھ کو اسکندریہ میں ہوا---[۲۵۲]

ہم اپنی قسمت پر نازاں تھے کہ اس صاحبِ حضوری شیخ کامل کے حضور حاضری نصیب ہوئی--- فللہ الحمد

❁❁❁❁❁

Marfat.com

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں

شیخ ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد کے بالمقابل حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ مبارکہ اور چھوٹی سی مسجد ہے--- مسجد اور روضہ کی حالت خستہ ہے، گنبد لکڑی کا بنا ہوا ہے جو ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے، پچھلی حاضری کے موقع پر حالت قدرے بہتر تھی--- اندرونی نقش ونگار سے پتا چلتا ہے کہ اس کی تعمیر میں نہایت خوش ذوقی کا ثبوت دیا گیا تھا--- نقش ونگار کے ساتھ ساتھ چاروں جانب صاحب مزار کا کہا ہوا مقبول قصیدہ ''قصیدہ بردہ'' کے اشعار درج ہیں--- کاش حکومت ادھر توجہ کرے اور اس عظیم شخصیت کے شایان شان روضہ تعمیر ہو سکے---

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے جو مقبولیت عطا فرمائی ہے وہ محتاج بیان نہیں،

Marfat.com

دنیا کے گوشے گوشے میں آپ کا قصیدہ پڑھا جاتا ہے اور یہ محبان رسول کی پہچان بن چکا ہے--- حضرت سیدی فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز کے زمانے سے دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف میں طلبہ کی کلاسز میں حاضری اور چھٹی کے اعلان کے طور پر گھنٹی کی بجائے اسی قصیدہ کے اشعار پڑھے جاتے ہیں--- عرب وعجم میں اس قصیدے کے حلقے لگتے ہیں اور بطور وظیفہ اس کا ورد کیا جاتا ہے--- یہاں فاتحہ خوانی کے بعد جی چاہا کہ قصیدہ شریف سنا جائے، محترم سدیدی صاحب نے میری فرمائش پر نہایت محبت بھرے انداز میں قصیدہ بردہ شریف کے اشعار پڑھے:

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْكَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ
وَكُلُّهُمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ
غَرْفًا مِنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِنَ الدِّیَمِ
هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ
لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ
اَحَلَّ اُمَّتَهٗ فِیْ حِرْزِ مِلَّتِهٖ
كَاللَّیْثِ حَلَّ مَعَ الْاَشْبَالِ فِیْ اَجَمِ
یَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ
یَا رَبِّ بِالْمُصْطَفٰی بَلِّغْ مَقَاصِدَنَا
فَاغْفِرْ لَنَا مَا مَضٰی یَا وَاسِعَ الْكَرَمِ

Marfat.com

قصیدہ کے اشعار سن کر رقت کی ایک خاص کیفیت طاری ہوگئی، اسی پُر ذوق ماحول میں صاحب مزار کے توسط سے محبت مصطفیٰ، عشق رسول، دیدار مصطفیٰ اور استقامت علی الایمان کی دعا کی گئی---

علامہ بوصیری صرف ایک شاعر نہ تھے بلکہ عاشق رسول اور مقبول بارگاہ تھے، قارئین کے ذوق کے لیے مختصر حالات پیش خدمت ہیں---

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم گرامی محمد بن سعید اور کنیت ابو عبد اللہ تھی---ان کی جلالت شان کے پیش نظر خواص وعوام انہیں امام شرف الدین کے لقب سے یاد کرتے ہیں---آپ کی ولادت باسعادت یکم شوال المکرم ۶۰۸ھ کو مصر کی بستی دلاص میں ہوئی، جب کہ قریبی گاؤں بوصیر میں نشوونما پائی---آپ اپنے دور کے ممتاز شاعر، امام فن، مدقق یگانہ اور نہایت فصیح وبلیغ صاحب علم تھے---[۲۵۳]

حافظ فتح الدین بن سید الناس کہتے ہیں کہ آپ جزار اور وراق ایسے شعراء سے بھی زیادہ بہتر اور معیاری اشعار کہتے تھے[۲۵۴] امام ابوحیان، امام یعمری اور ممتاز سیرت نگار ابن سید الناس جیسے مشاہیر ائمہ فن آپ کے تلامذہ میں سے ہیں---

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی کا بڑا حصہ بادشاہان عالم کے قرب اور ان کی مدح وستائش میں بسر کیا، پھر آپ کو قطب زمانہ شیخ ابو العباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میسر آئی، تو زندگی کا رخ بدل گیا---[۲۵۵]

آپ نے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کئی قصیدے لکھے، ایک قصیدہ کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کے مشہور قصیدہ بانت سعاد کی زمین میں کہا، جس کا پہلا شعر یہ ہے:

Marfat.com

اِلٰی مَتٰی اَنْتَ بِاللَّذَّاتِ مَشْغُوْلٌ
وَاَنْتَ مِنْ کُلِّ مَا قَدَّمْتَ مَسْئُوْلٌ

"کب تک لذات نفسانی میں مشغول رہے گا حالاں کہ آخرت میں تجھے اپنے ہر ہر عمل کا حساب دینا پڑے گا"---

اسی طرح نعتیہ قصیدہ ہمزیہ بھی خاصا مقبول ہے، اس قصیدے کے یہ دو شعر جامع مسجد نور، دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف کے درمیانی دروازے پر حضرت سیدی فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز نے تحریر کروائے:

کَیْفَ تَرْقٰی رُقِیَّكَ الْاَنْبِیَاءُ
یَا سَمَاءً مَا طَاوَلَتْهَا سَمَاءُ
اِنَّمَا مَثَّلُوْا صِفَاتِكَ لِلنَّاس
کَمَا مَثَّلَ النُّجُوْمَ الْمَاءُ

"(اے رسول گرامی! صلی اللہ علیک وسلم) اے آسمان عظمت و رفعت! کوئی آسمان، آپ کا بلندی میں مقابلہ نہیں کرسکتا، انبیاء آپ کے مقام و مرتبہ پر ترقی کیسے پاسکتے ہیں؟---

انبیاء کرام (علیہم السلام) تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صفات کریمہ کا پرتو اور عکس لوگوں کو دکھا رہے ہیں، جیسے ستاروں کی شبیہ پانی دکھاتا ہے"---

معراج قبولیت

امام بوصیری نے یوں تو کئی قصیدے لکھے مگر جس قصیدہ نے آپ کو بام شہرت اور معراج مقبولیت تک پہنچایا وہ قصیدہ بردہ ہے---

Marfat.com

ہوا یہ کہ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ شدید قسم کے فالج میں مبتلا ہو گئے --- نچلا دھڑ بے حس ہو جانے کی وجہ سے چلنے پھرنے اور ہلنے جلنے سے عاجز رہ گئے، مرض نے طول کھینچا، سوچا کہ کیوں نہ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں استغاثہ کیا جائے، چناں چہ نہایت ہی محویت و محبت کے عالم میں ایک قصیدہ لکھا اور بارگاہ خداوندی میں رو رو کر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے دعا مانگی اور سو گئے --- قسمت جاگ اٹھی، صدق واخلاص سے کہی ہوئی نعت شریف، شرف قبولیت پا گئی --- آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کرم کیا، اپنے جمال جہاں آراء سے مشرف فرمایا اور حکم دیا، وہ قصیدہ تو مجھے سناؤ ---

بوصیری اپنی قسمت پر نازاں، تعمیلِ حکم میں مدح سرا ہوئے، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسند فرمایا، بعض اشعار سن کر تو آپ بحالت سرور یوں جھوم اٹھے، جیسے نسیم سحر کے جھونکوں سے بار آور شاخیں جھومتی ہیں --- آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور انعام چادر عنایت فرمائی [۲۵۶] پھر مسیحائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے جسم پر دست شفا پھیرا، آنکھ کھلی تو فالج کے موذی مرض سے نجات مل چکی تھی ---

علامہ اقبال نے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

اے بصیری را ردا بخشندہ [۲۵۷]

اگلے دن امام بوصیری کو ایک درویش ملے اور کہا کہ مجھے قصیدہ ی نقل چاہیے، امام بوصیری نے پوچھا، کون سا قصیدہ؟ --- انہوں نے کہا، جس کا آغاز "امن تذکر جیران بذی سلم" سے ہوتا ہے --- بوصیری نے حیرت واستعجاب سے پوچھا، تمہیں اس قصیدے کا کیسے علم ہوا؟ --- جب کہ میں نے کسی کو اس کے بارے میں بتایا نہیں --- درویش نے کہا، بوصیری! آپ رات کو جب سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں قصیدہ سنا رہے تھے، تو میں بھی حاضر محفل تھا اور دیکھ رہا تھا کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قصیدہ سن کر جھوم رہے تھے --- [۲۵۸]

Marfat.com

اس واقعہ کے بعد قصیدہ بردہ اور امام بوصیری کو وہ عزت، شہرت اور شان وشوکت نصیب ہوئی کہ ان کا اسم گرامی آتے ہی ہم ایسے طالب علموں کا تو ذکر ہی کیا، بڑے بڑے علماء ومحدثین اور عشاق مصطفیٰ کی جبینیں عقیدت ومحبت سے خم ہو جاتی ہیں---

حقیقت یہ ہے کہ اس قصیدہ کا ایک ایک شعر بلکہ ہر ہر کلمہ مستقل وظیفہ ہے، جو حل مشکلات اور نیلِ مقاصد کے لیے اکسیر کا درجہ رکھتا ہے---

وصال

امام بوصیری نے ۶۹۵ھ میں وصال فرمایا---[۲۵۹]

مزار مبارک اسکندریہ میں آپ کے شیخ حضرت ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارکہ سے چند قدم کے فاصلے پر ہے--- جمعہ اور خاص مواقع پر قصیدہ بردہ شریف کے ختم کا حلقہ ہوتا ہے---

ایک پرلطف جملہ

امام بوصیری کے دربار پر حاضری دے کر باہر آئے تو یہاں ایک بچہ ریڑھی پر سودا بیچ رہا تھا، ریڑھی پر ایک پُرلطف جملہ درج تھا، جس نے بہت ذوق دیا، ہمارے ہاں ریڑھیوں پر عامیانہ اشعار اور سوقیانہ جملے درج ہوتے ہیں، کیا ہی اچھا ہو کہ ایسا بامعنی جملہ درج کیا جائے کہ پڑھنے والا متاثر ہوئے بلکہ عمل کیے بغیر نہ رہ سکے---

ریڑھی پر درج تھا:

Marfat.com

صَلِّ عَلَى الْحَبِيْب---قَلْبُكَ يَطِيْب

"حبیب پاک ﷺ پر درود پڑھیں، آپ کا دل خوش ہو جائے گا"---

بارش

امام بوصیری کے مزار سے باہر نکلے تو بارش شروع ہو گئی---مصر میں بارش بہت کم ہوتی ہے اور اگر ہو تو صرف چند چھینٹے---تھوڑی دیر بعد بارش تھم گئی، بس چھڑکاؤ سا ہوا، جس سے موسم مزید خوش گوار ہو گیا--- یہاں کے لوگ پاکستان جیسی موسلا دھار بارش دیکھ لیں تو سیلاب سمجھ کر ڈر جائیں، ممتاز سدیدی صاحب نے بتایا کہ فیصل مسجد اسلام آباد کی یونی ورسٹی میں ہمارے ایک مصری استاذ تھے، پہلی مرتبہ انہوں نے پاکستان کی بارش دیکھی، سہم گئے، کھڑکیاں دروازے بند کر لیے، دوستوں کو فون کیے اور چیخے چلائے کہ پھنس گیا ہوں، یہاں سے کیسے نکلوں؟---انہیں بارش (جسے وہ سیلاب سمجھ رہے تھے) کی وجہ سے عمارت کے منہدم ہو جانے کا خطرہ تھا---

✿✿✿✿✿

Marfat.com

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ

ٹیکسی میں سوار ہو کر شہر کے ایک پر رونق حصے میں گئے، یہاں صحابی رسول حضرت سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے---

آپ کا شمار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشاہیر صحابہ میں ہوتا ہے---اسم گرامی عویمر ہے، ولدیت میں اختلاف ہے، آپ کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کے ساتھ تھا[۲۶۰] نام سے زیادہ کنیت "ابوالدرداء" مشہور تھی، درداء آپ کی صاحبزادی تھیں---[۲۶۱]

آپ جنگ بدر کے روز مشرف بہ اسلام ہوئے، جنگ میں عدم شمولیت کے باوجود حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کو جنگ بدر میں شامل ہونے والے صحابہ کے برابر حصہ عطا فرماتے---[۲۶۲]

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو آپ کا بھائی بنایا---
بعثت نبوی سے پہلے آپ تاجر تھے، پھر تجارت سے دل اچاٹ ہو گیا اور تمام تر توجہ عبادت کی طرف ہو گئی---

عالم، فقیہ، عابد

آپ بہت بڑے عالم، فقیہ، عابد اور قاری تھے--- آپ ان چار صحابہ میں سے تھے، جن سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنے احباب کو علم حاصل کرنے کی وصیت کی تھی---[۲۶۳]

آپ کو قرآن کریم جمع کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوالدرداء، معاذ، زید بن ثابت اور ابوزید رضی اللہ عنہم نے قرآن کریم کو جمع کیا---

حضور ﷺ کے ارشادات سے بھی آپ کی فضیلت کا پتا چلتا ہے، حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

اَبُوْ بَکْرِ الصِّدِّیْقُ اَرَقُّ اُمَّتِیْ وَ اَرْحَمُھَا وَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ خَیْرُ اُمَّتِیْ وَ اَعْدَلُھَا وَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ اَحْیَا اُمَّتِیْ وَ اَکْرَمُھَا وَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اَلَبُّ اُمَّتِیْ وَ اَشْجَعُھَا وَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اَبَرُّ اُمَّتِیْ وَ اٰمَنُھَا وَ اَبُوْذَرٍّ الْغِفَارِیُّ اَزْھَدُ اُمَّتِیْ وَ اَصْدَقُھَا وَ اَبُوالدَّرْدَاءِ اَعْبَدُ اُمَّتِیْ وَ اَتْقَاھَا---[۲۶۴]

"میری امت میں ابوبکر صدیق سب سے نرم دل اور مہربان ہیں، عمر بن خطاب سب سے بہتر اور زیادہ عادل ہیں، عثمان بن عفان سب سے بڑھ کر صاحب حیا اور صاحب سخا ہیں، علی بن ابی طالب سب سے زیادہ

Marfat.com

عقل منداور بہادر ہیں، عبداللہ بن مسعود سب سے زیادہ صالح اور ایمان دار ہیں، ابوذر غفاری سب سے بڑے زاہد اور سچے ہیں اور ابوالدرداء سب سے زیادہ عبادت گزار اور متقی ہیں"---

ایک اور موقع پر آقا ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ حَكِيْمًا وَحَكِيْمُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوالدَّرْدَاءِ---

"ہر امت میں ایک دانا اور صاحب حکمت شخص ہوتا ہے اور اس امت کے حکیم (دانا) ابوالدرداء ہیں"---[۲۶۵]

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو دمشق کا قاضی (جسٹس) مقرر فرمایا اور گورنر کی عدم موجودگی میں حکومتی فرائض بھی آپ ہی ادا کرتے---[۲۶۶]

آپ کے حکمت و معرفت سے لبریز واقعات اور ملفوظات نہایت ایمان افروز ہیں، جن کا تذکرہ ان شاء اللہ تعالیٰ "سفر محبت جلد۲" میں تفصیل سے کیا جائے گا---

ملفوظات

آپ کے حکمت بھرے چند اقوال زریں درج ذیل ہیں:

- تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِنْ قِيَامِ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً---"(معرفت الٰہیہ میں) ایک گھڑی کا غور و فکر چالیس راتوں کی عبادت سے بہتر ہے"---
- اگر تم موت کے بعد کا منظر دیکھ لیتے تو کھانا پینا چھوڑ بیٹھتے---کاش میں درخت ہوتا، جسے کاٹ کر کھالیا جاتا اور حساب کے مرحلہ سے خلاصی ہو جاتی---
- جس کی زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے (یعنی یاد الٰہی سے غافل نہ ہو) وہ مسکراتا ہوا جنت میں داخل ہوگا---

Marfat.com

● مومن کے اعضا میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب زبان ہے، سو اس کی حفاظت کرو تا کہ یہ جہنم سے محفوظ رہے---[۲۶۷]

وصال

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا وصال ۳۲ھ میں ہوا---مشہور روایات کے مطابق آپ کا مزار دمشق میں ہے، البتہ مصر میں آپ کی تشریف آوری کا ثبوت ملتا ہے---علامہ سیوطی نے تحریر کیا ہے کہ آپ فاتحین مصر میں شامل ہیں---[۲۶۸]

ممکن ہے قیام مصر کے دوران آپ اسکندریہ میں کچھ عرصہ ٹھہرے ہوں اور اب یہاں جس جگہ آپ سے منسوب قبر ہے، یہ دراصل آپ کا مقام ہو--- وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ بِحَقِیْقَةِ الْحَال

اس قدر عظیم شخصیت کا مزار نہایت سادہ ہے اور اس پر ایک سبز رنگ کا پرانا غلاف ڈالا گیا ہے، مصر میں اہل بیت کرام کے چند مزارات کے علاوہ اکثر مزارات کی حالت توجہ طلب ہے---

سیدی عبدالرزاق الوفائی رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے مزار سے حاضری دے کر ٹریفک کے ہجوم کو چیرتے ہوئے سیدی عبدالرزاق کے مزار پر حاضر ہوئے، یہ قدرے بلندی پر واقع ہے---مزار مبارک مسجد کے ایک گوشے میں ہے---

۞۞۞۞۞

Marfat.com

حضرت دانیال اور حضرت لقمان کے مزارات

سیدی عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد کے خطیب صاحب سے حضرت دانیال علیہ السلام کے مزارِ مقدس کا پتا پوچھا؟--- انہوں نے ہمارے ساتھ خادم کو رہنمائی کے لیے بھیجا، مسجد کے متصل ہی ایک قدیم حجرہ ہے، جس میں کنوئیں کی طرح نیچے گہرائی میں دو مزارات نظر آئے، بتایا گیا کہ ایک حضرت دانیال علیہ السلام کا، جب کہ دوسرا حضرت لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے---

اوپر سے کھڑے ہو کر فاتحہ خوانی کی، پھر لکڑی کی سیڑھی کے ذریعے نیچے اترے---

Marfat.com

عمارت نہایت قدیم ہے، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اوپر سے گنبد کو گرا کر دوسری منزل (جو باہر کی زمین کے لحاظ سے پہلی ہی منزل ہے) پر حجرہ بنا کر اس کے اوپر گنبد تعمیر کیا گیا ہے، مرورِ زمانہ سے گردو پیش کی جگہ بھرتی کی وجہ سے اتنی بلند ہوگئی کہ اب ان مزارات کا مقام گہرا تہ خانہ دکھائی دیتا ہے --- اس کے اندر ایک اور دروازہ ہے، جو غالباً کسی سرنگ کا دہانہ ہے --- ان مزارات پر فاتحہ خوانی ودعا کے بعد مسجد میں آئے اور نماز مغرب ادا کی ---

حضرت دانیال علیہ السلام

آپ بخت نصر بادشاہ کے زمانہ میں ہوئے ہیں، اس مقام پر آپ کی قبر کے بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا --- آپ کے حالات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ فارس کے علاقہ میں مقیم رہے، بخت نصر نے آپ کو ایک کنوئیں میں ڈلوا دیا تھا، اللہ رب العزت نے اپنے نبی حضرت ارمیاء علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ دانیال کے کھانے پینے کا اہتمام کرو، عرض کی، الٰہی! میں ملک شام میں ہوں جب کہ دانیال عراق کے علاقہ بابل میں ہیں --- فرمایا، تم سامان تیار کرو، وہاں پہنچانے کا انتظام ہو جائے گا --- چناں چہ ایک غیبی سواری کے ذریعے آپ نے بابل کے کنوئیں پر پہنچ کر حضرت دانیال علیہ السلام کو آواز دی، آپ نے پوچھا، تمھیں کس نے بھیجا ہے؟ ---

حضرت ارمیاء علیہ السلام نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے --- اس پر حضرت دانیال علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے اس حال میں یاد فرمایا ---

ابو اشعث احمری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ دَانْیَالَ دَعَا رَبَّہٗ عَزَّ وَ جَلَّ ان یَدْفُنَہٗ اُمَّۃُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ---

Marfat.com

"دانیال علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت دفن کرے"---

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دانیال کے بارے میں خبر دے، اسے جنت کی بشارت دے دینا--- چناں چہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے جب "تستر" کو فتح کیا تو وہاں حرقوص نامی ایک شخص نے حضرت دانیال علیہ السلام کے متعلق اطلاع دی---

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اس بارے لکھ بھیجا، تو آپ نے فرمایا:

حضرت دانیال علیہ السلام کو دفن کیا جائے اور اس شخص کو حسب فرمان نبوی جنت کی بشارت دے دیجیے---

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے جب حضرت دانیال علیہ السلام کی زیارت کی:

اِلْتَزَمَهٗ وَ عَانَقَهٗ وَ قَبَّلَهٗ---

"تو آپ ان کے جسد اطہر کے ساتھ چمٹ گئے، سینہ سے لگایا اور اسے بوسہ دیا"---

پھر اعزاز و اکرام سے ان کی تدفین کی---[۲۶۹]

اس علاقے کے قدیم باشندوں نے حضرت دانیال علیہ السلام کی برکات کا مشاہدہ کیا، ان کا دستور یہ تھا کہ جب بارش آنا بند ہو جاتی اور قحط سالی کا خطرہ ہوتا تو حضرت دانیال علیہ السلام کی نعش کو کھلے آسمان تلے رکھ دیتے تو بارش شروع ہو جاتی---[۲۷۰]

حضرت لقمان علیہ الرحمۃ و الرضوان

آپ کی شخصیت اور حیثیت کے بارے میں مفسرین نے متعدد اقوال نقل کیے ہیں، سیدی حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں مختصر اور جامع تشریح کی ہے:

Marfat.com

''محمد بن اسحاق نے کہا ہے کہ لقمان کا نسب یہ ہے:

لُقْمَانُ بْنُ بَاعُوْرِا بْنِ نَاحُوْرِا بْنِ تَارِخٍ---

وہب کا قول ہے کہ حضرت لقمان حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے تھے---

مقاتل نے کہا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی خالہ کے فرزند تھے--- واقدی نے کہا کہ بنی اسرائیل میں قاضی تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ ہزار سال زندہ رہے اور حضرت داوَد علیہ السلام کا زمانہ پایا، ان سے علم اخذ کیا اور ان کے زمانہ میں فتویٰ دینا ترک کر دیا اگر چہ پہلے سے فتویٰ دیتے تھے---

آپ کی نبوت میں اختلاف ہے، اکثر علماء اس طرف ہیں کہ آپ حکیم (صاحب حکمت) تھے، نبی نہ تھے'' ---[۲۷۱]

اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم وحکمت سے نوازا تھا، قرآن کریم میں ہے:

﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ﴾ ---[۲۷۲]

''اور ضرور ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی'' ---

''حکمت، عقل وفہم کو کہتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ حکمت وہ علم ہے جس کے مطابق عمل کیا جائے--- بعض نے کہا ہے کہ حکمت، معرفت اور اصابت فی الامور کو کہتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حکمت ایسی شے ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو جس کے دل میں رکھتا ہے اس کے دل کو روشن کر دیتی ہے'' ---[۲۷۳]

لقمان حکیم کو حکمت کیسے ملی؟

ایک دن حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ کے گرد لوگ جمع تھے، آپ انھیں نصیحت کر رہے تھے، اسی اثنا میں بنی اسرائیل کا ایک سردار ان کے پاس سے گزرا اور کہا، تم وہ سیاہ فام

Marfat.com

شخص نہیں ہو، جو فلاں علاقہ میں بکریاں چرایا کرتا تھا؟---حضرت لقمان نے کہا، کیوں نہیں؟---اس نے پوچھا پھر تمھیں یہ حکمت و دانائی کیسے مل گئی؟---آپ نے کہا:

''سچ بولنے سے، امانت داری سے اور فضول باتوں کو چھوڑنے سے''---

[۲۷۴]

عقل و دانش کا امتحان

لقمان حکیم اپنے مالک کی بکریاں چرایا کرتے تھے، ایک دن اس نے ان کی عقل و دانش کا امتحان لینے کے لیے کہا، لقمان! بکری ذبح کرو اور اس کے گوشت میں سے دو ٹکڑے میرے پاس لے آؤ، جو سب سے اعلیٰ ہوں---انھوں نے بکری ذبح کی، اس کی زبان اور دل نکال کر مالک کی خدمت میں پیش کر دیے---

ایک روز پھر مالک نے کہا، جاؤ، بکری ذبح کر کے اس کے دو بدترین عضو میرے پاس لاؤ---چناں چہ پھر دل اور زبان لا کر اس کے سامنے رکھ دیے---اس نے حکمت پوچھی تو آپ نے فرمایا، اگر یہ دونوں عضو، دل اور زبان پاکیزہ ہوں تو ان سے اعلیٰ اور پاکیزہ عضو اور کوئی نہیں اور اگر یہ بگڑ جائیں تو ان سے برا کوئی عضو نہیں---[۲۷۵]

زِرہ

لقمان حکیم حضرت داؤد علیہ السلام کی صحبت میں طویل عرصہ رہے، حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے لوہے کو موم کر دیا تھا---آپ رزق حلال کے حصول کے لیے زرہ بنایا کرتے تھے---لقمان حکیم نے جب پہلی مرتبہ انھیں زرہ بناتے دیکھا تو دل میں

Marfat.com

کئی بار یہ خیال آیا کہ اس صنعت کے بارے میں دریافت کریں کہ کیا چیز بنائی جا رہی ہے مگر یہ سوچ کر خاموش ہو جاتے کہ اس سوال کا کوئی فائدہ نہیں ہے، حتی کہ ایک روز جب زرہ مکمل ہوئی تو حضرت داؤد علیہ السلام نے اسے پہن کر خود ہی بتا دیا کہ یہ جنگ وحرب کے لیے مفید لباس ہے---[۲۷۶]

پند ونصائح

حضرت لقمان حکمت آمیز گفتگو فرماتے--- آپ نے اپنے بیٹے کو جو نصیحتیں فرمائیں، ان میں سے بعض کا ذکر قرآن حکیم کی سورہ لقمان میں بھی ہے:

﴿یا بُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ﴾---[۲۷۷]

"اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا، بے شک شرک کرنا ضرور بہت بڑا ظلم ہے"---

﴿یا بُنَیَّ اِنَّھَا اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَۃٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِھَا اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ٥﴾---

"(لقمان نے کہا) اے میرے پیارے بیٹے! اگر ایک رائی کا دانہ کسی چٹان میں ہو یا آسمانوں میں یا زمینوں میں، تو اللہ اس کو لے آئے گا، بے شک اللہ ہر باریکی کا جاننے والا ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے"---

﴿یا بُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَا اَصَابَکَ اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ٥﴾---

"اے میرے پیارے فرزند! تم نماز کو قائم رکھنا اور نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اور تم کو جو مصیبت پہنچے اس پر صبر کرنا، بے شک یہ بڑی

Marfat.com

ہمت کے کام ہیں''---

﴿وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ﴾---

''اور لوگوں سے تکبر کے ساتھ اپنا چہرہ نہ پھیرنا اور نہ زمین میں اکڑتے ہوئے چلنا، بے شک اللہ کسی اکڑنے والے متکبر کو پسند نہیں کرتا''---

﴿وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ﴾---[۲۷۸]

''اور اپنی رفتار درمیانہ رکھنا اور اپنی آواز پست رکھنا، بے شک تمام آوازوں میں سب سے بری آواز گدھے کی ہے''---

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا اور بیوی دونوں کافر تھے، آپ انھیں مسلسل نصیحت کرتے رہے، حتی کہ وہ دونوں مسلمان ہو گئے---[۲۷۹]

حکمت بھری نصیحتیں

خطیب شربینی نے اپنی تفسیر سراج منیر میں لقمان حکیم کی طرف منسوب نصائح کو ذکر کیا ہے، جو بلاشبہ خزینہ حکمت اور گنجینہ معرفت ہیں--- آپ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا، اے میرے بیٹے!

- اللہ کے تقویٰ کو اپنی تجارت بنا، بغیر سرمایہ مال کے تجھ کو نفع حاصل ہوگا---
- جنازوں پر حاضر ہوا کر اور شادیوں کی محفل میں مت جایا کر، کیوں کہ جنازے تجھ کو آخرت کی یاد دلائیں گے اور شادی کی محفلیں تجھ کو دنیا یاد دلائیں گی---
- پیٹ بھر کر نہ کھانا--- زیادہ کھانے سے بہتر ہے کہ تم فالتو کھانا کتے کے سامنے

Marfat.com

ڈال دو---

- مرغ کو دیکھ کہ صبح کو اٹھ کر اذان دیتا ہے اور تو بستر پر پڑا سویا رہتا ہے، لہٰذا مرغ سے زیادہ عاجز نہ بن---
- توبہ میں تاخیر نہ کر، کیوں کہ موت اچانک آتی ہے---
- جاہل سے دوستی نہ کر، کیوں کہ دیکھنے والا یہ سمجھے گا کہ تو بھی اس کے عمل اور طریقہ سے راضی ہے---
- اللہ سے ڈرتا رہ اور اس کے تقویٰ کو لازم پکڑ مگر اس طرح رہ کہ لوگوں پر تیرا تقویٰ ظاہر نہ ہو اور لوگ یہ سمجھ کر تیرا اکرام کریں کہ یہ شخص اللہ سے ڈرتا ہے، حالاں کہ اندر سے تیرا دل بدکار ہو---
- خاموشی کو لازم پکڑ، خاموشی پر کبھی تجھ کو ندامت نہ ہوگی، کیوں کہ اگر تیرا کلام چاندی کا ہے تو تیری خاموشی خالص سونا ہے---
- شر سے علیحدہ اور دور رہ، ایک شر دوسرے شر کا خلیفہ ہوتا ہے---
- شدت غضب سے پرہیز کرنا، کیوں کہ شدت غضب دل کو خراب کر دیتا ہے اور اس سے دل کا نور مٹ جاتا ہے---
- علماء کی مجلس کو لازم پکڑ اور حکماء کا کلام سنا کر، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نور حکمت سے مردہ دلوں کو زندہ کر دیتا ہے جیسا کہ مردہ زمین کو بارش سے زندہ کرتا ہے---
- جو جھوٹ بولتا ہے اس کے چہرے کی رونق ختم ہو جاتی ہے---
- جس آدمی کا اخلاق اچھا نہیں ہوتا اس کی پریشانیاں بڑھ جاتی ہیں---
- چٹان کو اپنی جگہ سے منتقل کرنا کسی بے وقوف کو سمجھانے سے زیادہ آسان ہے---
- کسی نادان اور بے عقل کو ایلچی بنا کر نہ بھیج اور اگر تجھ کو کوئی دانا میسر نہ آئے تو خود چلا جا----

Marfat.com

- لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں علم اور حلم والے کی آنکھ ٹھنڈی نہ ہوگی---
- وہ مجلس اختیار کر جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہو، کیوں کہ اگر تو عالم ہے تو تجھے یہ نفع دے گا، جاہل ہے تو تو دوسروں کے علم سے مستفید ہوگا اور ذکر کرنے والوں پر جو اللہ کی رحمت آئے گی اس میں سے تو بھی حصہ پائے گا اور اس مجلس میں نہ بیٹھنا جہاں اللہ کا ذکر نہ ہو، کیوں کہ اگر ان پر کوئی غضب الٰہی نازل ہوا تو ان کے ساتھ تو بھی اس میں پس جائے گا---
- چاہیے کہ تیرا کھانا صرف متقی اور پرہیز گار لوگ کھائیں، برے لوگوں کو اپنا کھانا نہ کھلا---
- اہل علم اور اہل فہم سے مشورہ کر---
- دنیا بحر عمیق ہے، یعنی بڑا گہرا دریا ہے، جس میں بہت لوگ غرق ہو گئے، پس اگر تو نجات چاہتا ہے تو اللہ کے تقویٰ کو اپنی کشتی بنا، اس کو ایمان کے سامان سے بھر لے اور اللہ پر توکل اس کا لنگر بنا دے تو امید ہے کہ تو ڈوبنے سے بچ جائے گا---
- میں نے بڑے بڑے پتھر اور بڑے بڑے لوہے اٹھائے ہیں مگر برے پڑوسی سے زیادہ کسی کو ثقیل اور بوجھل نہیں پایا---
- میں نے بڑی بڑی تلخیاں چکھی ہیں مگر فقیری اور محتاجی سے بڑھ کر کوئی تلخ چیز نہیں دیکھی---
- تو ان لوگوں میں سے نہ ہونا، جو اپنی تعریف کے طلب گار رہتے ہیں---
- جب علم حاصل کر لے تو اس پر عمل کرنے کی بھی پوری کوشش کر---
- علماء اور صلحاء کی صحبت لازم پکڑ اور ان کے سامنے دوزانو بیٹھا کر، کیوں کہ اللہ تعالیٰ دلوں کو نور حکمت سے اس طرح زندہ کر دیتا ہے جس طرح مردہ زمین کو بارش سے---
- جب کسی سے دوستی کرنا مقصود ہو تو پہلے اس کا امتحان کر لو کہ وہ غصہ کی حالت میں

Marfat.com

تمھارے ساتھ کیا برتاؤ کرتا ہے--- اگر انصاف کرتا ہے تو دوستی کے لائق ہے ورنہ اس سے پرہیز کرنا---

- جب سے تو دنیا میں آیا ہے تو تیری پشت دنیا کی طرف ہے اور منہ آخرت کی طرف، پس جس گھر کی طرف تو جا رہا ہے وہ اس گھر سے کہیں زیادہ قریب ہے جس سے تو دور ہوتا جا رہا ہے---
- قرض سے بچنا، قرضہ دن میں ذلت اور رات میں فکر اور غم کا باعث ہے---
- اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار رہ لیکن یہ امید تجھے گناہوں پر دلیر نہ کرے اور اللہ سے ہمیشہ ڈرتا رہ مگر اس کی رحمت سے مایوس نہ ہو جانا--- [۲۸۰]

حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادے (جن کا نام انعم یا اشکم تھا) کو جو پند و نصائح فرمائے، وہ آج کے اس بگڑے ہوئے معاشرے کو سنوارنے کے لیے رہنما اصولوں کی حیثیت رکھتے ہیں---

جامع کلمات

حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں چار ہزار انبیاء کرام علیہم السلام کی خدمت میں رہا، ان کی تعلیمات میں سے ان کلمات کو میں نے اپنے لیے چن لیا:

''نماز میں قلب کی، دسترخوان پر حلق و شکم کی، کسی کے گھر جانا ہو تو آنکھوں کی اور مجلس میں زبان کی حفاظت کر---

دو چیزوں کو ہمیشہ یاد رکھ یعنی اللہ تعالیٰ اور اپنی موت کو اور دو چیزوں کو بھلا دیا کر: کسی پر احسان اور دوسرے کی زیادتی--- [۲۸۱]

Marfat.com

حاضر جوابی

لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا، تم کتنے بدصورت ہو! آپ نے فرمایا:
''تم نقش میں عیب نکال رہے ہو یا نقاش میں؟''---[۲۸۲]

قبر

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت لقمان کی قبر رملہ (فلسطین) میں ہے---
وہاں ستر انبیاء کرام علیہم السلام مدفون ہیں---[۲۸۳]
اسکندریہ میں ممکن ہے آپ تشریف لائے ہوں اور یہاں آپ کا ''مقام'' ہو---
بہر حال اہل اللہ کا جسد اطہر جہاں کہیں بھی ہو، زائرین و متوسلین ان کی برکات سے محروم نہیں رہتے---

سیدی جابر انصاری

حضرت دانیال علیہ السلام اور حضرت لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات پر فاتحہ خوانی و دعا کے بعد گاڑی پر سوار ہو کر قریب ہی ایک اور بزرگ حضرت جابر انصاری قدس سرہ کے مزار پر حاضری دی---

سیدی جابر کا سلسلہ نسب صحابی رسول حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے---
ان کے حالات ابھی نظر سے نہیں گزرے---۱۹۹۶ء میں ان کی ایک عجیب کرامت دیکھی،

Marfat.com

ہم اسکندریہ کی زیارات سے فارغ ہوئے تو مغرب کے بعد اندھیرا پھیل چکا تھا--- ڈرائیور واپسی کے لیے بے قرار تھا، جب کہ ہمارا اصرار تھا کہ سیدی جابر کے ہاں لے چلو--- ڈرائیور نے صاف انکار کر دیا اور اسکندریہ سے مصر کے لیے روانہ ہو گیا--- کوئی نصف گھنٹہ تک پھرتا رہا مگر واپسی کا راستہ نہ ملا، اسی اثنا میں ایک جگہ ہماری نظر پڑی تو سامنے سیدی جابر کا مزار تھا اور آپ کا نام بھی درج تھا--- اب ڈرائیور کے لیے رکنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا، تسلی سے حاضری دے کر ٹیکسی میں سوار ہوئے تو بلا رکاوٹ قاہرہ جانے والے سیدھے راستے پر جا لگے---

اس زیارت کے بعد ہم واپس قاہرہ کی جانب روانہ ہو گئے---

Marfat.com

زیارات قاہرہ

طویل سفر سے رات گئے واپسی ہوئی تھی، اس لیے نماز فجر ادا کر کے احباب پھر سو گئے اور میں ''حسن المحاضرہ فی اخبار مصر و القاہرہ'' کے مطالعے میں مصروف ہو گیا--- اس کتاب کی عرصہ سے تلاش تھی، چند ماہ قبل کراچی جانا ہوا تو وہاں کے مکتبوں سے نہ مل سکی، اب کے مکتبہ عباسیہ کراچی سے ایک نسخہ دستیاب ہوا، مگر وہ نوسو روپے مانگ رہے تھے، جو زیادہ لگے، ادھر قاہرہ کے متعدد کتب خانوں سے پتا کیا، صرف دو کتب خانوں میں کتاب موجود تھی، ایک جگہ قیمت زیادہ تھی مگر ایک اور مکتبہ والے نے پہلے چالیس پونڈ بتائے مگر بالآخر ۳۵ پونڈ مصری (۵۶۰/روپے پاکستانی) پر رضامند ہو گیا---

دو جلدوں پر محیط اس کتاب میں علامہ سیوطی نے تفصیل کے ساتھ مصر کی تاریخ، مساجد، مدارس، عجائبات اور دیگر ضروری معلومات کی تفصیل مہیا کی ہے--- مرورِ زمانہ سے اب ان میں سے بہت سی چیزوں کا پتا نہیں چلتا---

میں مطالعے میں محو تھا، وقت گزرنے کا احساس نہ ہوا اور پتا اس وقت چلا جب اکرم صاحب نے دروازہ پر دستک دی--- ساڑھے دس بج چکے تھے، انھیں ایک اور

Marfat.com

ضروری کام جانا تھا، دو بجے آنے کا وعدہ کیا، ہم تیار ہو کر نیچے اترے، الحسین حاضری دی، کافی دیر تک روضہ مبارکہ کے اندر ٹھہرے، یہیں نماز ظہر ادا کی--- پھر ہوٹل واپس آئے، ہوٹل کے قریب ہی مچھلی کی ایک دوکان تھی، یہاں سے تازہ مچھلی خرید کر اس کا پیٹ چاک کرایا، اچھی طرح صاف کروانے کے بعد حسب ذائقہ نمک وغیرہ لگوا کر تلنے کے لیے کہا--- یہ احتیاط اس لیے کی کہ یہاں مچھلی کو صاف کرنے کا رواج نہیں، پیٹ کی غلاظت، سر اور آنکھوں سمیت ہی کھا جاتے ہیں---

قریب ہی ایک دوکان سے روٹی خریدی--- یہاں عام طور پر دو طرح کی روٹی ملتی ہے، ایک سفید رنگ کی، جسے آدھا کاٹ کر اس میں سلاد وغیرہ بھر دیتے ہیں اور بطور سینڈوچ استعمال کرتے ہیں، ایسی دوکانوں پر سندوشات لکھا ہوتا ہے--- دوسری قسم کی روٹی کا رنگ سرخی مائل اور اوپر چھان لگا ہوتا ہے، یہ روٹی ہمیں کچھ بہتر لگی--- روٹی اور مچھلی نے بہت مزہ دیا---

کھانے سے فراغت کے بعد عصر کی نماز ادا کی، اس دوران اکرم صاحب ہوٹل پہنچ گئے، ان کی معیت میں مصر کے قدیم علاقے ''قرافہ'' میں گئے---

روضہ امام شافعی رضی اللہ عنہ

قرافہ مصر کا نہایت پس ماندہ علاقہ ہے، یہاں بہت سے اساطین علم و معرفت کے مزارات ہیں، تاہم اس علاقہ کی پہچان سیدنا امام شافعی رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے، آپ سے منسوب خوب صورت مسجد کے ساتھ ہی عالی شان اور فن تعمیر کا شاہکار آپ کا روضہ مبارکہ ہے، ایک دروازہ مسجد کے اندر سے اور دوسرا دروازہ باہر مین روڈ پر کھلتا ہے---

✿✿✿✿✿

Marfat.com

امام شافعی رضی اللہ عنہ

امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی کا تعلق خاندان قریش سے ہے، حضرت عبد مناف پر جا کر نسب نامہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل جاتا ہے--- آپ اپنے جد اعلیٰ حضرت شافع بن سائب رضی اللہ عنہما کی نسبت سے شافعی کہلائے--- ۱۵۰ھ میں غزہ، عسقلان، یمن یا منیٰ میں پیدا ہوئے--- [۲۸۴]

دو سال کے تھے کہ مکہ مکرمہ لے جائے گئے اور وہیں آپ نے پرورش پائی--- بچپن میں یتیم ہو گئے، آپ کی والدہ نے نہایت تنگی اور فقر و فاقہ کی حالت میں ان کی پرورش کی---

تعلیم و تربیت

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید اور دس سال کی عمر میں

Marfat.com

موطا امام مالک حفظ کر لیا [۲۸۵] بچپن ہی سے علماء کی صحبت میں بیٹھنے کا اشتیاق تھا، جو کچھ سنتے، تحریر کر لیتے، غربت اور تنگ دستی کی وجہ سے کاغذ خریدنے سے قاصر تھے، اس لیے ہڈیوں پر لکھ کر محفوظ کر لیتے، ان ہڈیوں سے کئی خیمے بھر گئے --- مکہ مکرمہ میں مسلم بن خالد زنجی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور پھر مدینہ منورہ آ کر امام مالک رضی اللہ عنہ سے درس حدیث لیا ---

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے تقویٰ کی وصیت فرمائی اور پیش گوئی کی کہ اللہ تعالیٰ تجھے بہت بڑا مرتبہ عطا فرمائے گا --- کچھ عرصہ یمن میں گزارا، پھر عراق تشریف لائے اور سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگردِ رشید حضرت امام محمد بن حسن قدس سرہ العزیز سے شرفِ تلمذ حاصل کیا --- [۲۸۶]

امام شافعی رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں:

اَمَنُّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي الْفِقْهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ --- [۲۸۷]

"امام محمد بن حسن کا فقہ میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان ہے" ---

پندرہ سال کی عمر میں امام شافعی رضی اللہ عنہ کو اساتذہ نے فتویٰ دینے کی اجازت دی --- ۱۹۵ھ میں بغداد آئے اور یہاں قیام کے دوران میں اپنی قدیم کتابیں تحریر کیں، مصر جا کر آپ نے کتاب الام وغیرہ جدید کتب تحریر کیں --- [۲۸۸]

علمی جاہ و جلال

تحصیلِ علم کے بعد تصنیف و تالیف اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا، ۱۹۹ھ میں جب مصر پہنچے تو آپ کی شہرت اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ اطراف و اکناف سے لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے تھے ---

Marfat.com

ربیع بن سلمان کہتے ہیں:

میں نے آپ کے دروازہ پر علمی استفادہ کرنے والوں کی سات سات سو سواریوں کو کھڑا پایا---

امام شافعی نے کئی کتب تصنیف کیں مگر عجز وانکسار اور شہرت سے بے نیازی کا یہ عالم، کہ فرماتے لوگ میری کتابوں اور علم سے مستفید ہوں مگر ایک لفظ بھی میری طرف منسوب نہ ہو---[۲۸۹]

آپ اکثر استنباط مسائل میں منہمک رہتے، سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ آپ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور کثرت سے ان کے اوصاف حسنہ بیان کرتے، آپ کی صاحبزادی کو، جو نہایت عابدہ صالحہ تھیں، یہ اوصاف سن کر امام شافعی کی زیارت کا اشتیاق ہوا---ایک مرتبہ امام شافعی، امام احمد بن حنبل کے ہاں مہمان ٹھہرے، امام احمد شب بھر عبادت میں منہمک رہے، مگر امام شافعی چت لیٹے رہے، امام احمد رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے اپنے والد گرامی سے کہا، آپ نے تو بڑی تعریف کی تھی مگر یہ حضرت تو شب بھر سوئے رہے، نہ کوئی عبادت نہ وظیفہ؟---صبح ہوئی تو امام احمد نے پوچھا، حضرت رات کیسے بسر ہوئی؟---فرمایا، یہ رات نہایت پاکیزہ اور بابرکت تھی، میں نے لیٹے لیٹے ایک سو مسائل مرتب کیے ہیں اور لوگوں کے منافع کے لیے شب بھر سوچتا رہا ہوں---امام شافعی رخصت ہوئے تو آپ نے اپنی صاحبزادی سے فرمایا کہ امام شافعی کا عمل میرے عمل سے بدرجہا بہتر اور نافع ہے---[۲۹۰]

علم وعلماء کے بارے اقوال

آپ علم واخلاص پر بڑا زور دیتے، آپ کا فرمان ہے:

Marfat.com

مَن اَرَادَ الاٰخِرَةَ فعلیہِ بِالاخلاصِ فی العِلمِ ---

"جو شخص آخرت کی سعادت چاہتا ہو اسے چاہیے کہ علم میں اخلاص و للّٰہیت سے کام لے"---

اخلاص علم میں خود ان کی اپنی حالت یہ تھی کہ کئی علمی مناظرے کیے مگر خود فرماتے ہیں:

"مناظرے میں مدمقابل کو عاجز کرنا مقصود نہیں بلکہ میری خواہش یہ ہوتی ہے کہ حق واضح ہو جائے"---

- طَلَبُ العِلْمِ اَفضَلُ مِن صَلاۃِ النَافِلَۃ---

"علم حاصل کرنا نفلی نماز سے زیادہ افضل ہے"---

- مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ بِعِزِّ نَفْسٍ لَمْ یُفلِحْ وَ مَنْ طَلَبَہٗ بِذِلِّ النَّفْسِ و خِدْمَۃِ الْعُلَمَاءِ اَفْلَحَ---

"جو شخص عزت نفس کو قائم رکھتے ہوئے علم حاصل کرنا چاہے اسے کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی، کامیاب وہ رہے گا جو نفس کو ذلیل کر کے عجز و انکسار سے علماء کی خدمت بجالاتے ہوئے علم حاصل کرے"---

- جَمَالُ الْعُلَمَاءِ کَرَمُ النَّفْسِ وَ زِیْنَۃُ الْعِلْمِ الوَرْعُ وَ الْحِلْمُ---

"علماء کا جمال سخاوت نفس اور علم کی زینت حلم اور ورع سے ہے"---

- "علم وہ نہیں جسے یاد کیا جائے بلکہ علم وہ ہے جو (بوقت ضرورت) نفع دے"---[۲۹۱]

- لَوْ لَمْ یَکُنِ الْعُلَمَاءُ اَولِیاءَ فَلَیسَ لِلّٰہِ وَلِیٌّ مَا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلِیًّا جَاھِلاً---[۲۹۲]

"اگر علماء کرام اولیاء اللہ نہیں ہوتے تو پھر کوئی شخص اللہ کا ولی نہیں ہے کیوں کہ وہ جاہلوں کو اپنا دوست نہیں بناتا"---

Marfat.com

عبادت وریاضت

آپ رات کو تین حصوں میں تقسیم کرتے، ایک حصہ تصنیف وتالیف کے لیے، دوسرا حصہ نفلی نماز کے لیے وقف کر رکھا تھا، جب کہ تیسرے حصہ میں انتہائی قلیل وقت سونے میں گزارتے --- روزانہ ایک قرآن کریم ختم کرتے --- آپ فرماتے کہ میں نے کبھی سچی یا جھوٹی قسم نہیں کھائی --- جمعہ کو غسل فرماتے اور اس میں کبھی ناغہ نہ ہونے دیتے، خواہ کتنی ہی سردی کیوں نہ ہوتی --- کبھی سیر ہو کر کھانا نہ کھایا، کیوں کہ بسیار خوری سے بدن بھاری، دل سخت اور ذکاوت زائل ہو جاتی ہے ---

آپ یادالٰہی سے غافل نہ ہوتے اور فرماتے: افسوس لوگوں نے سورۂ عصر کے مضامین پر غور نہیں کیا کہ غافل انسان کتنے بڑے خسارے میں ہے --- اتباع سنت کا بہت لحاظ فرماتے --- آپ بہت سے امراض میں مبتلا تھے، خصوصاً بواسیر کی تکلیف بہت زیادہ تھی، اس سے خون رستا، مگر بایں ہمہ علمی کاموں میں فرق نہ آنے دیتے، نیچے ٹپ رکھ لیتے اور حدیث پڑھاتے رہتے --- درمیانہ لباس زیب تن کرتے، کبھی ایک ہی چادر لپیٹ لیتے --- [۲۹۳]

ایک خواب

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بچپن میں ایک خواب دیکھا کہ باب مدینۃ العلم سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے مصافحہ فرمایا اور اپنی انگشتری اتار کر مجھے پہنادی، میرے چچا نے اس خواب کی تعبیر کی کہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے مصافحہ کا مطلب

Marfat.com

عذاب سے امان ہے اور اپنی انگوٹھی پہنانے کا مفہوم یہ ہے کہ جہاں جہاں حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہرت ہے، وہاں تمہاری شہرت بھی ہوگی---[۲۹۴]

حاضر جوابی

آپ بہت زیرک اور حاضر جواب تھے، ایک بار پوچھا گیا کہ دو ایسے شخصوں کے بارے میں آپ کا کیا فتویٰ ہے، جنھوں نے ایک عورت سے نکاح کا ارادہ کیا، لیکن وہ عورت ایک کے لیے حلال اور دوسرے کے لیے حرام ہے، حالاں کہ وہ اس کی محرم بھی نہیں ہے---آپ نے جواب دیا کہ ان دو شخصوں میں سے ایک شخص کی چار بیویاں ہیں، اس لیے اب یہ پانچویں عورت اس کے لیے حرام ہے---جب کہ دوسرے شخص کے لیے حلال ہے---

ایک دفعہ سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک سر بمہر تھیلی دی اور کہا کہ اگر تو اسے خالی نہ کرے تو تجھے طلاق ہے مگر شرط یہ ہے کہ اسے کھولنا یا کاٹنا نہیں ہے، اب وہ طلاق سے کیسے بچ سکتی ہے؟---آپ نے فرمایا، اس تھیلی میں شکر یا نمک ہے، وہ اس تھیلی کو پانی میں رکھ دے، شکر یا نمک پانی میں حل ہو جانے کی وجہ سے تھیلی کھولے بغیر خالی بھی ہو جائے گی اور وہ عورت طلاق سے بھی محفوظ رہے گی---

ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ آپ ایسی عورت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جس نے ایک لڑکے سے ملاقات کی اور اس کو بوسہ دیتے ہوئے کہا، میں اپنی ماں پر فدا جس نے اس کی ماں کو جنم دیا، میرے شوہر کا بھائی اس کا چچا ہے، اس کا باپ میری ساس کا بیٹا ہے اور میں اس کے باپ کی بیوی ہوں---آپ نے فی الفور جواب دیا کہ وہ عورت اس لڑکے کی والدہ ہے---[۲۹۵]

Marfat.com

ذوق شعر وسخن

امام شافعی رضی اللہ عنہ صرف خشک عالم دین اور مجتہد ہی نہ تھے بلکہ ادبی وشعری ذوق بھی رکھتے تھے--- صاحبِ دیوان شاعر ہیں، آپ کے اشعار علم وحکمت، فکر آخرت اور پند ونصائح پر مبنی ہیں--- آپ کا اصل میدان حدیث وفقہ تھا، اگر تمام تر توجہ شعر وسخن کی طرف مبذول فرماتے تو شعری وادبی دنیا میں اپنی مثال آپ ہوتے، مگر ظاہر ہے یہ بات علماء کے شایان شان نہیں تھی، خود امام شافعی فرماتے ہیں:

وَلَوْ لَا الشِّعْرُ بِالْعُلَمَاءِ يَزْرِيْ
لَكُنْتُ الْيَوْمَ اَشْعَرُ مِنْ لَبِيْدٍ [۲۹۶]

''اگر شعر گوئی علماء کے لیے معیوب نہ ہوتی تو میں عہد حاضر کا لبید سے بھی بڑا شاعر ہوتا''---

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم سے محبت

حضرت امام شافعی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی سے بے حد محبت تھی، اس محبت و عشق رسول کے فروغ کے لیے آپ درود شریف بکثرت پڑھنے پر زور دیتے اور فرماتے:

اُحِبُّ لِكُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ يُّكْثِرَ مِنَ الصَّلٰوةِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم---[۲۹۷]

''مجھے یہ بات زیادہ محبوب ہے کہ ہر مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں کثرت سے درود شریف بھیجا کرے''---

Marfat.com

محبت رسول ہی کی وجہ سے، آپ ﷺ کے اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم سے بھی انھیں بڑی عقیدت تھی، جس کا اظہار کئی اشعار میں کیا:

یَا اَهْلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ حُبُّکُمْ
فَرْضٌ مِّنَ اللّٰهِ فِی الْقُرْآنِ اَنْزَلَهٗ
یَکْفِیْکُمْ مِّنْ عَظِیْمِ الْقَدْرِ اِنَّکُمْ
مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْکُمْ لَا صَلٰوةَ لَهٗ [۲۹۸]

"اے رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت! اللہ تعالیٰ نے اپنے نازل کردہ قرآن کریم میں آپ کی محبت کو فرض قرار دیا ہے، تمہاری قدر و منزلت کے لیے یہی کافی ہے کہ جو شخص تم پر درود نہ پڑھے، اس کی نماز ہی کامل نہیں ہوتی"---

محبت اہل بیت کی وجہ سے جب آپ کو موردِ الزام ٹھہرایا گیا تو برملا فرمایا:

اِنْ کَانَ رَفْضًا حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ
فَلْیَشْهَدِ الثَّقَلَانِ اَنِّیْ رَافِضِیْ [۲۹۹]

"اگر اہل بیت کی محبت کو رفض کہتے ہو تو پھر جن و انس گواہ رہیں بے شک میں رافضی ہوں"---

ادب

رسول اللہ ﷺ کی شریعت کے ہر خادم اور عالم دین سے محبت رکھتے، چناں چہ خود مجتہد اور صاحب مذہب ہونے کے باوجود امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بڑی عقیدت رکھتے، ظاہراً آپ کا زمانہ نہ پایا، کیوں کہ جس دن سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تھا، اسی دن آپ کی ولادت ہوئی تھی، مگر آپ کا معمول یہ تھا کہ جب بھی

Marfat.com

مشکل پیش آتی، حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کی قبرانور پر حاضر ہو کر دعا کرتے تو مشکل حل ہو جاتی، چناں چہ خطیب بغدادی شافعی اپنی سند کے ساتھ امام شافعی کا قول نقل کرتے ہیں:

اِنِّیْ لَاَتَبَرَّکُ وَ اَجِیْئُ اِلٰی قَبْرِہٖ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ --- یَعْنِیْ زَائِرًا --- فَاِذَا عَرَضَتْ لِیْ حَاجَۃٌ صَلَّیْتُ رَکْعَتَیْنِ وَ جِئْتُ اِلٰی قَبْرِہٖ وَ سَأَلْتُ اللّٰہَ تَعَالٰی الْحَاجَۃَ عِنْدَہٗ فَمَا تَبْعُدُ عَنِّیْ حَتّٰی تُقْضٰی --- [۳۰۰]

''میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے برکت حاصل کرنے کے لیے روزانہ آپ کے مزار مبارک پر حاضری دیتا ہوں اور (میرا معمول یہ ہے کہ) جب کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو آپ کی قبرانور پر حاضر ہو کر دو رکعت نفل ادا کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کیا کرتا ہوں تو فوراً مشکل حل ہو جاتی ہے''---

ادب کا یہ عالم تھا کہ جب امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضری دیتے تو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے طریقہ کے مطابق نماز ادا کرتے --- نہ تو بلند آواز سے تسمیہ پڑھتے اور نہ ہی فجر میں قنوت پڑھتے --- [۳۰۱]

شعرانی لکھتے ہیں:

اِنَّ الشَّافِعِیَّ تَرَکَ الْقُنُوْتَ لَمَّا زَارَ قَبْرَہٗ وَ اَدْرَکَتْہُ صَلَاۃُ الصُّبْحِ عِنْدَہٗ وَ قَالَ کَیْفَ اَقْنُتُ بِحَضْرَۃِ الْاِمَامِ وَ ھُوَ لَا یَقُوْلُ بِہٖ وَ اَنَّ الْاِمَامَ الشَّافِعِیَّ اِنَّمَا فَعَلَ ذٰلِکَ فَتْحًا لِبَابِ الْاَدَبِ --- [۳۰۲]

''حضرت امام شافعی جب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضر ہوئے اور وہاں نماز فجر ادا کی تو (اپنے طریقہ کے برعکس) دعا قنوت ترک کر دی اور کہا، ایسے امام کی بارگاہ میں کیوں کر قنوت پڑھوں جو اس کے قائل نہیں، امام شافعی کا یہ عمل محض ادب کی بنا پر تھا''---

Marfat.com

وصال

آپ نے اپنی زندگی کے آخری ساڑھے چار سال مصر میں گزارے، اہل مصر کی اکثریت اور امت مسلمہ کے ایک تہائی افراد آپ کے مقلد اور شافعی المذہب ہیں--- حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے بھرپور علمی زندگی بسر کی، کئی رسائل و کتب تصنیف کیں، جامع عمرو بن العاص کو اپنی علمی سرگرمیوں کا مرکز بنائے رکھا، بالآخر اواخر رجب المرجب ۲۰۴ھ میں شب جمعہ کو وصال فرمایا---[۳۰۳]

آخری لمحات زندگی میں رقت بھرے انداز میں یہ شعر پڑھے:

وَلَمَّا قَسَا قَلْبِیْ وَضَاقَتْ مَذَاهِبِیْ
جَعَلْتُ رَجَائِیْ نَحْوَ عَفْوِكَ سُلَّمَا
تَعَاظَمَنِیْ ذَنْبِیْ فَلَمَّا قَرَنْتُهٗ
بِعَفْوِكَ رَبِّیْ كَانَ عَفْوُكَ أَعْظَمَا [۳۰۴]

''الٰہی! جب میرا دل سخت ہو گیا اور تمام راستے بند ہو گئے، تو میں نے اپنی امید کو تیرے عفو و کرم تک رسائی حاصل کرنے کا زینہ بنا لیا، میرے گناہ تو بہت بڑے بڑے ہیں لیکن تیرا عفو و کرم میرے گناہوں کی نسبت کہیں زیادہ ہے''---

مزار مبارک

آپ کا روضہ مبارکہ نہایت خوب صورت ہے، کمرہ کے درمیان ۱۵×۱۵ کی جالی ہے،

Marfat.com

جس کی بلندی تقریباً دس فٹ ہے، یہ جالی اعلیٰ قسم کے نقش و نگار سے آراستہ ہے، اندر شیشے کی دیوار ہے جس کے وسط میں مزار مبارک ہے، جو طول و عرض میں ۱۰×۱۰ اور تقریباً سات فٹ بلند ہے---مزار کے سرہانے تقریباً دو فٹ بلند دستار کی علامت بنی ہوئی ہے، جالی پر آیات اور اشعار لکھے گئے ہیں، اسی طرح روضہ مبارکہ کے اندرونی جانب بھی تحریریں ہیں---آپ کے مزار مبارک کی جالی کے ساتھ ایک اور جالی ہے، جو طول و عرض میں ۱۰×۱۰ کی ہوگی، یہ آپ کے صدیق عبداللہ بن محمد بن حکم کا مزار ہے---ایک جانب ایک اور کٹہرے میں سلطان محمد کامل اور ملکہ شمس کے مزارات ہیں---امام شافعی کے سرہانے کی جانب آپ کے روضہ کی دیوار کے ساتھ فرش میں ایک پتھر نصب ہے، جس پر نہایت مدھم سا نشان ہے، کہا جاتا ہے کہ یہ سرکار دو عالم ﷺ کے قدم شریف کا نشان ہے---اسے بوسہ دیا اور سیدنا امام شافعی کے مزار پر کھڑے ہو کر اجتماعی فاتحہ خوانی کی، پھر فقہ و حدیث اور شریعت و طریقت کی اس عظیم شخصیت کے حضور معروضات پیش کیں اور بارگاہ الٰہیہ میں ان کے توسط سے دعا کی کہ ان کے صدقے حب رسول، حب صحابہ، قرآن و حدیث اور شریعت و طریقت کا حقیقی فہم نصیب فرمائے اور اہل اللہ کے ادب و احترام کی توفیق بخشے---آمین

✿✿✿✿✿

Marfat.com

شیخ الاسلام زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ

امام شافعی کے روضہ کے باہر راہ داری میں شیخ الاسلام حضرت زکریا انصاری قدس سرہ العزیز کا مزار مبارک ہے، یہ نویں صدی ہجری کے بزرگ، شریعت وطریقت کے ممتاز امام، نامور مصنف، جلیل القدر محدث، فقیہ اور صوفی تھے، آپ ابن حجر ہیتمی اور ممتاز مصنف اور صوفی امام شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ جیسے محققین و مصنفین اور ائمہ شریعت و طریقت کے استاد تھے--- امام شعرانی نے اپنے استاذ گرامی کا تعارف پیش کیا ہے، ابتدائی کلمات یہ ہیں:

اَحَدُ اَرْکَانِ الطَّرِیْقَتَیْنِ الْفِقْهُ وَ التَّصَوُّفُ وَ قَدْ خَدَمْتُهٗ عِشْرِیْنَ سَنَةً فَمَا رَاَیْتُهٗ قَطُّ غَفْلَةً وَ لَا اشْتِغَالَ بِمَا لَا یَعْنِیْ لَا لَیْلًا

Marfat.com

وَّ لَا نَهَارًا ....الخ---

''آپ فقہ اور تصوف دونوں طریقوں کے ستون تھے، میں بیس سال تک آپ کی خدمت میں رہا، اس پورے عرصہ میں دن یا رات کسی وقت بھی آپ کو غافل اور کسی فضول کام میں مشغول نہ پایا---آپ پیرانہ سالی کے باوجود فرائض کھڑے ہو کر ادا کرتے اور فرماتے، میں نفس کو سستی کا عادی نہیں بنانا چاہتا، جب کوئی شخص آ کر لمبی بات کرنا چاہتا تو فرماتے، جلدی ختم کرو، تم نے کتنا وقت برباد کر دیا---دوران تعلیم جب شاگرد کتاب میں کسی غلطی کی اصلاح کے لیے رکتا تو آپ اس وقفہ میں آہستہ آہستہ اللہ اللہ کا ورد کرتے رہتے''---[۳۰۵]

دورطالب علمی

حضرت شیخ الاسلام نے نہایت تنگی اور عسرت کی حالت میں تعلیم حاصل کی، خود فرماتے ہیں کہ جامع ازہر میں دوران تعلیم فاقہ کی نوبت آ جاتی تو رات کو باہر نکل کر وضو خانہ کے قریب پڑے ہوئے تربوز کے چھلکے اٹھاتا اور انہیں دھو کر بھوک مٹاتا--- اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ نے ایک چکی والے کے دل میں رحم ڈالا اور اس نے میری دیکھ بھال کی ذمہ داری لے لی، وہ میری ضروریات کا خیال رکھتے---یہ صاحب اہل کشف میں سے تھے، ایک رات انہوں نے مجھے بشارت دی کہ تم بہت عرصہ تک زندہ رہو گے، مصر کے تمام علما سے بڑھ کر تمہیں عروج ملے گا اور تمہاری زندگی میں ہی تمہارے تلامذہ شیخ الاسلام کے منصب پر فائز ہوں گے---[۳۰۶]

آپ حافظ امام ابن حجر مکی ایسے محدث اور ابن ہمام حنفی جیسے بلند پایہ فقیہ کے شاگرد تھے، تعلیم سے فراغت کے بعد درس و تدریس میں مشغول ہو گئے---[۳۰۷]

Marfat.com

منصب قضا

حاکم مصر "قاتبائی" نے آپ کو قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کا عہدہ پیش کیا، پہلے تو آپ نے انکار فرمایا مگر حاکم مصر نے بے حد اصرار کیا اور عرض کی:

آپ چاہیں تو میں پیدل چل کر آپ کی سواری کو ہنکاتا ہوا آپ کے مکان تک لے جایا کروں گا--- بالآخر آپ نے اس کی درخواست کو قبول فرمالیا اور ایک عرصہ تک ذمہ داریاں نبھاتے رہے، پھر بڑھاپے اور نابینا ہو جانے کی وجہ سے سبکدوش ہو گئے--- سرکاری منصب کے باوجود حق گوئی کا فریضہ بے باکی سے انجام دیتے رہے، آپ خلوت و جلوت میں حکمران وقت پر شدید تنقید فرماتے، جمعہ کے خطبہ کے دوران بھی خلیفہ کی موجودگی میں کلمہ حق بلند کرتے مگر حاکم مصر آپ کی وجاہت اور جلالت شان سے اس قدر متاثر تھا کہ نماز جمعہ کے بعد دست بوسی کرتا اور جزاك اللّٰہ خیرا کہہ کر شکریہ ادا کرتا--- ایک روز آپ نے اس پر انتہائی شدت کے ساتھ تنقید کی، یہاں تک کہ اس کا رنگ زرد پڑ گیا، اس پر آپ نے فرمایا:

"عالی جناب! اللہ کی قسم، آپ سے جو معاملہ کرتا ہوں یہ شفقت کی وجہ سے ہے، جب آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچیں گے تو میرا شکریہ ادا کریں گے--- واللہ! میں نہیں چاہتا کہ تمہارا یہ جسم جہنم کی آگ میں جل کر کوئلہ بن جائے"---[۳۰۸]

حاکم مصر یہ سن کر پرندے کی طرح جھینپ گیا---

ایک روز آپ نے فرمایا:

Marfat.com

''اے بادشاہ! اپنے نفس سے خبردار رہ، اللہ تعالیٰ نے تجھے عدم سے وجود بخشا، غلامی سے آزادی عطا فرمائی، تو مامور تھا تجھے امیر بنایا، تو امیر تھا، بادشاہ بن گیا:

فَلَمَّا صِرْتَ مَلِکًا تَجَبَّرْتَ وَ نَسِیْتَ مَبْدَاَكَ وَ مُنْتَهَاكَ...... الخ---

بادشاہ بننے کے بعد تو جابر (ڈکٹیٹر) بن کر اپنی اصلیت اور اخروی انجام کو بھول بیٹھا''---[۳۰۹]

جلالت شان

آپ کو اللہ تعالیٰ نے وسعت رزق سے نواز رکھا تھا، دل کے غنی تھے--- فیاضی کا یہ عالم کہ مصر میں کوئی شخص صدقہ و خیرات میں آپ سے بڑھ کر نہ تھا، لیکن ہمیشہ اخفا سے کام لیتے---

رعب و دبدبہ کا یہ حال کہ کسی کو مجال دم زدن نہ تھی، بڑے بڑے اکابر، مفتی اور حکام وقت آپ کے سامنے طفل مکتب کی حیثیت رکھتے---

آپ مستجاب الدعوات تھے، ایک مرتبہ ملک شام کا ایک تاجر حاضر ہوا اور عرض کی، میری بینائی زائل ہوگئی ہے، بصارت کی دعا فرمادیں--- آپ نے دعا کر کے فرمایا، دس روز بعد تیری آنکھیں روشن ہو جائیں گی مگر شرط یہ ہے کہ اس سے پہلے تم مصر سے چلے جاؤ--- مقصد یہ تھا کہ اجابت دعا اور اظہار کرامت کے بعد لوگوں میں شہرت ہوگی، جسے آپ سخت ناپسند کرتے--- چناں چہ مصر سے چلے جانے کے بعد ٹھیک دسویں دن اس شخص کی آنکھیں درست ہوگئیں، اس تاجر نے آپ کو اطلاع بھجوائی تو جواباً

Marfat.com

تحریر فرمایا، اب کبھی لوٹ کر مصر نہ آنا---[۳۱۰]

ایک خواب اور اس کی تعبیر

آپ صاحب کشف بزرگ تھے، امام شعرانی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں شرح بخاری آپ کو سنا رہا تھا، فرمایا ٹھہرو، پہلے بتاؤ رات کو کیا خواب دیکھا ہے؟--- میں نے عرض کی، ایک خوب صورت کشتی نما سواری ہے، جس پر ریشمی پردے لٹک رہے ہیں، فرش پر بھی اعلیٰ ریشم بچھا ہے، تکیے لگے ہوئے ہیں، ایک جانب امام شافعی تشریف فرما ہیں اور دوسری جانب آپ (شیخ الاسلام) بیٹھے ہیں، میں نے امام شافعی کی دست بوسی کی، کشتی چل دی، ایک جزیرہ دکھائی دیا، جہاں کا پانی میٹھا اور لہلہاتے باغات تھے، پھل سمندر کے پانی کو چھو رہا ہے، ایک جانب جھانک کر دیکھا تو زعفران کے باغ نظر افروز ہوئے---حضرت شیخ الاسلام نے خواب سن کر فرمایا کہ اگر یہ خواب سچا ہے تو میری قبر امام شافعی کی قبر کے قریب بنے گی--- امام شعرانی کہتے ہیں کہ حضرت کا وصال ہوا تو بظاہر یہاں دفن کا امکان نظر نہیں آتا تھا، ایک اور جگہ باب النصر کے قبرستان میں قبر تیار ہوئی، بعض احباب نے مجھے کہا کہ تمہارا خواب غلط ہے، مگر پھر اچانک گورنر مصر کا پیغام آیا کہ کمزوری کے باعث یہاں پہنچ کر میرے لیے جنازہ میں شرکت مشکل ہے، لہٰذا آپ کے تابوت کو یہاں لایا جائے تا کہ مجھے اور دیگر لوگوں کو جنازہ میں شمولیت کی سعادت نصیب ہو سکے، پھر قریب ہی تدفین کا اہتمام کیا جائے--- چناں چہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو شیخ نجم الدین کے پاس آپ کی تدفین عمل میں آئی---[۳۱۱]

Marfat.com

وصال

آپ کا وصال ذوالحجہ ۹۲۹ھ میں ہوا، آپ صاحب تصانیف کثیرہ تھے---
حدیث، فقہ، نحو اور منطق وغیرہ علوم عقلیہ ونقلیہ میں بہت سی کتب یادگار ہیں----
اس عظیم شخصیت کی مزار پر بھی فاتحہ خوانی سے مشرف ہوئے---

Marfat.com

مسجد سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا بیرونی منظر

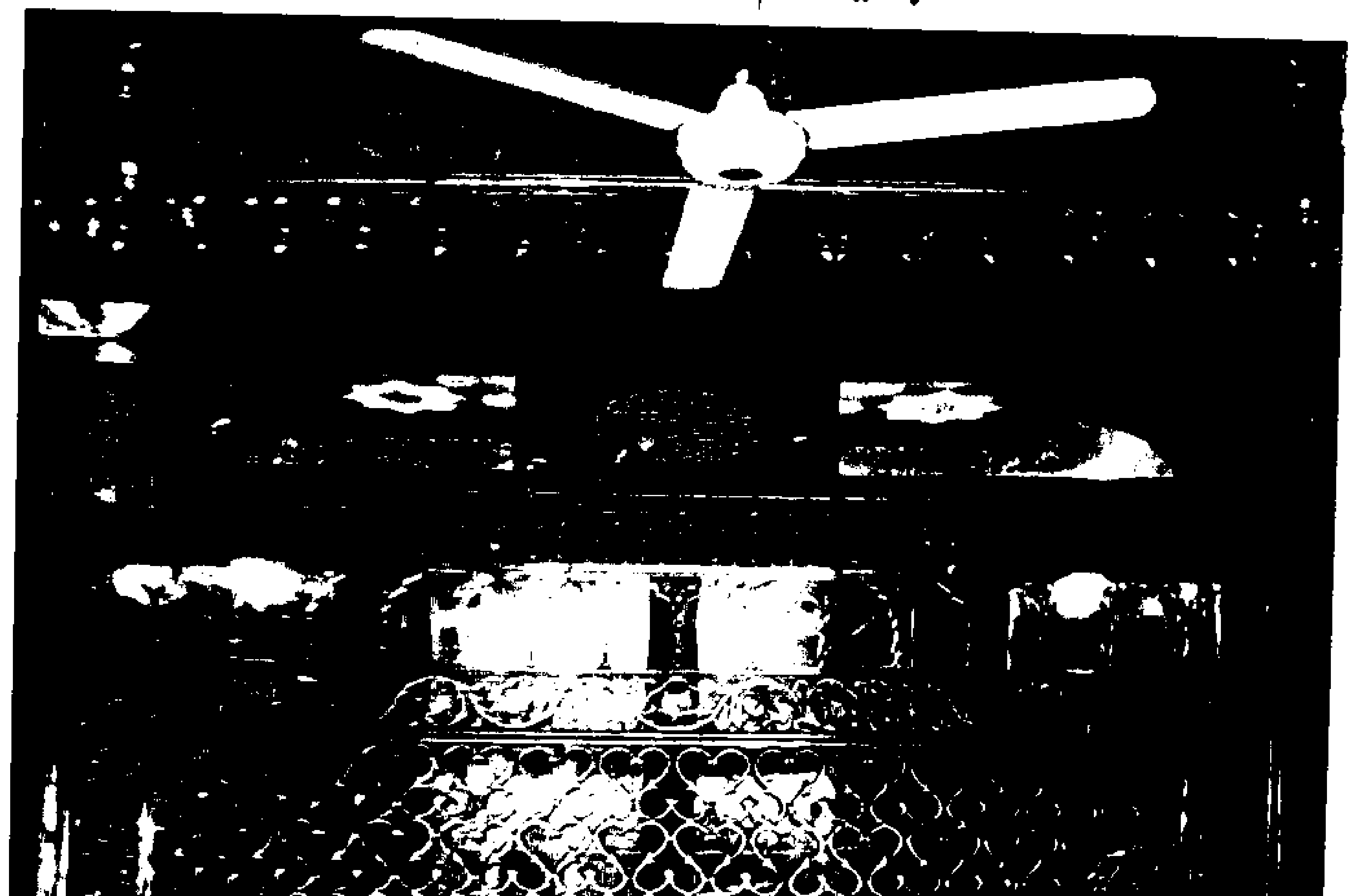

وہ مقام جہاں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک دفن ہے

Marfat.com

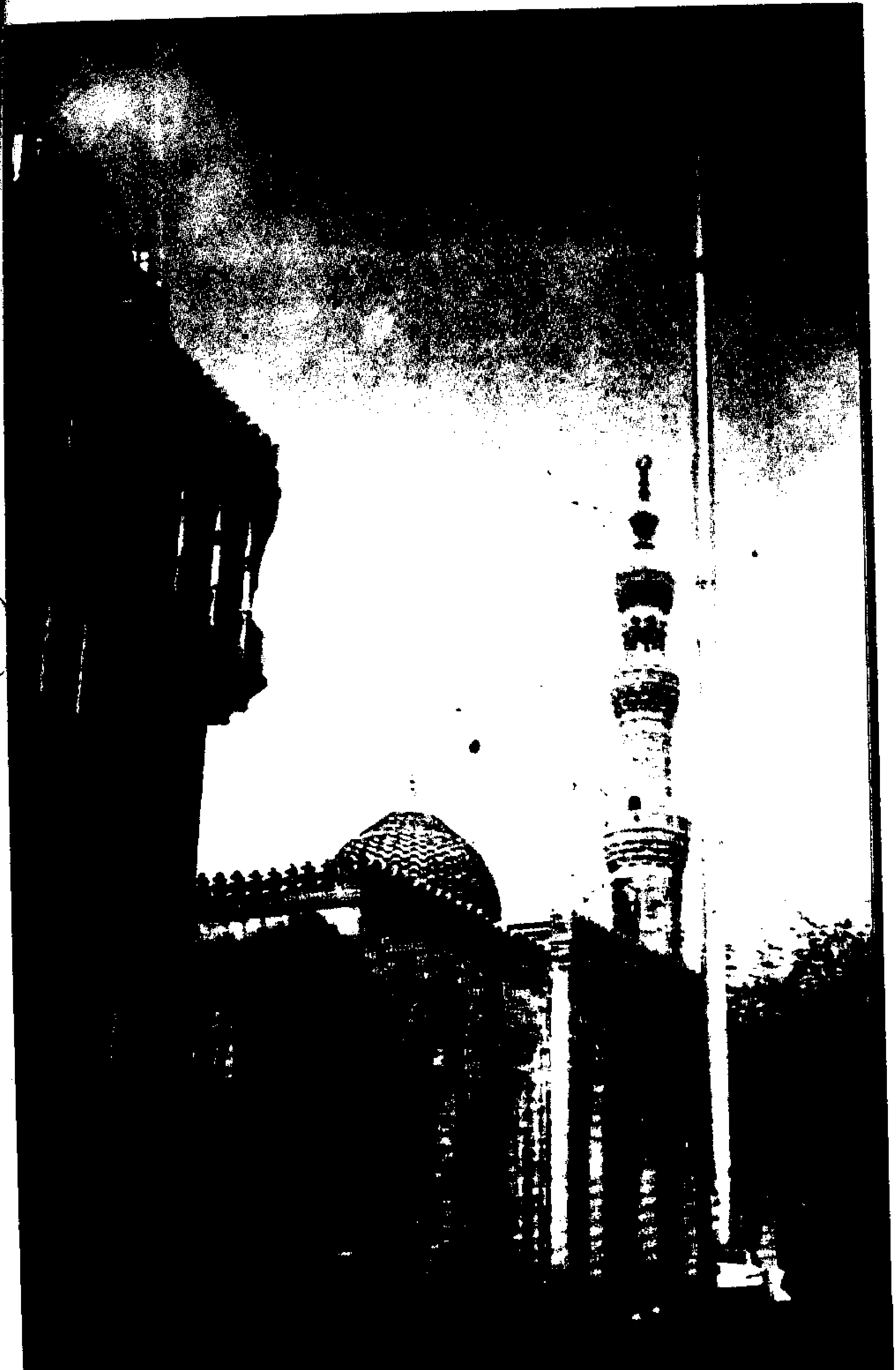

مزار مبارک سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کا بیرونی منظر

Marfat.com

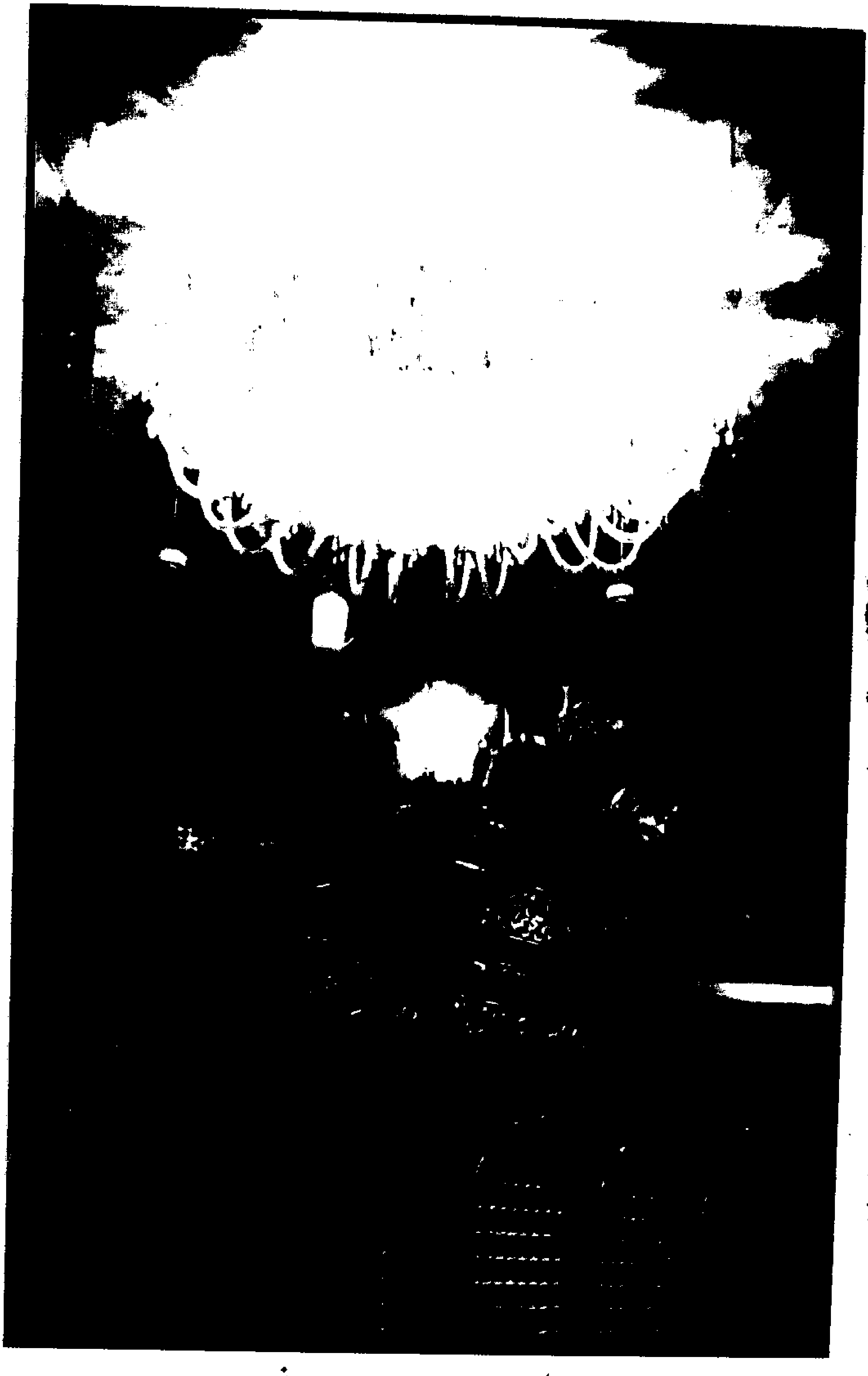

مزار مبارک سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کا اندرونی منظر

Marfat.com

مزار پرانوار سیّدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کا اندرونی وبیرونی منظر

Marfat.com

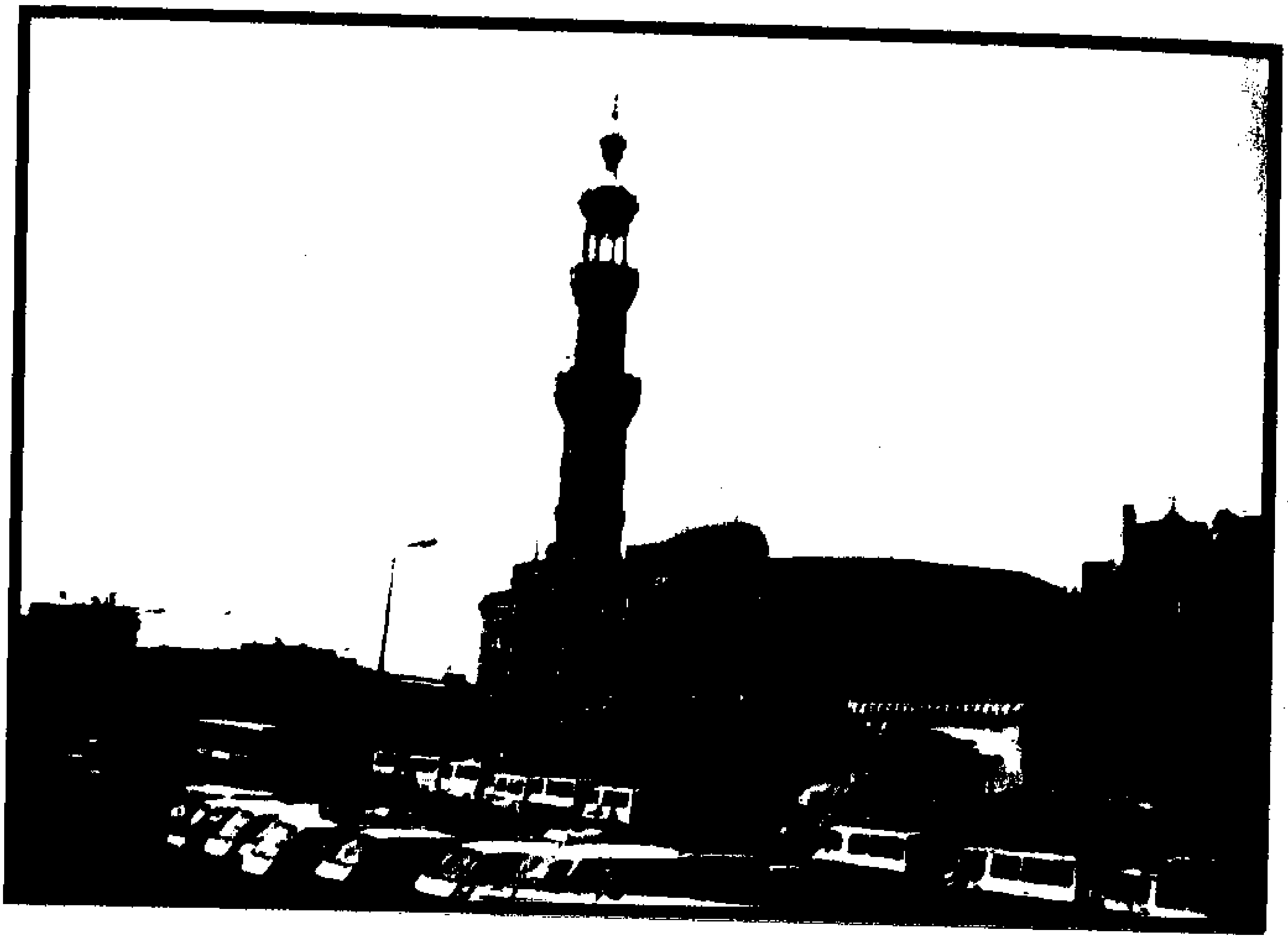

مسجد سیّدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیرونی منظر

مسجد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیرونی منظر

Marfat.com

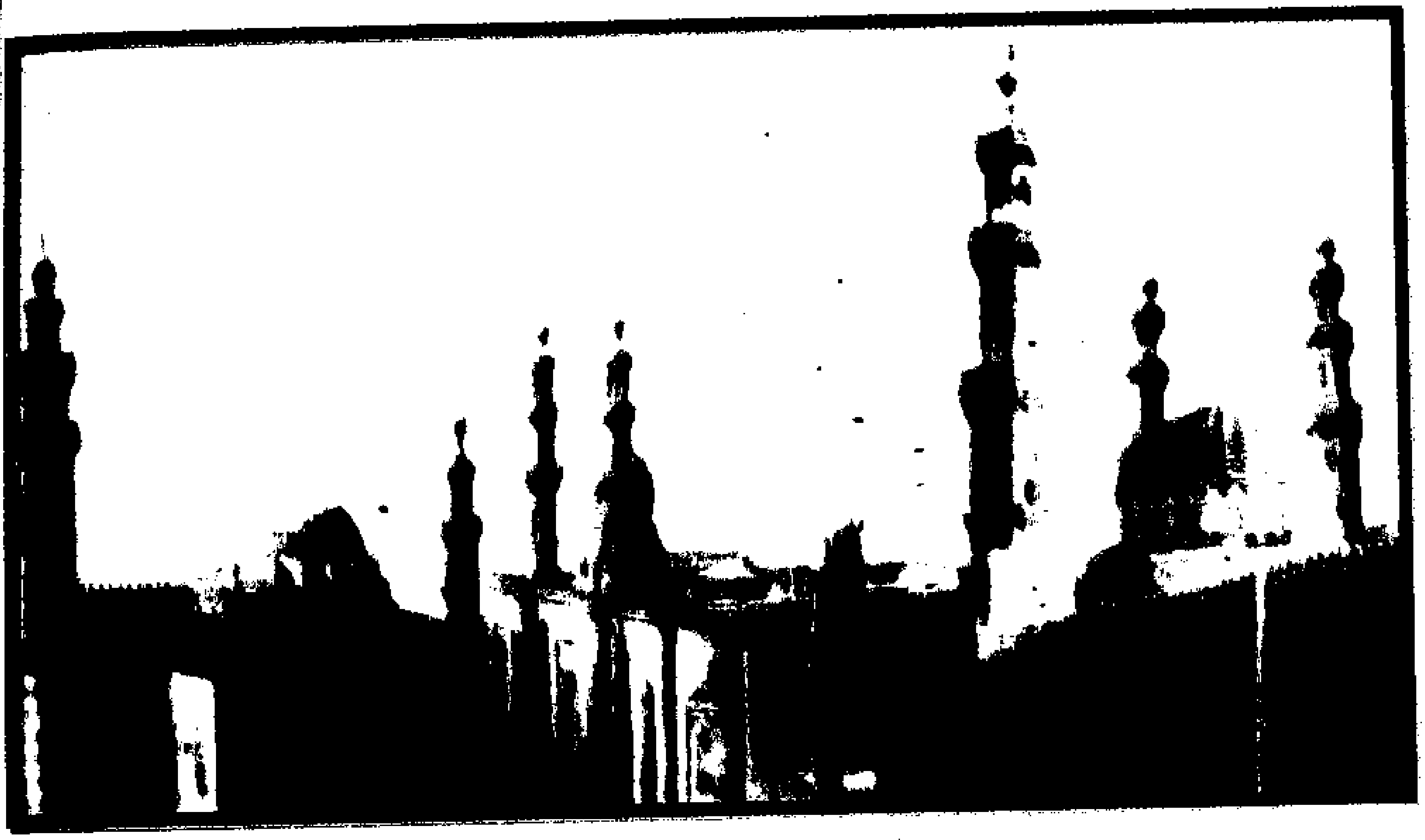

قاہرہ میں اہل بیت کرام کے مزارات و مساجد کا بیرونی منظر

مزار اقدس سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت سیّدنا امام علی رضی اللہ عنہ

Marfat.com

صحابی رسول ﷺ حضرت عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک

حضرت ذوالنورین مصری رحمۃ اللہ علیہ اور سیّدۃ رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا کے مزارات مبارکہ

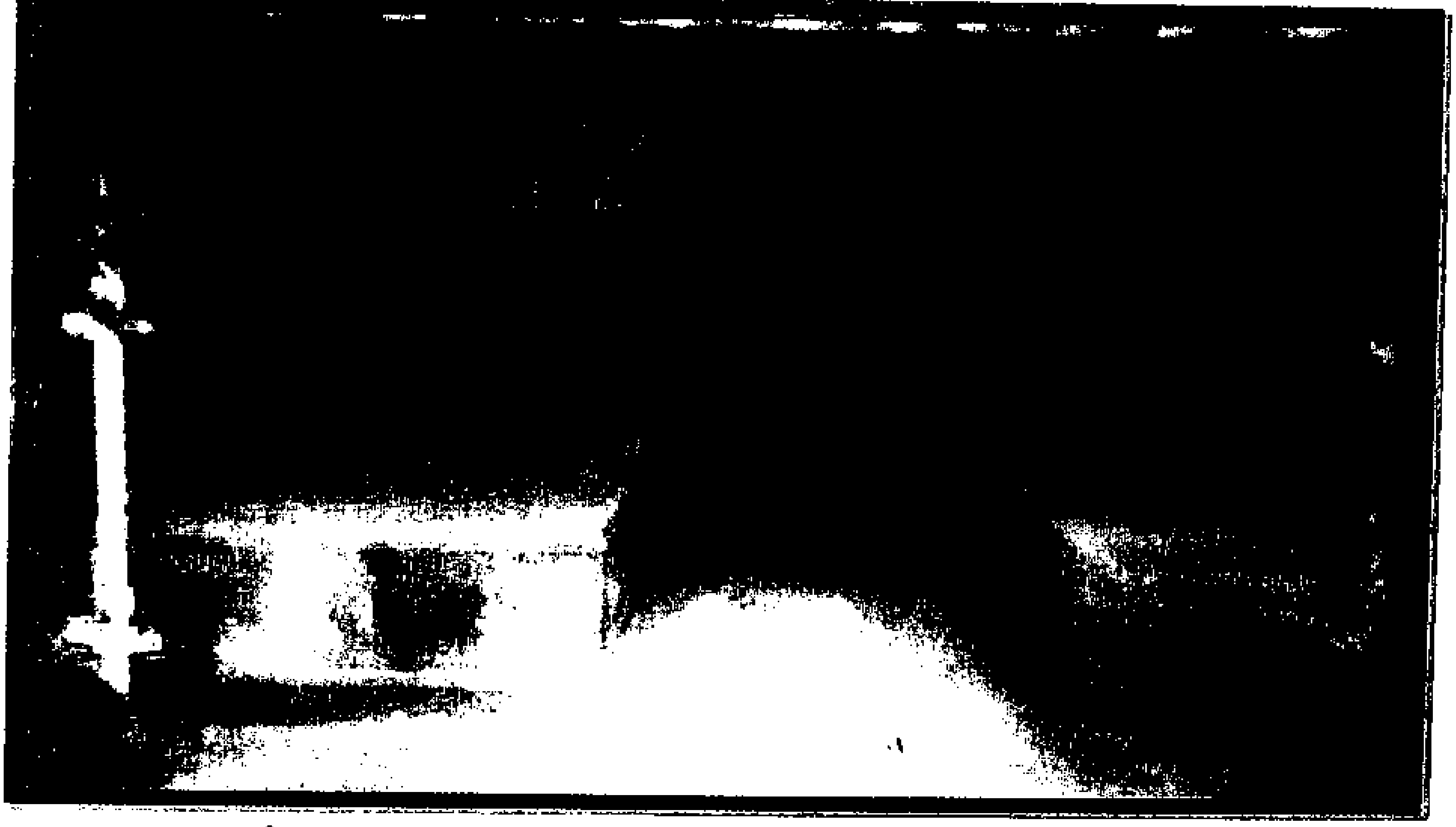

مزارات مبارکہ علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ وعلامہ شہاب الدین قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ

m (21x16.2) Bahoo 24-05-
Marfat.com

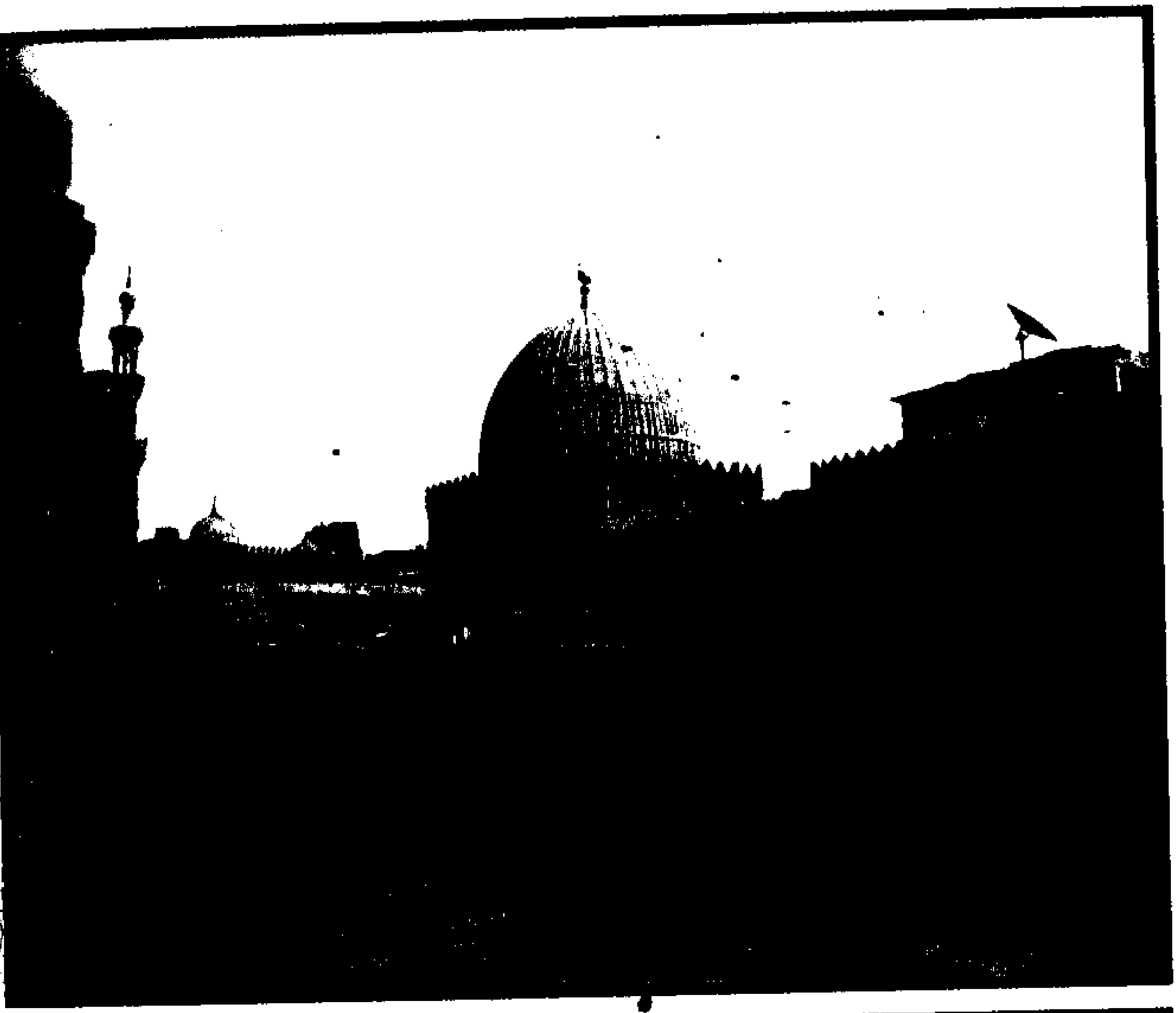

روضہ مبارکہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

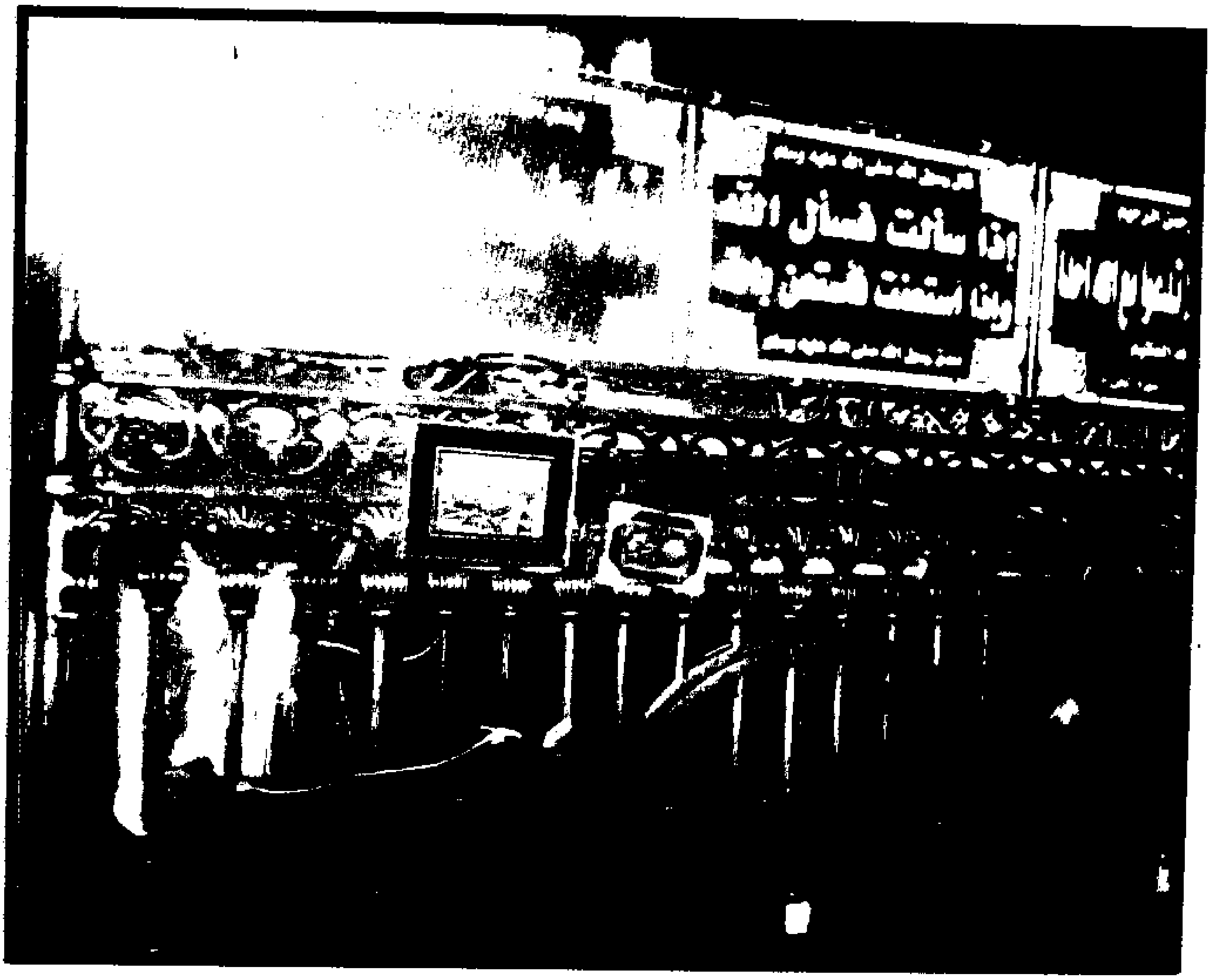

روضہ مبارکہ قطب وقت سیدی ابوالعباس المرسی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

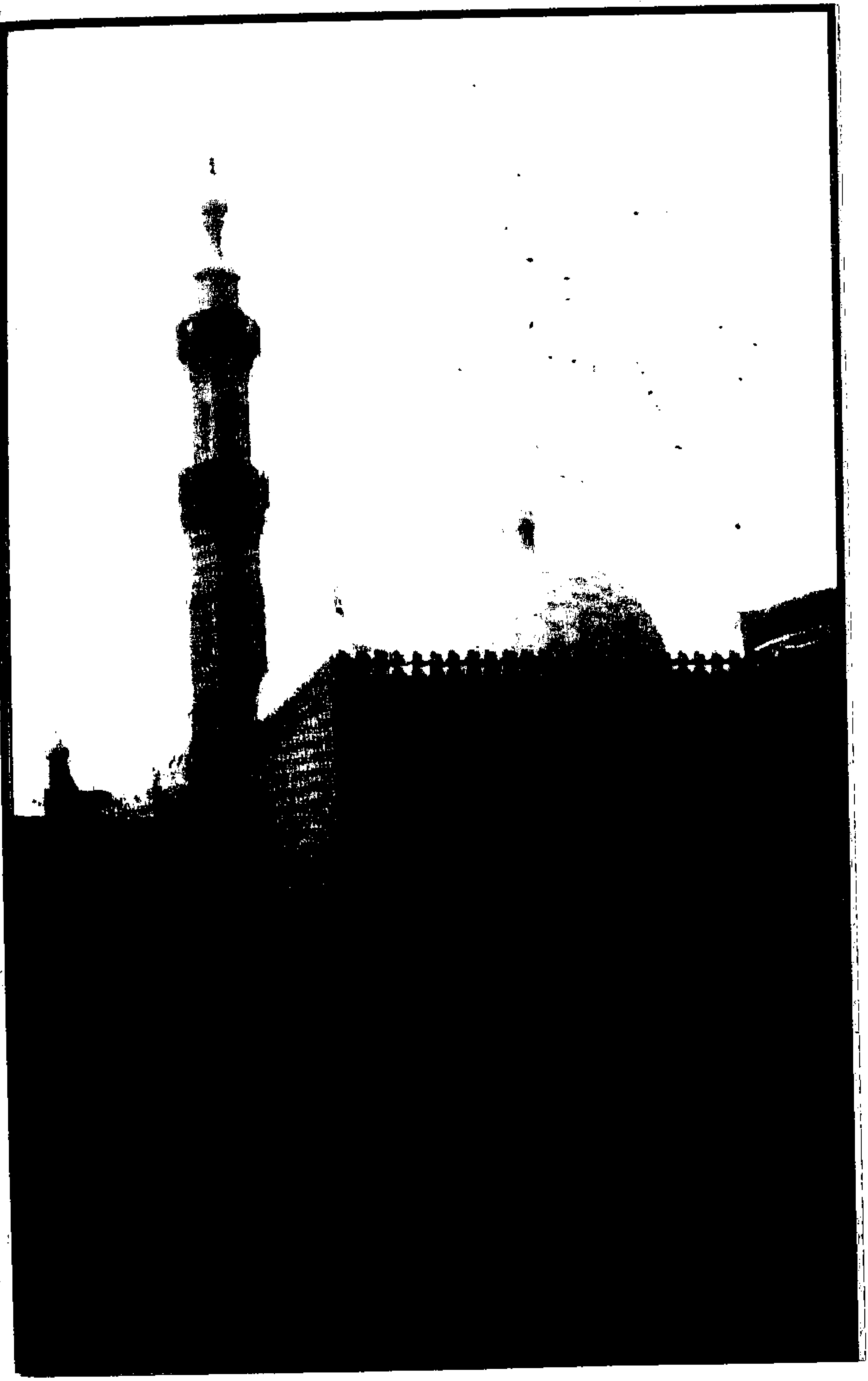

حضرت امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ مبارکہ

Marfat.com

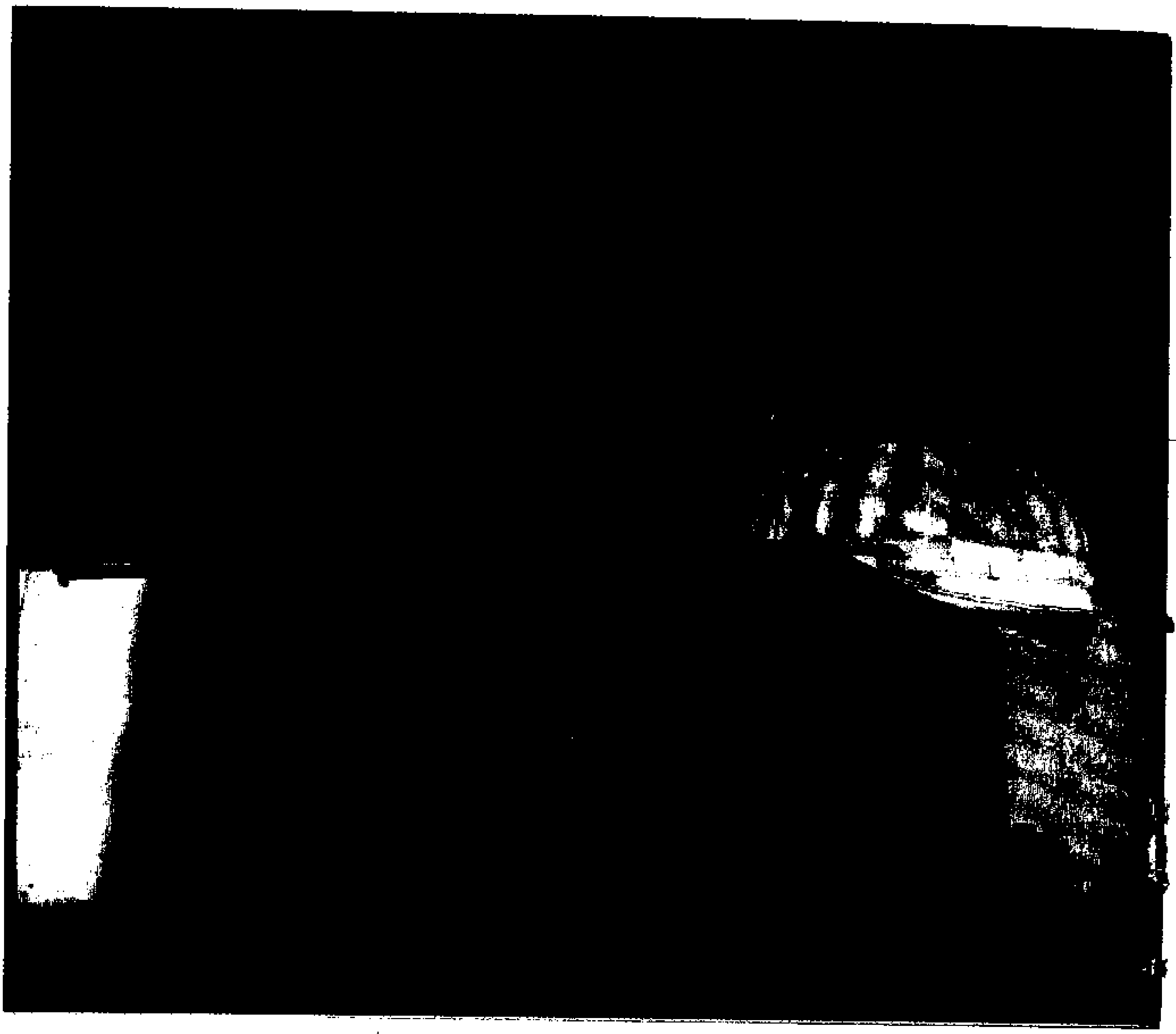

سیّدی عارف باللہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مزار مبارک قطب ربانی سیّدنا عبدالوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

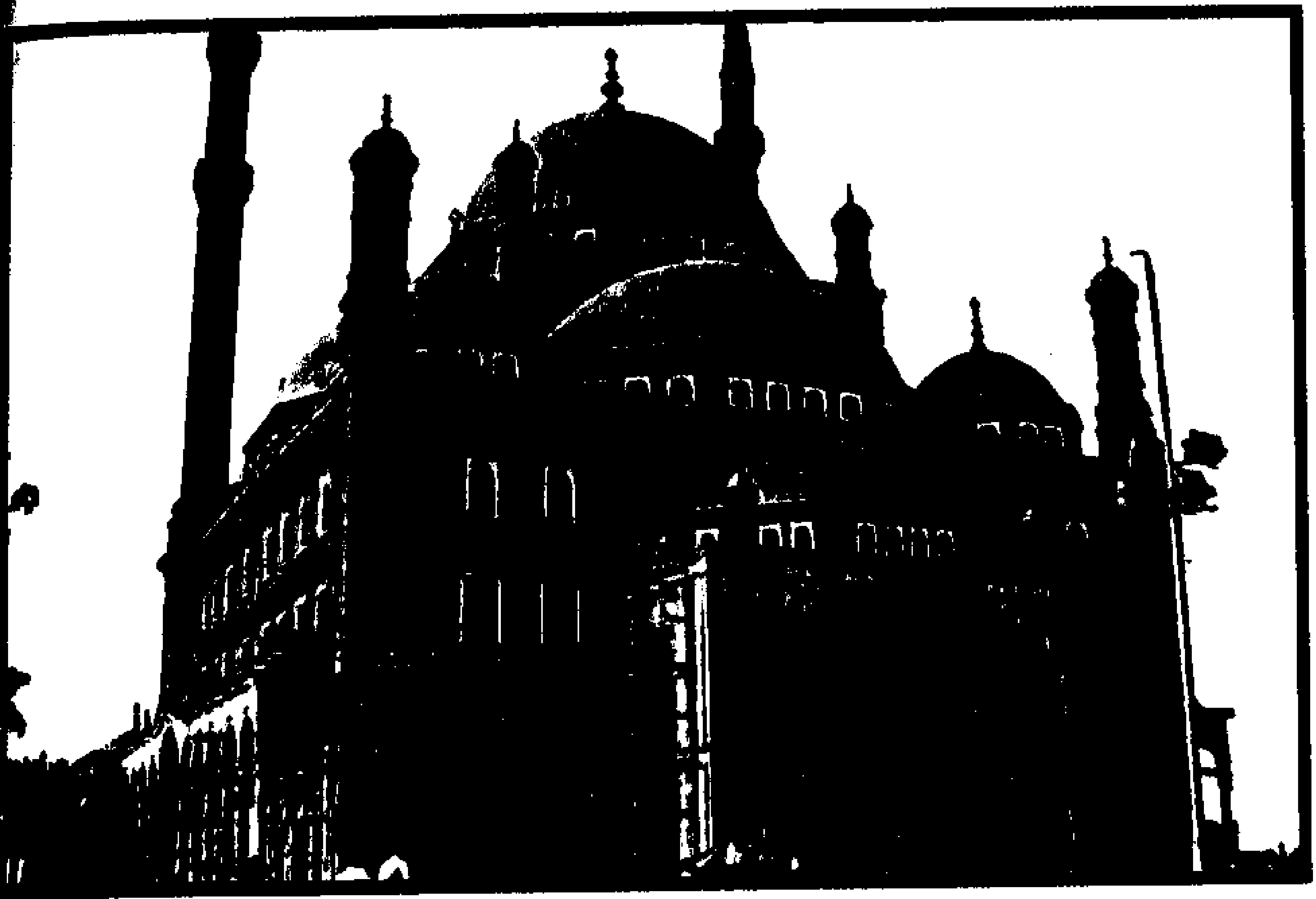

قلعہ صلاح الدین ایوبی قاہرہ پر مسجد محمد علی

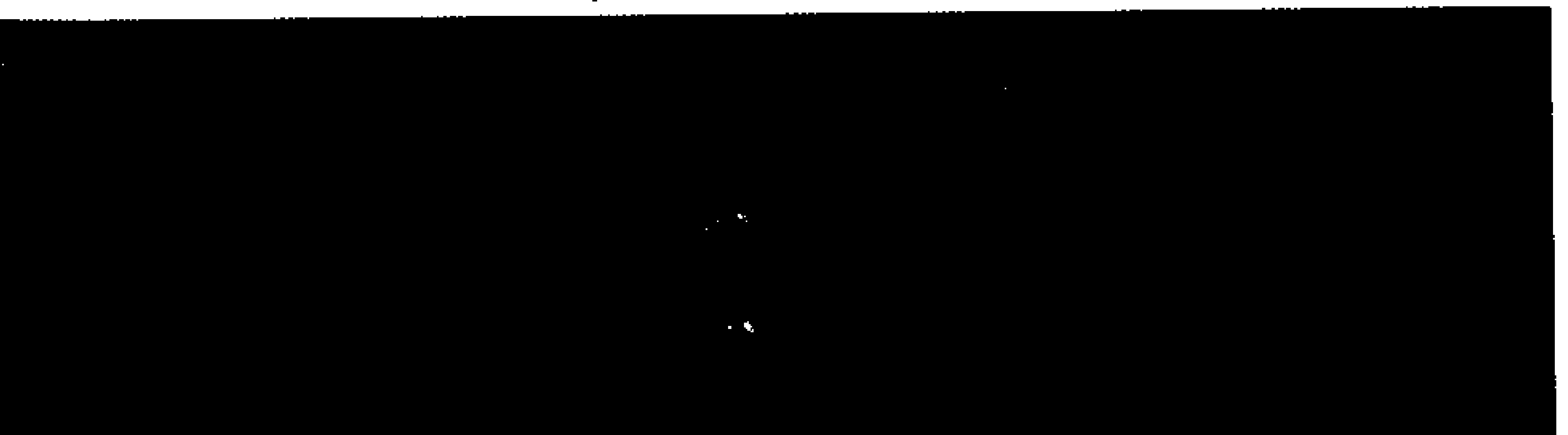

عظیم اسلامی درسگاہ جامع الازہر شریف کا بیرونی منظر

Marfat.com

قطب وقت سیدی احمد بدوی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک

Marfat.com

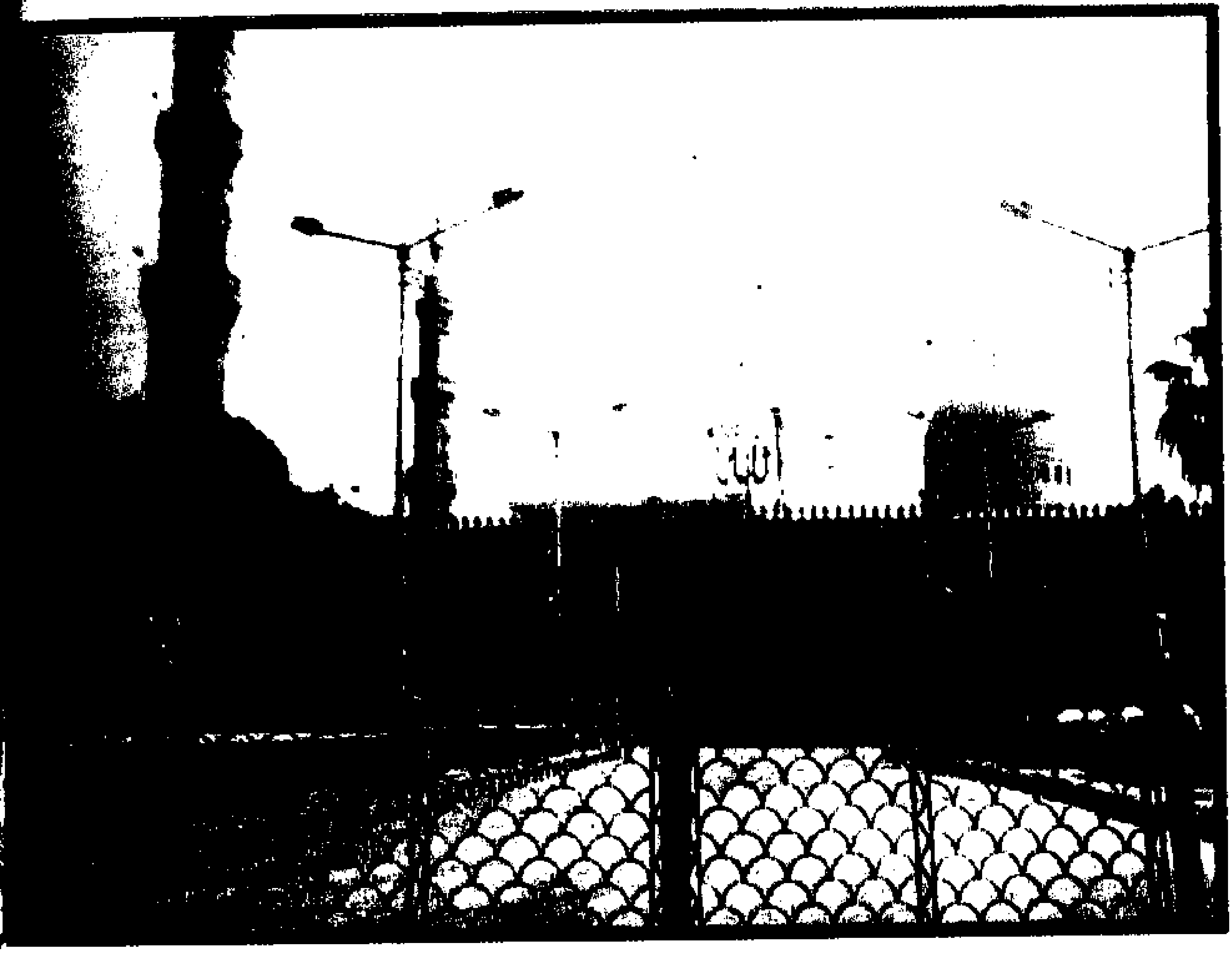

قطب زماں سیدی ابراہیم الدسوقی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کا بیرونی منظر

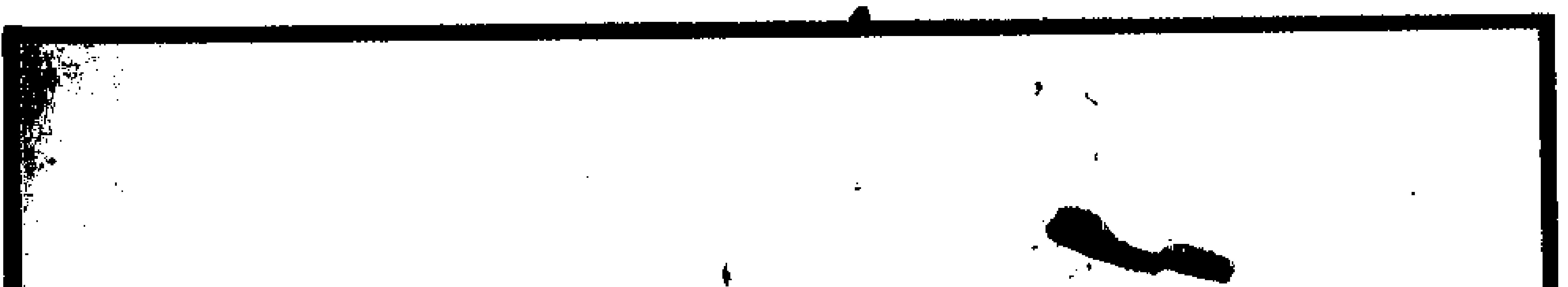

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اور امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ مبارکہ

Marfat.com

جبل طور

جبل مقطم / مقدس و متبرک پہاڑ

Marfat.com

اہرامات مصر

اہل مصر کیلئے قدرت کا ایک خوبصورت تحفہ ''دریائے نیل''

Marfat.com

حضرت لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مزار مقدس سے باہر آئے تو اس کے گردو جوار کے علاقہ کی زیارت کے لیے پیدل ہی چل نکلے--- یہ علاقہ ''قرافہ'' کے نام سے مشہور اور نہایت پس ماندہ ہے---لوگ بہت غریب اور سادہ ہیں، وسیع وعریض قبرستان کے بیچوں بیچ ان لوگوں نے رہائش رکھی ہوئی ہے، اس علاقہ میں مصر کے عظیم عالم دین، امام ابوالحارث لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے--- آپ اصلاً اصفہان (ایران) کے رہنے والے تھے، پھر مصر میں اقامت گزیں ہو گئے--- آپ مصر کے علاقہ کے محدث کبیر، عالم نبیل اور امام وقت تھے--- حکام وقت آپ کے احکامات کی تعمیل کرتے، خلیفہ منصور نے گورنری کی پیش کش کی مگر آپ نے اسے قبول نہ کیا---

Marfat.com

امام شافعی فرماتے ہیں:

''آپ امام مالک رضی اللہ عنہ سے بھی بڑے فقیہ تھے مگر افسوس ان کے تلامذہ نے ان کی فقہ کو محفوظ رکھنے کی کوشش نہ کی''---[۳۱۲]

صاحبِ جودوسخا

اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم و فضل کے ساتھ مال و دولت سے بھی نواز رکھا تھا، اسّی ہزار دینار سالانہ آمدنی تھی، مگر کبھی آپ پر زکوٰۃ واجب نہ ہوتی تھی، کیوں کہ اتنے فیاض اور صاحب جودوسخا تھے کہ جو کچھ آتا علماء، فقراء اور مستحقین میں تقسیم کر دیتے--- ایک عورت نے تھوڑا شہد طلب کیا تو آپ نے پورا مشکیزہ اسے عنایت فرما دیا---[۳۱۳] روزانہ اس وقت تک کھانا نہ کھاتے جب تک ۳۶۰ مسکینوں کو کھانا نہ کھلا لیتے (غالباً اعضا بدنی کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر جوڑ کے بدلے ایک مسکین کے کھانے کا اہتمام کرتے) علماء کی خدمت بجا لاتے، ایک مرتبہ امام مالک رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں کھجوروں کا ایک تھال بھجوایا، آپ نے کھجوریں رکھ لیں اور برتن سونے سے بھر کر واپس کیا---[۳۱۴]

نفاست

بہت نفیس مزاج تھے، عمدہ لباس زیب تن کرتے، محمد بن معاویہ نیشاپوری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نے آپ کے لباس، انگشتری اور سواری کی قیمت کا اٹھارہ سے بیس ہزار درہم کا اندازہ لگایا---

Marfat.com

آپ کے اوصاف بے شمار ہیں، آپ کثیر التصانیف اور معتبر امام تھے---[۳۱۵]

وصال

آپ نے شب جمعہ، ۱۵؍شعبان المعظم ۱۷۵ھ کو بعمر ۸۱ سال وصال فرمایا---[۳۱۶]
ہماری خوش بختی تھی کہ ایسے امام یگانہ اور صاحب علم و فضل کے حضور حاضری کا موقع میسر آیا--- فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

امام طحاوی و امام طحطاوی

اسی شارع الامام اللیث پر تھوڑی دور ملت اسلامیہ کے جلیل القدر فقیہ، محدث، مفسر اور مجتہد حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اور جلیل القدر فقیہ صاحبِ فتح القدیر حضرت علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ مبارکہ ہے--- فقہ حنفی کے یہ جلیل القدر ائمہ ایک ہی روضہ میں مدفون ہیں---

Marfat.com

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام احمد، کنیت ابو جعفر، والد کا نام محمد اور دادا کا اسم گرامی سلامہ تھا---
مصر کے قصبہ ''طحا'' میں ۲۳۹ھ کو پیدا ہوئے---[۳۱۷]

آپ امام، علامہ اور حافظ تھے---قبیلہ ازد سے نسبت کی بنا پر آپ کو ازدی اور قبیلہ حجر سے تعلق کی وجہ سے حجری کہا جاتا ہے---جب کہ طحا میں ولادت کی مناسبت سے طحاوی اور مصری کہلائے---[۳۱۸]

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم کے بعد اپنے ماموں ابو ابراہیم المزنی سے فقہ شافعی پڑھنی شروع کی مگر جلد ہی اپنی خداداد باریک بینی اور قوت استدلال کی بنا پر شافعیت پر مطمئن نہ ہوئے اور فقہ حنفی کی طرف متوجہ ہو گئے---

مصر کے شہرۂ آفاق عالم ابو جعفر احمد بن ابی عمران کی خدمت میں حاضر ہو کر فقہ حنفی کی تحصیل کی---موصوف فقہ حنفی کے جید فقیہ تھے، ان کا سلسلہ ایک واسطے سے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور دو واسطوں سے امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ عنہ سے مل جاتا تھا---

Marfat.com

بعد ازاں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ شام چلے گئے اور قاضی القضاۃ ابو خازم عبد المجید بن جعفر سے مزید فقہی علم حاصل کیا---[۳۱۹]

آپ نے اپنے والد ماجد محمد بن سلامہ [۳۲۰] اور مصر کے دیگر مشائخ سے علم حدیث کی تحصیل کی--- علاوہ ازیں ان کی زندگی میں جس قدر مشائخ مصر آئے، ان سب سے استفادہ کیا--- ان میں مغرب، یمن، بصرہ، کوفہ، حجاز مقدس، شام، خراسان اور دیگر بلاد واقطار کے مشائخ ومحدثین شامل ہیں---[۳۲۱]

فقہ حنفی اختیار کرنے کا سبب

علامہ عبد العزیز پرہاروی تبدیلی مذہب کا سبب بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

ان الطحاوی کان شافعی المذهب فقرء فی کتابه ان الحاملة اذا ماتت و فی بطنها ولدٌ حیٌّ لم یشق فی بطنها خلافًا لابی حنیفة و کان الطحاوی تولد مشقوقا فقال لا ارضٰی بمذهب رجل یرضٰی بهلاکی فترک مذهب الشافعی و صار من عُظماء المجتهدین علٰی مذهب ابی حنیفة---[۳۲۲]

"امام طحاوی ابتداءً شافعی المذہب تھے، ایک دن انھوں نے کتب شافعیہ میں پڑھا کہ جب حاملہ عورت مر جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ زندہ ہو تو بچہ نکالنے کے لیے اس کے پیٹ کو چیرا نہیں جائے گا، برخلاف مذہب ابوحنیفہ--- اور امام طحاوی کو مذہب حنفی پر پیٹ چیر کر نکالا گیا تھا، امام طحاوی نے اس کو پڑھ کر کہا، میں اس شخص کے مذہب سے راضی نہیں جو میری ہلاکت پر راضی ہو، پھر انھوں نے شافعیت کو چھوڑ دیا اور حنفی مسلک کو اختیار کیا اور اس مسلک کے

Marfat.com

عظیم مجتہد بن گئے"---

اس تبدیلی مذہب کے حوالے سے صاحبِ فتاویٰ برہنہ شیخ نصیر الدین مینائی مزید تفصیل سے رقم طراز ہیں:

"ایک دن آپ اپنے ماموں مزنی شافعی سے پڑھ رہے تھے، سبق میں یہ مسئلہ آیا کہ اگر کوئی حاملہ مر جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ زندہ ہو تو امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک عورت کا پیٹ چیر کر بچہ نکالنا جائز نہیں، جب کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک پیٹ چاک کر کے بچہ نکال لینا چاہیے--- آپ یہ مسئلہ پڑھتے ہی یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے:

لا اتبع رجلا لا يبالي بهلاك مثلي ---

"میں اس شخص کی ہرگز پیروی نہیں کرتا جسے مجھ جیسے آدمی کی ہلاکت کی پروا نہ ہو"---

کیوں کہ امام طحاوی ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے کہ ان کی والدہ وفات پا گئیں، چناں چہ ان کا پیٹ چیر کر انھیں نکالا گیا---

یہ حال دیکھ کر ان کے ماموں نے آپ سے کہا، خدا کی قسم! تو ہرگز فقیہ نہیں ہوگا---

بعد ازاں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جب آپ فقہ و حدیث میں درجہ امامت پر فائز ہوئے تو اکثر کہا کرتے کہ آج اگر میرے ماموں زندہ ہوتے تو ضرور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرتے"---[۳۲۳]

معاصرین

آپ کے زمانہ میں جلیل القدر محدثین بکثرت موجود تھے، محمد جاد الحق ازہری لکھتے ہیں:

Marfat.com

"علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ، عقد الجمان میں بیان کرتے ہیں کہ امام طحاوی کا دور صحاح وسنن کے مصنفین کا دور تھا--- چناں چہ امام بخاری (م ۲۵۶ھ) کے وصال کے وقت امام طحاوی کی عمر ستائیس سال، امام مسلم (م ۲۶۱ھ) کے ارتحال کے موقع پر بتیس سال، امام ترمذی (م ۲۷۹ھ) کی رحلت کے وقت پچاس سال، امام نسائی (م ۳۰۳ھ) کے انتقال کے وقت چوہتر سال، امام ابن ماجہ (م ۲۷۳ھ) کی دنیا سے رخصتی کے وقت چوالیس سال، جب کہ امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) واصل باللہ ہوئے تو امام طحاوی کی عمر بارہ سال تھی--- امام مسلم، امام نسائی اور امام ابن ماجہ کے ساتھ تو بعض مشائخ سے روایت حدیث لینے میں شریک بھی رہے"---[۳۲۴]

مقام ومرتبہ

امام طحاوی بلند مقام ومرتبہ کے حامل تھے، ائمہ ومحدثین نے آپ کی بے حد تعریف کی ہے اور انھیں ثقہ، معتبر، فقیہ، عاقل، امام، حافظ کے القاب واوصاف سے متصف کیا ہے--- حافظ ابن عساکر (م ۵۷۱ھ) توصیفی کلمات کے بعد فرماتے ہیں:

لم یخلف مثله---[۳۲۵]

"ان کے وصال کے بعد دنیا آج تک ان کی نظیر پیش نہیں کرسکی"---

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۱۱ھ) نے درج بالا اوصاف پر مزید اضافہ کرتے ہوئے فرمایا:

انتهت الیه ریاسة الحنفیة بمصر---[۳۲۶]

"مصر میں اصحابِ ابوحنیفہ کی علمی ریاست کی منتہا ہیں"---

Marfat.com

عظمتِ کردار

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے علم و فضل اور تقویٰ و طہارت کی بنا پر مرجع خلائق تھے--- علماء اعلام اور اعیان سلطنت ان کی عظمت کے معترف تھے مگر آپ نے دنیوی مفاد کی بجائے ہمیشہ دینی مصلحت کو ملحوظ رکھا--- ایک مرتبہ امیر مصر ابو منصور، جو جیار کے لقب سے مشہور تھا، آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا، یا سیدی! میں چاہتا ہوں کہ اپنی بیٹی آپ کے نکاح میں دے دوں--- فرمایا، مجھے اس کی حاجت نہیں--- پھر مال و اراضی کا عطیہ دینے کی پیش کش کی مگر آپ نے اسے بھی قبول نہ کیا--- امیر جیار نے کہا، کچھ تو حکم فرمائیں--- آپ نے فرمایا، میرا کہا مانے گا؟--- عرض کی: کیوں نہیں--- فرمایا:

احفظ دينك و اعمل فی فكاك نفسك قبل الموت و اياك و مظالم العباد---

''اپنے دین کی حفاظت کر، مرنے سے پہلے اپنے نفس کی رہائی کی تدبیر کر، لوگوں پر ظلم سے باز آ''---

آپ کی اس نصیحت کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ اس کے بعد عوام پر ظلم سے رک گیا--- [۳۲۷]

تصانیف

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کثیر التصانیف تھے، آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، تاریخ، رجال اور مناقب وغیرہ موضوعات پر کتابیں تصنیف کیں:

Marfat.com

① احکام القرآن فی تفسیر آیات الاحکام

② شرح معانی الآثار (یہ ایسی شان دار کتاب ہے کہ بقول اتقانی جس کی نظیر کسی مذہب میں نہیں ملتی[۳۲۸])

③ شرح مشکل الآثار

④ السنن الماثورۃ

⑤ التسویۃ بین حدثنا و اخبرنا

⑥ الشروط

⑦ العقیدۃ الطحاویۃ

⑧ مختصر الطحاوی

⑨ الجامع الکبیر فی الشروط

یہ سب مطبوع ہیں، جب کہ اکیس کتب غیر مطبوع بلکہ مفقود ہیں---[۳۲۹]

وصال

یکم ذی القعدہ ۳۲۱ھ میں آپ کا وصال ہوا---[۳۳۰]

اسی (۸۰) سال سے زائد عمر کو پہنچ گئے مگر داڑھی کے اکثر بال ابھی سیاہ تھے[۳۳۱]

امام شافعی کے روضہ کے قریب قرافہ صغریٰ (مصر) میں آپ کی قبر معروف ہے---[۳۳۲]

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں فقیہ عصر، وحید دہر، محدث زماں، محقق دوراں، مفتی اعظم مصر امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے---اس عظیم فقیہ کے حالات پر بھی نظر ڈال لیں---

Marfat.com

امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ سید احمد بن محمد بن اسمٰعیل طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کا نسبی تعلق عرب قبیلہ قریش کی سب سے اہم و معزز شاخ بنی ہاشم اور پھر خاتم الانبیاء والمرسلین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ کی نسل سے ہے---سادات کا یہ گھرانہ ترکی کے شہر توقات میں آباد تھا، اسی مناسبت سے آپ توقاتی و دوقاطی کہلائے---آپ کے جد اعلیٰ علامہ سید محمد رحمۃ اللہ علیہ ولی کامل، عالم جلیل اور اس شہر میں ''مفتی احناف'' تھے---[۳۳۳]

ہجرت وولادت

علامہ طحطاوی کے والد ماجد بھی حنفی عالم تھے اور عثمانی حکومت کی طرف سے

Marfat.com

ملک مصر کے علاقہ صعید ادنیٰ کے شہر اسیوط کے قریب مقام طھطا، جسے طہطا و طحا بھی لکھا اور کہا گیا، میں قاضی تعینات تھے--- انھوں نے وہیں پر سکونت اختیار کر کے ایک مقامی سادات گھرانہ میں شادی کی، جن سے آپ کے دو فرزند احمد و اسماعیل اور ایک بیٹی پیدا ہوئے، حتیٰ کہ انہوں نے خود طھطا میں ہی وفات پائی---[۳۳۴]

تعلیم

علامہ احمد طھطاوی نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے پائی، نیز قرآن مجید حفظ کیا اور پھر مزید حصول علم کے لیے ۱۱۸۱ھ/ ۶۸-۱۷۶۷ء میں قاہرہ کی راہ لی، جہاں عالم اسلام کی مؤقر و عظیم درس گاہ ازہر یونی ورسٹی میں داخلہ لیا اور وہاں کے اکابر علماء و مشائخ سے تعلیم مکمل کی---

اساتذہ

قاہرہ میں جن اکابرین سے تعلیم و تربیت پائی نیز سند اجازت پائی، ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

- شیخ احمد بن محمد حماقی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۱۸۸ھ/ ۱۷۷۴ء)
- شیخ حسن بن ابرہیم بن حسن جبرتی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۱۸۸ھ/ ۱۷۷۴ء)
- شیخ حسن بن غالب جداوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۰۲ھ/ ۱۷۸۸ء)
- شیخ حسن بن نورالدین مقدسی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۱۸۲ھ/ ۱۷۶۸ء)
- شیخ عبدالرحمٰن بن عمر عریشی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۱۹۳ھ/ ۱۷۷۹ء)

Marfat.com

- شیخ عبدالعلیم بن محمد فیومی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۱۴ھ/ ۱۷۹۹ء)
- شیخ محمد عبدالمعطی حریری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۲۰ھ/ ۱۸۰۵ء) [۳۳۵]

موخرالذکر علامہ طحطاوی کے سب سے اہم استاذ ہیں، جن سے آپ نے متعدد علوم بالخصوص فقہ حنفی اخذ کیے--- علامہ طحطاوی نے خود آپ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

"شیخي و عمدتي و عدتي و مرجعي شیخ الاسلام و کهف الانام عمدۃ اهل التحقیق و ذروۃ اهل التدقیق مولانا المخصوص بالعنایة و اللطف الخفي السید الشریف محمد الحریري الازهري الحنفي مفتي الدیار المصریة"---[۳۳۶]

- شیخ محمد بن محمد سنباوی المعروف بہ امیر کبیر رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۳۲ھ/ ۱۸۱۷ء)
- شیخ مصطفیٰ بن محمد طائی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۱۹۲ھ/ ۱۷۷۸ء)---[۳۳۷]

بیعت وخلافت

علامہ سید احمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی تحریر سے واضح ہے کہ آپ نے سلسلۂ خلوتیہ میں بیعت کی---[۳۳۸]

عملی زندگی

آپ حصول علم کے لیے طحطا سے قاہرہ آئے تو پھر وہیں کے ہو کر رہ گئے--- جہاں عمر بھر درس و تدریس، تصنیف و تالیف نیز یاد الٰہی کے اعمال و افعال آپ کے

Marfat.com

مزاج پر غالب رہے--- آپ مادرِ علمی جامعہ ازہر کے علاوہ مدرسہ شیخونیہ، مدرسہ صرغتمشیہ اور مدرسہ عینیہ میں مدرس ہوئے---[۳۳۹]

مفتیٔ اعظم کا منصب

ان دنوں کا مصر خلافت عثمانیہ کے تابع تھا، حکومت کی جانب سے آپ کو مفتیٔ اعظم مصر مقرر کیا گیا---[۳۴۰]

وہابیۂ نجد سے جنگ پر روانگی

علامہ سید طحطاوی نے وہابیۂ نجد سے جنگ میں عملی حصہ لیا، آپ کی ولادت سے محض سات آٹھ برس قبل خطۂ نجد میں شیخ محمد بن عبدالوہاب (وفات ۱۲۰۶ھ/۱۷۹۲ء) نے ۱۱۵۷ھ میں اور بقول دیگر ۱۱۴۳ھ میں اپنی مخصوص فکر کی دعوت کا آغاز کیا، جس کے نتیجہ میں مسلم صفوں میں وہابی فرقہ وجود پایا--- اس تحریک کے ابتدائی چند عشروں میں اس کے بانی و متبعین کی توجہ مسلمانان عالم کو کافر کہنے پر مرکوز رہی اور پھر تیرہویں صدی ہجری کا آغاز ہوا تو وہابی دعوت و فکر کا دوسرا مرحلہ شروع ہوا، جب انہوں نے خون مسلم بہانا شروع کیا اور عثمانی حکومت بالخصوص اہل حجاز کے ساتھ مسلح جنگ کا آغاز کیا---

اس دور کے مصر سمیت عرب دنیا کے متعدد علاقے خلافت عثمانیہ میں شامل تھے اور عرب علاقوں میں عثمانی افواج کی سب سے بڑی قوت حجاز مقدس اور مصر میں موجود تھی--- چناں چہ جب وہابی کارروائیاں تمام حدود تجاوز کر گئیں اور اسلامی سلطنت میں

Marfat.com

فکری انتشار کے بعد اس کے جغرافیہ پر اثر انداز ہوئیں تو عثمانی خلیفہ نے ایک بڑی اور حتمی جوابی کارروائی کا حکم دیا---

اس حکم میں بعض عوامل مانع رہے، بالآخر ۱۲۲۶ھ/ ۱۸۱۱ء کو سلطان محمود خان کے دور میں محمد علی پاشا نے اپنے جواں سال فرزند احمد طوسون پاشا (وفات ۱۲۳۱ھ/ ۱۸۱۶ء) کی زیر قیادت ایک لشکر تیار کیا، جس میں ہر طبقہ اور علم وفن کے افراد شامل کیے گئے اور مذاہب اربعہ سے تعلق رکھنے والے ایک ایک جید عالم وفقیہ بھی لشکر کے ہمراہ ہوئے، ان میں احناف کی طرف سے علامہ سید احمد طحطاوی لشکر میں شامل تھے---[۳۴۱]

اعتراف عظمت

مفتیٔ اعظم شیخ احمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کے علم وفضل کے براہ راست اعتراف کی سب سے بڑی دلیل تو ان کی تصنیفات ہیں، جو آج تک فقہاء ومفتیان نیز دیگر اہل علم کے ہاں قابل اعتماد ہیں، لیکن اسی کے ساتھ آپ کے تذکرہ نگاروں نے بھی آپ کے اوصاف حمیدہ بیان کیے، چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

- صاحب عجائب الآثار لکھتے ہیں:

الشیخ العلامة، و النحریر الفهامة، السید احمد بن محمد بن اسماعیل من ذریة السیّد محمد الدوقاطی الطهطاوی الحنفی---[۳۴۲]

- مفتیٔ اعظم بغداد، مفسر، محدث، ادیب وشاعر، صاحب تفسیر روح المعانی علامہ سید شہاب الدین محمود بن عبد اللہ حسینی آلوسی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۷۰ھ/ ۱۸۵۴ء) نے

Marfat.com

ان الفاظ میں ذکر کیا:

"تاج الشریعة و صدرها، و شمس الائمة و فخرها، صاحب حاشية (الدر المختار) التی طارصیتها باجنحة القبول فی الاقطار، المولی الصفی، الشیخ احمد الطحطاوی الحنفی، تغمده الله تعالی برحمته، و نفعنا و المسلمین ببرکته"---[۳۴۳]

- حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳٦۷ھ/۱۹۴۸ء) کے شیخ، مرشد السالکین، استاذ العلماء مولانا شاہ محمد گل قادری رحمۃ اللہ علیہ بن سید احمد خان کابلی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء) نے لکھا:

"خاتمة المحققین مولانا المرحوم السید احمد الطحطاوی محشی الدر المختار رحمه مولاه رحمة الابرار"---[۳۴۴]

تلامذہ

- شیخ ابراہیم چلپی بن احمد آغا بارودی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۰۵ھ/۱۷۹۰ء)
- شیخ سید احمد عارف حکمت بن ابراہیم پاشا حسینی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۷۵ھ/۱۸۵۸ء)
- شیخ احمد بن محمد تمیمی داری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲٦۷ھ/۱۸۵۱ء)
- شیخ سید حسین بن سلیم دجانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۷۴ھ/۱۸۵۸ء)
- شیخ عبد المولیٰ بن عبد اللہ بن عبد القادر مغربی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۴۵ھ/۱۸۲۹ء تقریباً)
- شیخ عثمان بن حسن دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲٦۵ھ/۱۸۴۸ء)

Marfat.com

- شیخ سید محمد بن حسین کتبی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۸۰ھ/۱۸۶۳ء)
- شیخ محمد بن صالح البناء رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۸۳ھ/۱۸۶۷ء میں زندہ)[۳۴۵]

تصانیف

فقیہ جلیل علامہ سید احمد طحطاوی کی تصنیفات وتالیفات حسب ذیل ہیں:

- حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار شرح تنویر الابصار

علامہ سید احمد طحطاوی کی تصنیفات میں سے حاشیہ درمختار کو عرب وعجم کے فقہاء عظام و مفتیانِ کرام کے ہاں بطور خاص اعتماد و پذیرائی ملی --- فقہی مسائل کی تحقیق اور فتویٰ کے اجراء میں اہل علم اس سے مستفید ہوتے ہیں --- علامہ ابن عابدین شامی نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف رد المحتار کی تالیف کے دوران میں اس سے استفادہ کیا ---

- حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح

علامہ طحطاوی کی یہ دوسری اہم تصنیف، جو فقہی علوم کے طلبہ میں بطور خاص مقبول ہوئی ---

- کشف الرین عن بیان المسح علی الجوربین

موزوں پر مسح کے مسئلہ پر حنفی مذہب کا بیان ---

- سند الطحطاوی

مکتبہ جامعہ ازہر میں اس کا ایک اور دار الکتب مصریہ قاہرہ میں چار مخطوطات محفوظ ہیں --- [۳۴۶]

حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز کے شیخ و مرشد حضرت مولانا صدر الافاضل مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلۂ روایت بعض علوم میں محض چار واسطوں بعد علامہ سید احمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ سے متصل ہے، لہٰذا آپ نے سند الطحطاوی کا قلمی نسخہ کھوج نکالا اور

Marfat.com

اسے ثبت نعیمی میں درج کیا--- سند طحطاوی کے قلمی نسخے عرب دنیا میں موجود ہیں، لیکن (غالباً) ابھی تک الگ کتاب کے طور پر شائع نہیں ہوئی --- یوں مولانا مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے توسط سے نہ صرف اہل ہند علامہ طحطاوی کے سلسلۂ روایت پر مطلع ہوئے بلکہ آج تک ثبت نعیمی کی اہمیت اس پہلو سے برقرار ہے کہ سند طحطاوی کے بعض مندرجات پر مطلع ہونے کا واحد آسان ذریعہ ہے[۳۴۷] یہ نسخہ راقم کے پاس موجود ہے--- میری معلومات کے مطابق نعیمی علماء میں سے کسی اور کے پاس محفوظ نہیں ہے---

وصال

علامہ سید احمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے جمعہ کی رات بعد غروب شمس ۱۵رجب ۱۲۳۱ھ مطابق ۱۱رجون ۱۸۱۶ء کو قاہرہ میں وفات پائی[۳۴۸] اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ میں مدفون ہوئے---

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ کے قریب ہی ایک گلی میں امام شافعی رضی اللہ عنہ کے استاذ حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ہے---

Marfat.com

حضرت وکیع رضی اللہ عنہ

حضرت وکیع بن جراح حنفی رضی اللہ عنہ بلند پایہ فقیہ، محدث، عالم دین اور عابد و زاہد تھے---
آپ کی عظمت و جلالت شان کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ
ایسے امام و مقتدیٰ نے آپ سے قرآن، حدیث اور فقہ کا علم حاصل کیا، چناں چہ
امام شافعی کی تالیف ''الام'' کے مقدمہ میں آپ کے عراقی مشائخ میں حضرت وکیع بن
جراح کا نام بھی شامل ہے---[۳۴۹]

حضرت وکیع نے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام زفر رحمہم اللہ سے
علم حاصل کیا، حضرت عبداللہ بن مبارک، امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین اور علی بن المدینی رحمہم اللہ
ایسے جلیل القدر ائمہ و محدثین نے آپ سے احادیث روایت کیں---[۳۵۰]

Marfat.com

قاضی ابن اکثم کہتے ہیں:

"مجھے سفر و حضر میں حضرت وکیع کے ساتھ رہنے کا شرف حاصل رہا، آپ ہمیشہ روزہ سے رہتے اور ہر رات ایک قرآن کریم ختم کرتے" --- [۳۵۱]

یحییٰ بن معین کہتے ہیں:

میں نے وکیع کو سب سے افضل پایا، پوچھا گیا، کیا ابن مبارک سے بھی زیادہ؟ --- کہا، ہاں --- ابن مبارک صاحب فضیلت ہیں مگر وکیع بہرحال افضل ہیں --- وہ قبلہ رو ہو کر احادیث یاد کرتے، رات کو قیام اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول پر فتویٰ دیتے --- [۳۵۲]

علی بن حزم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت وکیع کے ہاتھ میں کبھی کتاب نہیں دیکھی کیوں کہ ان کا حافظہ اس قدر تھا کہ انھیں کتاب کی حاجت نہ تھی --- میں نے آپ سے قوت حافظہ کی دوا دریافت کی تو آپ نے فرمایا:

تَرْكُ الْمَعَاصِيْ، مَا جَرَّبْتُ مِثْلَهٗ لِلْحِفْظِ ---

"میری نظر میں گناہوں کے ترک سے زیادہ اور کوئی دوا نہیں ہے" --- [۳۵۳]

اسی مفہوم کی امام شافعی سے منسوب رباعی اساتذہ و طلبہ کے ہاں مشہور ہے:

شَكَوْتُ اِلٰى وَكِيْعٍ سُوْءَ حِفْظِيْ
فَاَوْصَانِيْ اِلٰى تَرْكِ الْمَعَاصِيْ
فَاِنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ مِّنْ اِلٰهٍ
وَنُوْرُ اللّٰهِ لَا يُعْطٰى لِعَاصٍ [۳۵۴]

"میں نے حضرت وکیع کی خدمت میں حافظہ کمزور ہونے کی شکایت کی، تو آپ نے گناہ چھوڑنے کی ہدایت فرمائی کیوں کہ علم اللہ تعالیٰ کا نور ہے

Marfat.com

اور نورِ الٰہی گنہگار کے حصے میں نہیں آتا''---

علامہ صاوی نے فَاَوْصَانِیْ کی جگہ فَاَرْشَدَنِیْ تحریر فرمایا اور دوسرا شعر یوں نقل کیا:

وَاَعْلَمَنِیْ بِاَنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ
وَنُوْرُ اللّٰهِ لَا یُهْدٰی لِعَاصِیْ [۳۵۵]

امام یافعی نے اسے اس طرح لکھا ہے:

وَعَلَّلَهٗ بِاَنَّ الْفَضْلَ عِلْمٌ
وَفَضْلُ اللّٰهِ لَا یَحْوِیْهِ عَاصِیْ [۳۵۶]

حضرت وکیع اکابر تبع تابعین میں سے تھے---[۳۵۷]

وصال

محرم الحرام ۱۹۷ھ کے یوم عاشور کو حج سے واپسی پر راستے ہی میں وصال فرمایا---[۳۵۸]
یہاں مصر میں آپ کا مقام ہے، جس پر آپ کا نام نامی تحریر ہے---

Marfat.com

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ

مقام وکیع کی زیارت کے بعد صحابی رسول حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری کے لیے روانہ ہوئے، مختلف گلیوں کے چکر لگاتے ہوئے صحابی رسول حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر جا پہنچے---قدیم طرز کی چھوٹی سی مسجد کے ایک گوشے میں آپ کا روضہ مبارکہ ہے---آثار سے پتا چلتا ہے کہ اندرونی دیواروں پر نقش ونگار ہوں گے جو مرور زمانہ سے مٹ چکے ہیں، البتہ بنظر غائر دیکھنے سے کہیں کہیں بیل بوٹوں کے نشان نظر آجاتے ہیں---

قبر مبارک کوئی پانچ فٹ بلند ہے، اوپر سبز رنگ کی چولی نما چادر چڑھی ہوئی ہے---گزشتہ دفعہ کی حاضری کی یادداشت کے مطابق سبز کپڑا اٹھا کر دیکھا تو نیچے سیاہ رنگ کا غلاف نظر آیا، یہ غلاف کعبہ کا ٹکڑا ہے، جسے مزار مبارک پر چڑھایا گیا ہے اور سبز رنگ کی چادر اس کی حفاظت کے لیے ڈالی گئی ہے---سرہانے کی جانب دیوار میں نہایت مدھم شیشہ والا ایک فریم نصب ہے، پتا چلا کہ اس میں حجر اسود کا چھوٹا سا ٹکڑا رکھا ہوا ہے---

Marfat.com

حضرت عقبہ بن عامر بن عبس جہنی رضی اللہ عنہ بہت مشہور صحابی ہیں، حضور ﷺ کی خدمت میں مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور پھر اپنے وطن سے ہجرت کر کے شہرِ مصطفیٰ ''مدینہ منورہ'' میں قیام پذیر ہو گئے--- حضور ﷺ کی معیت میں کئی غزوات میں حصہ لیا--- آپ بہت خوش الحانی سے قرآن کریم کی قراءت کیا کرتے--- نہایت فصیح اللسان، شاعر، کاتب اور علم فرائض (وراثت) کے ماہر عالم تھے--- آپ کا شمار فقہاءِ صحابہ میں ہوتا ہے--- فاتحین مصر میں شامل تھے، نیز فتوحات شام میں بھی حصہ لیا--- بلکہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شام فتح ہونے کی بشارت آپ نے ہی جا کر دی تھی---

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مصر کے گورنر مقرر ہوئے، تو یہیں سکونت اختیار کر لی--- آپ سے صحابہ کرام میں سے حضرت ابن عباس، حضرت ابوایوب اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے علی بن رباح اور سعید بن مسیّب (رحمہم اللہ) وغیرہ کے علاوہ مصر کے کثیر لوگوں نے احادیث روایت کی ہیں--- امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ۵۸ھ میں وصال فرمایا---[۳۵۹]

بہت خوش الحانی سے قرآن کریم کی تلاوت کرتے، ایک بار حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فرمائش پر سورہ براءۃ تلاوت کی، جسے سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر گریہ طاری ہو گیا[۳۶۰] آپ کے زیادہ حالات دستیاب نہیں ہو سکے---

یہ بلند پایہ ہستی ظاہری آرائش و زیبائش کی محتاج نہیں بلکہ ان کی سادہ زندگی کی طرح مزار بھی سادہ ہے، مگر حکومت کو صحابہ کرام اور دیگر اہل اللہ رضی اللہ عنہم کے مزارات پر خصوصی توجہ دینی چاہیے---

✿✿✿✿✿

Marfat.com

حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ کے مزار کے قریب ہی کوئی ایک فرلانگ کے فاصلے پر ایک بڑے کمرے میں حضرت ذوالنون مصری کا مزار اور محمد بن الحنفیہ اور سیدہ رابعہ عدویہ کے مقامات ہیں، یہاں بھی حاضری دی، سیدنا ذوالنون بڑی برگزیدہ ہستی ہیں---

آپ کا اسم گرامی ثوبان اور کنیت ابوالفیض ہے، جب کہ ذوالنون مصری کے لقب سے مشہور ہیں--- آپ کے والد گرامی حضرت ابراہیم مصر کے علاقہ نوبہ میں قیام پذیر تھے--- حضرت ذوالنون علم و معرفت، تقویٰ و ورع اور صفائے حال میں یکتائے روزگار اور اہل ملامت کے سردار تھے، آپ نے تمام زندگی فقر و فاقہ میں بسر کی، اللہ کی ذات پر کامل توکل رکھتے--- آپ کا عارفانہ کلام راہ معرفت پر گامزن ہونے والوں کے لیے

Marfat.com

عظیم سرمایہ ہے--- آپ عمل پر زور دیتے اور ریا کاری، ظاہر پرستی اور بے عملی کی شدت سے مخالفت فرماتے---

ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کی، نوافل پر مداومت نہیں ہو پاتی، فرمایا: کیوں کہ تم فرائض کو صحیح طور پر ادا نہیں کرتے---

پوچھا گیا دائمی گناہ گار کون ہے؟---فرمایا، جو فانی دنیا سے محبت رکھے---

ایک بار کسی نے دریافت کیا کہ کمینہ کون ہے؟---فرمایا:

جسے اللہ تک پہنچنے کا طریقہ معلوم نہ ہو اور وہ اس سلسلہ میں کسی سے رہنمائی بھی حاصل نہ کرے---[۳۶۱]

حضرت ذوالنون مصری اتباع رسول اللہ ﷺ پر بہت زور دیتے---فرماتے:

اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت یہ ہے کہ اخلاق و اعمال، اوامر و سنن، غرض تمام معاملات میں اللہ کے حبیب، رسول اللہ ﷺ کی پیروی کی جائے---[۳۶۲]

آپ فرماتے انسان پر چھ چیزوں کی وجہ سے تباہی آتی ہے:

۱......اعمال صالحہ اور اخروی امور سے کوتاہی---

۲......جسم شیطان کا پیروکار اور خواہشات نفسانی کا گہوارہ بن جائے---

۳......طول امل (لمبی امیدیں باندھنا اور دنیاوی سامان کے حصول کے لیے کوشاں رہنا) جب کہ عمر قلیل اور موت نزدیک ہے---

۴......رضاء الٰہی کے حصول کی بجائے مخلوق کی رضامندی کو ترجیح دینا---

۵......تقاضائے نفس پر حضور ﷺ کی سنت کو ترک کرنا---

۶......اکابر کی لغزشوں کو سند بنا کر اپنی غلطی ان کے سر تھوپنا اور ان کے فضائل سے صرف نظر کرنا---[۳۶۳]

آپ فرماتے ہیں کہ کلام اللہ کا دارومدار چار چیزوں پر ہے:

Marfat.com

۱......رب جلیل سے محبت

۲......قلیل (دنیا) سے بغض وعداوت

۳......تنزیل (قرآن) کا اتباع

۴......تحویل (تبدیلی) کا خوف --- یعنی اس بات کا فکر مند رہنا کہ کہیں موجودہ حالت ایمان، کفر میں نہ بدل جائے ---

- جو معدہ کھانے سے پُر ہو، اس میں حکمت جاگزیں نہیں ہوسکتی --- [۳۶۴]
- جو مرید ادب کا لحاظ نہیں رکھتا، وہ لوٹ کر پھر پہلی حالت پر آجاتا ہے --- [۳۶۵]

انوکھی دعا اور اس کی تاثیر

آپ خلق خدا سے بڑی شفقت فرماتے، ایک بار کشتی میں سفر کر رہے تھے، دوسری جانب سے آنے والی ایک کشتی میں چند کھلنڈرے مصری نوجوان لہو ولعب میں مصروف تھے، آپ کے شاگردوں نے ان کے اس تغافل کو ناپسند کرتے ہوئے حضرت کی خدمت میں عرض کی، آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو غرق فرما دے تاکہ دنیا ان کی نحوست سے محفوظ رہے --- حضرت ذوالنون رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ دعا کے لیے دراز فرمائے اور عرض کی:

> بار الہا! یہ نوجوان جیسے اس دنیا میں خوش وخرم ہیں، اسی طرح اخروی دنیا میں بھی عیش وعشرت میں رہیں ---

مریدوں اور شاگردوں کو اس دعا پر تعجب ہوا، اسی اثناء میں وہ کشتی قریب آ پہنچی، نوجوانوں کی نظر جب حضرت ذوالنون پر پڑی تو انہیں سخت ندامت ہوئی، آلات لہو ولعب

Marfat.com

توڑ دیے اور ندامت کے آنسو بہانے لگے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صدق دل سے توبہ کرلی---حضرت نے خدام سے فرمایا:

میری دعا کا مفہوم تمھاری سمجھ میں آ گیا؟---آخرت میں عیش و آرام اسی صورت میں ممکن ہے کہ دنیا میں توبہ نصیب ہو---اب اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت دی ہے تو ان کی آخرت بھی بہتر ہو جائے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ---میری اس دعا سے ان کی عاقبت سنور گئی اور کسی کا کچھ نقصان بھی نہیں ہوا[۳۶۶] اسی قسم کا ایک واقعہ سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں بھی نظر سے گزرا ہے---

کرامت

استقامت علی الحق کے علاوہ ظاہراً خوارق عادات امور کا بھی آپ سے صدور ہوا، جنھیں لوگ کرامت کہتے ہیں---ایک بار آپ کی خدمت میں ایک عورت روتے ہوئے حاضر ہوئی اور عرض کی، دریائے نیل کے کنارے جا رہی تھی کہ میرے بچے کو ایک مگرمچھ نے اچک لیا ہے، خدا کے لیے میرے حال پر رحم فرمائیں---عورت کی گریہ وزاری اور بے قراری سے متاثر ہو کر آپ دریا کے کنارے آئے اور دعا کی:

اَللّٰھُمَّ! اَظْھِرِ التِّمْسَاحَ---

''یا اللہ، مگرمچھ کو ظاہر فرمادے''---

اچانک ایک مگرمچھ باہر آیا، آپ نے اسے چیر ڈالا اور اس کے پیٹ سے بچہ زندہ وسلامت باہر نکال لیا---[۳۶۷]

اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت سیدنا ابراہیم دسوقی قدس سرہ العزیز کے حالات میں گزر چکا ہے---

Marfat.com

وصال

حضرت شیخ فرید الدین عطار لکھتے ہیں:

حضرت ذوالنون رضی اللہ عنہ سے ان کی مرض الموت میں پوچھا گیا کہ آپ کی آرزو کیا ہے؟---فرمایا:

تمنا یہ ہے کہ وصال سے لمحہ بھر پہلے اللہ تعالیٰ کی حقیقی معرفت نصیب ہو جائے، پھر آپ نے یہ شعر پڑھا:

اَلْخَوْفُ اَمْرَضَنِیْ وَ الشَّوْقُ اَحْرَقَنِیْ

اَلْحُبُّ اَفْنَانِیْ وَ اللّٰہُ اَحْیَانِیْ [۳۶۸]

"مجھے خوف نے مریض بنا دیا اور آتش شوق نے جلا ڈالا، محبت نے فنا کر دیا جب کہ اللہ تعالیٰ نے زندہ فرما دیا"---

حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اہل مصر آپ کی زندگی میں آپ کے مقامات کو کما حقہ نہ پہچان سکے، چناں چہ جس رات آپ کا وصال ہوا، ستر (۷۰) بزرگ خواب میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار پر انوار سے مشرف ہوئے، آقا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے دوست ذوالنون کی آمد آمد ہے، میں ان کے استقبال کے لیے آیا ہوں"---[۳۶۹]

بوقت وصال آپ کی پیشانی پر یہ نورانی تحریر نمایاں ہوگئی:

هٰذَا حَبِیْبُ اللّٰهِ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰهِ، هٰذَا قَتِیلُ اللّٰه مَاتَ

Marfat.com

بسیفُ اللہ---[۳۷۰]

''یہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں، (انھوں نے) اللہ تعالیٰ کی محبت میں وصال فرمایا اور یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں محبت الٰہی کی سیف سے شہید ہوئے''---

۲۴۵ھ میں آپ نے سفر آخرت اختیار فرمایا---[۳۷۱]

جب جنازہ اٹھایا گیا تو اچانک فضا میں پرندوں کے جھنڈ اکٹھے ہو گئے اور ایک دوسرے کے پروں سے پر ملا کر جنازہ پر سایہ کیے اڑتے رہے، یہ منظر دیکھ کر مصر کے وہ لوگ جو آپ سے عداوت رکھتے تھے اور حسن سلوک سے پیش نہ آتے تھے، سخت شرم سار ہوئے---[۳۷۲]

جنازہ لے جایا جا رہا تھا، راستے میں کسی قریبی مسجد سے اذان کی آواز آئی، مؤذن نے جب کلمہ شہادت ادا کیا تو آپ نے (زندگی کے معمول کے مطابق) انگشت شہادت بلند کردی---تب لوگوں کو آپ کے مقام و مرتبہ کا صحیح اندازہ ہوا---[۳۷۳]

رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی رَحْمَۃً وَّاسِعَۃً---

محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا ذوالنون مصری کے مزار کے پاس اسی کمرے میں حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ہے، آپ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے صاحبزادے ہیں، آپ کی والدہ خولہ بنت جعفر کا تعلق قبیلہ بنی حنفیہ سے تھا، اسی نسبت سے محمد بن حنفیہ کے نام سے مشہور ہوئے---آپ نہایت سربرآوردہ شخصیت، فصیح، بلیغ اور کتاب و سنت کے ممتاز عالم دین تھے، بڑے بہادر اور صاحب قوت تھے---ایک مرتبہ روم کے بادشاہ نے

Marfat.com

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف خیر سگالی کے دورے پر اپنا ایک طاقت ور اور تجربہ کار پہلوان بھیجا، اس کے مقابلہ کے لیے عبدالملک کی نظر انتخاب حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی، آپ نے اس پہلوان کو فرمایا، چاہے تو بیٹھ جا اور میں تجھ کو اٹھا لوں گا اور پسند کرے تو میں بیٹھ جاتا ہوں، مجھے کھڑا کر کے دکھا --- اس نے کہا کہ میں بیٹھتا ہوں آپ اٹھائیں، آپ نے اسے ہاتھ سے پکڑا اور کھڑا کر لیا، اس نے کہا، اب آپ بیٹھیں، میں اٹھاتا ہوں، آپ بیٹھ گئے مگر وہ قوی پہلوان تمام تر کوششوں کے باوجود آپ کو کھڑا نہ کر سکا بلکہ خود بیٹھنے پر مجبور ہو گیا --- [۳۷۴]

ایک مرتبہ روم کے بادشاہ نے عبدالملک کو دھمکی آمیز خط لکھا کہ خراج ادا کرو، ورنہ ایک لاکھ بری اور ایک لاکھ بحری فوج کے مقابلہ کے لیے تیار ہو جاؤ --- عبدالملک نے حجاج کو لکھا کہ وہ محمد بن حنفیہ کی طرف دھمکی آمیز خط لکھے اور جو جواب موصول ہو، فوراً مجھے پہنچانا --- چناں چہ حجاج نے خط لکھا، جس کے جواب میں محمد بن حنفیہ نے لکھا:

اِنَّ لِلّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ ثَلٰثُمِائَةٍ وَّ تِسْعِيْنَ نَظْرَةً اِلٰى خَلْقِهٖ وَ اَنَا اَرْجُوْ اَنْ يَّنْظُرَ اللّٰهُ اِلَيَّ نَظْرَةً يَّمْنَعُنِيْ بِهَا مِنْكَ ---

"اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف تین سو نوے بار نظر فرماتا ہے، مجھے امید ہے کہ اس کی ایک ہی نگاہ کرم مجھے تیرے شر سے محفوظ رکھے گی" ---

حجاج نے یہ خط عبدالملک کی طرف بھجوایا تو اس نے اسی مضمون کا جواب بادشاہ روم کے نام تحریر کیا، بادشاہ نے خط پڑھتے ہی کہا، یہ جواب عبدالملک کا ہرگز نہیں ہو سکتا، یہ تحریر تو نبی کے گھرانے (بیت نبوت) کی معلوم ہوتی ہے --- [۳۷۵]

حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کو جب امام حسین رضی اللہ عنہ کے کربلا روانہ ہونے کا علم ہوا،

Marfat.com

سخت روئے، یہاں تک کہ سامنے پڑا ہوا وضو کا برتن آنسوؤں سے بھر گیا---[۳۷۶]

وصال

آپ نے محرم الحرام ۸۰ یا ۸۱ھ کو مدینہ منورہ میں بعمر ۶۵ برس وصال فرمایا---
رافضیوں کے ایک گروہ کا عقیدہ ہے کہ آپ ابھی زندہ ہیں اور جبل رضوی میں قیام فرما ہیں، آخری زمانہ میں ظاہر ہوں گے---[۳۷۷]

رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا

حضرت محمد بن حنفیہ کے ساتھ رابعہ عدویہ کا مقام ہے، جو مزار کی شکل میں بنا ہوا ہے---
آپ اپنے وقت کی برگزیدہ شخصیت ہیں، عبادت و ریاضت اور زہد و تقویٰ میں اعلیٰ مقام حاصل تھا، طبیعت میں خشیت الٰہی کا رنگ غالب تھا، یاد الٰہی میں کثرت سے روتیں، آپ کا مصلیٰ آنسوؤں سے تر رہتا، دوزخ کا نام سنتے ہی بے ہوشی طاری ہو جاتی، ہر وقت کفن تیار رکھتیں، لوگوں سے نذرانہ قبول نہ کرتیں اور فرماتیں کہ مجھے دنیا کی حاجت نہیں ہے[۳۷۸] سیدنا ذوالنون مصری کے مزار کے قریب آپ کا مقام ہے، رضی اللہ تعالیٰ عنہا---اس ولیہ کاملہ کے مقام پر بھی حاضری دی---
رات کافی بیت چکی تھی، ان مزارات پر حاضری کی سعادت حاصل کر کے بس کے ذریعے عتبہ پہنچے---زیارات مصر کے دوران پیدل چلنے کی کافی مشق ہو چکی تھی، لہٰذا عتبہ سے پیدل چل کر میدان الحسین پہنچے، راستے میں ایک دوکان سے انگور خریدے

Marfat.com

اور ہوٹل میں پہنچ گئے، انگور نہایت شیریں تھے---

بارش

نماز فجر کے بعد ڈائری لکھنے بیٹھا، سات بجے صبح بارش شروع ہوگئی، کھڑکی کھول کر دیکھا، ہلکی ہلکی پھوارسی پڑ رہی تھی، موسم خاصا ٹھنڈا ہوگیا---وقفہ وقفہ کے بعد چھینٹے پڑتے رہے اور پھر بارش بند ہوگئی--- ہمارے لحاظ سے تو یہ معمولی بارش ہے، مگر اہل مصر اسے بہت بھرپور سمجھ رہے ہیں، باہر نکل کر دیکھا، سڑک پر کافی پانی جمع تھا، پتا چلا یہاں نکاس کا خاطر خواہ نظام نہیں ہے--- چوں کہ بارش بہت کم ہوتی ہے، اس لیے پانی سے بچنے کے لیے کوئی منصوبہ بندی نہیں کی گئی، بارش تھوڑی اور زیادہ ہو جائے تو یہ لوگ اسے سیلاب سمجھنے لگتے ہیں---

آج ۱۶ر دسمبر ہے، اسی روز سقوط مشرقی پاکستان کا سانحہ پیش آیا، پاکستان کا مشرقی بازو کٹ گیا اور بنگلہ دیش قرار پایا تھا---اس روز نااہل قیادت کی بے تدبیری کے باعث ذلت آمیز انداز میں پاکستانی فوج کو ہتھیار ڈالنے پڑے اور اقوام عالم کے سامنے رسوائی کا سامنا کرنا پڑا---اس سانحہ کو یاد کر کے طبیعت میں کافی انقباض رہا---کاش ملت اسلامیہ متحد ہو کر عالم کفر کے مقابلہ میں بنیان مرصوص بن جائیں اور اجتماعی طور پر باطل سے ٹکر لے سکیں---

Marfat.com

براعظم افریقہ کی پہلی مسجد

جامع عمرو بن العاص

ساڑھے گیارہ بجے محترم اکرم صاحب ہوٹل میں آئے، ان کے ساتھ مصر کی تاریخی مسجد جامع عمرو بن العاص دیکھنے گئے۔۔۔ یہ براعظم افریقہ کی پہلی مسجد ہے، عہد فاروقی میں جب مصر فتح ہوا تو فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص نے ۲۱ھ میں یہاں مسجد بنوانے کا ارادہ کیا تو اس جگہ انگوروں کے باغات تھے [۳۷۹]، زمین ہموار کرنے کے بعد قبلہ کا رخ متعین کرتے وقت اسّی (۸۰) صحابہ کرام کی جماعت موجود تھی۔۔۔ ان میں حضرت زبیر بن عوام، حضرت مقداد بن اسود، حضرت عبادہ بن صامت، حضرت ابوالدرداء اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہم ایسے مشہور اور جلیل القدر صحابہ

Marfat.com

شامل تھے[۳۸۰] تب یہ مسجد پچاس گز لمبی اور تیس گز چوڑی تھی[۳۸۱] بعد ازاں مختلف ادوار میں اس کی توسیع ہوتی رہی---[۳۸۲]

اس مسجد کے اوّلین امام خود حضرت عمرو بن العاص تھے، جب کہ مؤذن ایک اور صحابی حضرت ابو مسلم یافعی رضی اللہ عنہما تھے---[۳۸۳]

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ان کے مقرر کردہ حاکم حضرت مسلمہ بن مخلد انصاری نے اس مسجد میں توسیع کی اور منار بنوایا---۷۷ھ میں حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے مسجد کو از سر نو تعمیر کروایا---ولید بن عبد الملک کے زمانے میں اسے شہید کر کے دوبارہ تعمیر اور نقش و نگار سے آراستہ کیا گیا، ستونوں پر سونے کا پانی چڑھایا گیا---[۳۸۴]

اس مسجد کے ساتھ اسلام کے عہد عروج کی زرّیں یادیں وابستہ ہیں، بڑے بڑے صحابہ، تابعین، اولیائے کبار اور علماء و محدثین نے اس میں نمازیں ادا کی ہیں، اسے دار القضا کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا تھا---

یہ مسجد تعلیم و تعلم اور درس و تدریس کا عظیم مرکز تھی، محمد بن عبد الرحمٰن حنفی بیان کرتے ہیں کہ ۷۴۹ھ سے پہلے میں نے خود اس مسجد میں چالیس سے زائد علمی حلقے شمار کیے ہیں[۳۸۵] مسجد میں رات کے وقت اٹھارہ ہزار چراغ روشن ہوا کرتے اور روزانہ گیارہ قنطار (تقریباً ۴۵ کلوگرام) تیل خرچ ہوتا---[۳۸۶]

مسجد نہایت وسیع و عریض ہے، مسجد حرام کی طرح چاروں طرف برآمدوں کی صورت میں قدیم طرز تعمیر کے مطابق بنائی گئی ہے، درمیان میں نہایت وسیع صحن ہے--- پچھلی دفعہ ۱۹۹۶ء میں جب یہاں حاضری ہوئی تو کافی خستہ حالت تھی، اب اکثر حصہ کی مرمت ہو چکی ہے، کام جاری ہے---ظہر کی نماز ہم نے اسی مسجد میں ادا کی، اتنی وسیع اور عظیم مسجد میں صرف چند نمازی تھے، نہ وہ علمی مجلسیں اور نہ وہ قرون اولیٰ کی سی

Marfat.com

رونقیں تھیں---

تبلیغی مرکز

آج کل جامع عمرو بن العاص اخوان المسلمین کا مرکز ہے، اسے یہاں کی جماعت اسلامی یا تبلیغی جماعت سمجھ لیں---ان کے بعض کام اچھے بھی ہیں اور دینی حوالے سے ان کی اہمیت ہے مگر عقائد وہی پاکستان کے تبلیغیوں جیسے، مزارات کی حاضری، تعظیم اولیاء اور محبت مصطفیٰ سے عاری---اپنی مخصوص وضع قطع سے پہچانے جاتے ہیں، حکومت ان کی سرگرمیوں سے خائف اور ان پر کڑی نظر رکھتی ہے---ان لوگوں کی وجہ سے ہر داڑھی والے کو شک وشبہ کی نظر سے دیکھا جاتا ہے، البتہ مزارات پر حاضری دینے والوں پر اظہار اطمینان ومسرت کیا جاتا ہے کہ اہل محبت ہیں اور ان کا تعلق ''اخوان'' سے نہیں ہے---

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا مزار

مسجد کے ایک کونے میں آپ رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے، جس پر سبز رنگ کی چادر چڑھی ہوئی ہے---

✿✿✿✿✿

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا شمار ان صحابہ میں ہوتا ہے، جنھوں نے بکثرت احادیث روایت کی ہیں، آپ بڑے اہتمام سے احادیث لکھا کرتے تھے--- بعض لوگوں نے منع کیا کہ ہر بات نہ لکھا کرو، ہوسکتا ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غصے یا خوش طبعی میں ایسی بات فرما دیں، جس کا لکھنا مناسب نہ ہو، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ احادیث لکھنے سے رک گئے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دہن اقدس کی طرف اشارہ کرکے فرمایا:

اُكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ اِلَّا حَقٌّ---[۳۸۷]

"لکھا کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اس منہ سے حق کے سوا اور کچھ نہیں نکل سکتا"---

Marfat.com

آپ کی روایت کردہ احادیث کی تعداد سات سو ہے---[۳۸۸]

عبادلہ اربعہ میں بھی آپ کا نام آتا ہے، عبادلہ اربعہ سے مراد عبداللہ نامی یہ چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم---[۳۸۹]

باپ اور بیٹے کی عمر میں صرف گیارہ سال کا فرق

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی اور فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں، کنیت ابو محمد اور ابو عبدالرحمٰن ہے، آپ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اپنے والد گرامی سے پہلے حلقہ بگوش اسلام ہوئے---
آپ کی ایک عجیب اور حیرت انگیز خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ اپنے باپ سے بارہ سال چھوٹے تھے[۳۹۰] جب کہ علامہ سیوطی نے لکھا ہے کہ باپ بیٹے میں صرف گیارہ سال کا فرق تھا---[۳۹۱]

عالم و فاضل شخصیت

آپ نہایت عالم و فاضل تھے، قرآن کریم کے علاوہ دیگر کتب سماویہ پر بھی عبور حاصل تھا--- ایک بار مکہ مکرمہ گئے، اتفاق سے وہاں حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، انھوں نے کسی سے کہا کہ عبداللہ بن عمرو سے جا کر تین باتیں پوچھو، اگر وہ بتا دیں تو سمجھ لینا کہ وہ بہت بڑے عالم ہیں--- (مقصد غالباً یہ تھا کہ لوگ آپ کے علمی مقام و مرتبہ سے آشنا ہو سکیں)، وہ تین سوال یہ ہیں:

Marfat.com

۱ وہ کون سی چیز ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے جنت سے لوگوں کے لیے زمین پر اتارا؟---

۲ سب سے پہلا پانی کون سا ہے؟---

۳ روئے زمین پر اگنے والے پہلے درخت کا نام کیا ہے؟---

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے پہلے سوال کے جواب میں فرمایا:

۱ حجر اسود، جسے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے زمین پر اتارا---

دوسرے سوال کے جواب میں فرمایا:

۲ سب سے پہلے یمن کے علاقہ حضر موت میں برہوت نامی کنویں سے پانی جاری ہوا---

اور تیسرے استفسار کا جواب یہ ہے کہ:

۳ روئے زمین کے پہلے درخت کا نام عوسجہ ہے، عصائے موسوی اسی درخت سے تیار کیا گیا تھا---

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کو یہ جواب بتائے گئے، آپ نے فرمایا:

اَلرَّجلُ وَ اللّٰہِ عالِمٌ---[۳۹۲]

"قسم اللہ کی، واقعی یہ شخص عالم ہے"---

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"عبداللہ! تم جانتے ہو ہمارے پاس اور کون موجود ہے؟--- پھر خود ہی ارشاد فرمایا، جبریل امین علیہ السلام ہیں، جو تمھیں سلام کہہ رہے ہیں"---[۳۹۳]

کثرتِ عبادت

آپ کو عبادت و ریاضت کا بڑا شوق تھا، آپ واقعی قائم اللیل اور صائم الدہر

Marfat.com

تھے---ایک بار حضور ﷺ ازراہ کرم ان کے گھر تشریف لائے اور فرمایا:

مجھے پتا چلا ہے کہ تم ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے اور رات کو قیام کرتے ہو؟---عرض کی، ہاں یارسول اللہ ﷺ---فرمایا، تجھے ہر ماہ تین روزے کافی ہیں، ایک نیکی کا ثواب دس گنا، اس طرح ہر ماہ تین روزوں سے سال بھر کے روزوں کا اجر نصیب ہوگا---

عرض کی یارسول اللہ! مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے، مزید روزوں کی اجازت عطا فرمائیں---فرمایا، ہر ماہ پانچ روزے رکھ لیا کرو، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پھر درخواست کی تو سات روزوں کی اجازت عطا فرمادی، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بار بار عرض کرتے رہے اور آقا حضور ﷺ دو دو دن کا اضافہ فرماتے رہے، بالآخر فرمایا:

حضرت داؤد علیہ السلام بہت زیادہ عبادت گزار تھے، تم ان کی طرح روزے رکھا کرو، یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن افطار---اسی طرح ان کا طریقہ یہ تھا کہ آدھی رات قیام اور آدھی رات آرام کرتے، تم بھی ایسا ہی کیا کرو:

اِنَّ لِاَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِعَبْدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِضَيْفِكَ عَلَيْكَ حَقًّا---

"تجھ پر تیرے گھر والوں کا، غلاموں کا اور مہمانوں کا بھی حق ہے"---

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضور ﷺ کی ہدایت کے مطابق عبادت کرتے رہے، جب عمر زیادہ ہوگئی تو فرمایا کرتے، کاش حضور ﷺ کی دی ہوئی رخصت کو قبول کرلیا ہوتا تو آج آسانی رہتی---[۳۹۴]

قرآن کریم کی تلاوت بھی کثرت سے کرتے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ مہینا میں ایک قرآن ختم کیا کرو، انھوں نے عرض کی، مجھے زیادہ طاقت ہے، جلدی ختم کرنے کی اجازت دیں---آپ نے فرمایا، بیس دنوں میں ختم کرلیا کرو---حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مزید درخواست کی تو پندرہ دن میں ختم کی اجازت دی اور مزید اصرار پر بالآخر دس دن میں

Marfat.com

ایک قرآن ختم کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی---[۳۹۵]

آپ خشیت الٰہی سے اکثر گریہ وزاری کرتے، عبداللہ بن بریدہ کا بیان ہے، میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے کہا، سنا ہے (جوانی میں) آپ کی آنکھیں قریش میں سب سے خوب صورت اور حسین تھیں، اب ان کی حالت کیسی ہوگئی ہے؟---فرمایا:

اَلْبُکَاءُ---

''کثرت گریہ کی وجہ سے''---[۳۹۶]

وصال

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہ) نے ۷۲ سال کی عمر میں ۶۵ھ کو مصر میں وصال فرمایا، آپ کی اپنی رہائش گاہ ہی میں تدفین ہوئی تھی [۳۹۷] قاہرہ کی پہلی مسجد، جامع حضرت عمرو بن العاص کی توسیع کے بعد، اب یہ جگہ مسجد میں شامل ہے---

فاتح مصر کا مزار

جامع مسجد عمرو بن العاص کے قریبی گوشے میں فاتح مصر سے منسوب مزار مبارک بھی ہے---آپ کے وصال کے وقت ایسے حالات پیش آئے کہ مخالفین اور شرپسندوں کے شر سے بچنے کے لیے تدفین کو مخفی رکھا گیا، چناں چہ آپ کی قبر کا صحیح علم نہیں ہوسکا---

Marfat.com

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، آپ نے ۸ ھ میں فتح مکہ سے چھ ماہ قبل اسلام قبول کیا، اس وقت شرط یہ لگائی کہ زمانہ کفر کے میرے تمام گناہ معاف ہو جائیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اسلام اور ہجرت کے سبب سے پہلے تمام گناہ محو ہو جاتے ہیں''---

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سریہ ذات السلاسل کے موقع پر امیر لشکر مقرر فرمایا، پھر عمان کا عامل بنایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک یہ ذمہ داری نبھاتے رہے---[۳۹۸]

آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر سنی تو بے قرار ہو گئے اور بہت روئے---[۳۹۹]

آپ میں امارت و قیادت کی خداداد صلاحیتیں تھیں، چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ملک شام کی امارت کی ذمہ داری انہیں تفویض فرمائی---حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے انہیں پہلے فلسطین کا گورنر بنایا، پھر مصر کی جانب

Marfat.com

امیر لشکر بنا کر بھیجا، چناں چہ اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت سے نوازا اور آپ فاتح مصر کے لقب سے مشہور ہوئے --- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو مصر کا گورنر مقرر کیا، حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں چار سال تک مصر کے سربراہ رہے ---

حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین فیصلے میں امیر معاویہ کی طرف سے آپ حکم مقرر ہوئے --- [۴۰۰]

زندگی کے تین ادوار

ابن شماسہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مرض موت میں مبتلا تھے، ہم لوگ ان کی عیادت کے لیے گئے، حضرت عمرو بن العاص کافی دیر تک روتے رہے پھر اپنا چہرہ دیوار کی طرف پھیر لیا --- ان کے بیٹے نے کہا، ابا جان! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ --- کیا آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فلاں فلاں چیز کی بشارت نہیں دی، حضرت عمرو بن العاص ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

ہمارے نزدیک سب سے افضل عمل اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینا ہے ----

مجھ پر تین دور گزرے ہیں:

پہلا دور

ایک وقت وہ تھا، جب مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کسی چیز سے

Marfat.com

عداوت نہیں تھی اور میں ہر وقت اس فکر میں رہتا تھا کہ کسی طرح (العیاذ باللہ) رسول اللہ ﷺ کو قتل کر ڈالوں، اگر میں اس وقت مر جاتا تو یقیناً جہنمی ہوتا---

دوسرا دور

دوسرا دور وہ تھا، جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی رغبت پیدا کی، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

حضور! اپنا ہاتھ بڑھایئے، میں آپ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کرتا ہوں--- حضور ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ روک لیا، حضور ﷺ نے فرمایا:

عمرو کیا بات ہے؟--- میں نے عرض کیا، کچھ شرائط طے کرنا چاہتا ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا، جو دل چاہے شرط لگاؤ، میں نے عرض کیا، میری شرط یہ ہے کہ میرے سابقہ گناہ معاف ہو جائیں، حضور ﷺ نے فرمایا:

عمرو! کیا تم نہیں جانتے کہ اسلام پچھلے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور ہجرت پچھلے تمام گناہوں کو ختم دیتی ہے اور حج پچھلے تمام گناہوں کو محو کر دیتا ہے--- اس وقت مجھے حضور ﷺ سے زیادہ کوئی شخص محبوب نہیں تھا اور میری آنکھوں میں آپ سے زیادہ کوئی شخصیت بارعب نہ تھی--- اگر کوئی شخص مجھ سے کہے کہ حضور ﷺ کا حلیہ مبارکہ بیان کرو، تو میں آپ کا حلیہ بیان نہیں کر سکتا، کیوں کہ میں کبھی آپ کو آنکھ بھر کر نہیں دیکھ سکا--- اگر میں اس وقت فوت ہو جاتا تو مجھے امید ہے کہ میں جنتی ہوتا---

Marfat.com

تیسرا دور

پھر اس کے بعد ہمیں کچھ ذمہ داریاں سونپ دی گئیں، میں نہیں جانتا کہ ان کے بارے میں میرا کیا انجام ہوگا--- میرے مرنے کے بعد میرے جنازے کے ساتھ کوئی ماتم کرنے والا جائے نہ آگ لے جائی جائے---اور:

فَاِذَا دَفَنْتُمُوْنِیْ فَشُنُّوْا عَلَیَّ التُّرَابَ شَنًّا ثُمَّ اَقِیْمُوْا حَوْلَ قَبْرِیْ قَدْرَ مَا تُنْحَرُ جَزُوْرٌ وَ یُقْسَمُ لَحْمُهَا حَتّٰی اَسْتَأْنِسَ بِکُمْ وَ اَنْظُرَ مَاذَا اُرَاجِعُ رُسُلَ رَبِّیْ---[۴۰۱]

"جب مجھے دفن کر چکو تو مٹی ڈال کر میری قبر کے گرد اتنی دیر ٹھہرنا، جتنی دیر اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے، تاکہ تمہارے قرب سے مجھے انس حاصل ہو اور میں دیکھوں کہ فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں---

وصال

۴۳ھ میں عید الفطر کی شب مصر میں بعمر نوے سال وصال فرمایا---[۴۰۲]

نماز جنازہ آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور جبل مقطم میں تدفین ہوئی---[۴۰۳]

✿✿✿✿✿

Marfat.com

جبل مقطم

جبل مقطم مقدس پہاڑ ہے، کتب سابقہ میں اس پہاڑ کی فضیلت آئی ہے---
صحابہ کرام نے جب مصر فتح کیا تو مصر کے سابق بادشاہ مقوقس نے حضرت عمرو بن العاص کو ستر ہزار روپے کے عوض اسے خریدنے کی پیش کش کی، حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو لکھا تو آپ نے فرمایا، اسے پوچھو کہ وہ کیوں خریدنا چاہتا ہے؟---
مقوقس نے بتایا کہ ہماری کتابوں میں مذکور ہے کہ اس پہاڑ پر جنت کے درخت اگیں گے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب یہ جواب پہنچا تو آپ نے فرمایا:

''مومن اشجار جنت کے زیادہ مستحق ہیں، لہٰذا اسے مسلمانوں کا قبرستان بنادیا جائے''---[۴۰۴]

Marfat.com

اس قبرستان میں پانچ صحابی آسودہ ہیں:

۱.....حضرت عمرو بن العاص---

۲.....حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی---

۳.....حضرت عبداللہ بن حارث زبیدی---

۴.....حضرت ابوبصرہ غفاری---اور

۵.....حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم---[۴۰۵]

اس وسیع قبرستان میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر صحابہ کے مزارات کا پتا نہیں چلتا---حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا مزار قبرستان کے دوسرے کونے پر ہے جو کہ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مزار سے نسبتاً قریب ہے---ان کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں---

حضرت عبداللہ بن حارث زبیدی رضی اللہ عنہ

آپ صحابی رسول ہیں، عمر کا ایک طویل عرصہ مصر میں گزارا---مصر میں قیام پذیر صحابہ کرام میں سب سے آخر میں ۵۸ھ کو ان کا وصال ہوا---

اہل مصر کو انھوں نے بیس احادیث روایت کیں---[۴۰۶]

ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں آپ کی مرویات موجود ہیں---[۴۰۷]

مصر میں وصال فرمایا اور جبلِ مقطم کے قبرستان میں آسودۂ خواب ہیں---

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ

آپ قدیم الاسلام ہیں، حبشہ میں دوسری بار ہجرت کرنے والے مہاجرین میں

Marfat.com

آپ بھی شریک تھے---ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ظہر کے بعد طویل خطبہ دیا، جس میں آئندہ وقوع پذیر ہونے والے واقعات کی خبر دی اور فرمایا:

فَوَ اللّٰہِ لَا تَسْاَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُکُمْ---

''بخدا! تم جو پوچھو گے، تمہیں اس کی خبر دوں گا''---

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی ولدیت کے بارے میں بعض لوگوں کو شبہ تھا، انھوں نے پوچھا:

مَنْ اَبِیْ؟---میرا باپ کون ہے؟

فرمایا: حذافہ---

کسریٰ کے نام مکتوب گرامی

حضور ﷺ نے جب مختلف بادشاہوں کے نام دعوت اسلام پر مبنی گرامی نامے بھجوائے تو کسریٰ (ایران کے بادشاہ) کی طرف خط دے کر آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو بھجوایا تھا--- اس بدبخت نے گرامی نامہ کو چاک کر دیا، حضور ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْ مُلْکَہٗ---

''الٰہی! اس کے ملک کو ٹکڑے کر دے''---

چناں چہ کسریٰ اپنے ہی بیٹے شیرویہ کے ہاتھوں قتل ہوا اور یکے بعد دیگرے کئی بادشاہوں کے تخت الٹنے کے بعد بالآخر غرور شاہی خاک میں ملا، ایک عظیم سلطنت کا خاتمہ ہوا اور ایران مسلمانوں کے زیرنگین آ گیا---[۴۰۸]

Marfat.com

ایمان افروز داستان

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ بڑے بہادر، جان نثار اور جذبہ جہاد سے سرشار تھے--- روم کے نصرانیوں نے ۸۰ مسلمانوں کی جماعت کو گرفتار کرلیا، جن میں حضرت عبداللہ بن حذافہ بھی شامل تھے، نصاریٰ کے بادشاہ نے ان مسلمانوں سے کہا کہ تم نصرانی بن جاؤ، ورنہ تمہیں کھولتے ہوئے تیل میں ڈلوادوں گا--- صحابہ رضی اللہ عنہم نے نصرانیت قبول کرنے سے انکار کردیا--- نصرانیوں کے بادشاہ نے ایک مسلمان کو پکڑ کر کھولتے ہوئے گرم تیل میں ڈلوادیا، گوشت پوست فوراً جل گیا، صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا--- پھر اس نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا، ابھی وقت ہے ہمارا دین قبول کرلو ورنہ تمہارا ابھی یہی حشر ہوگا--- یہ سن کر آپ رونے لگے، نصرانی نے اپنے نوکروں سے کہا کہ ابھی ٹھہرو--- اس پر حضرت عبداللہ نے فرمایا، کیا تم سمجھتے ہو کہ میں خوف زدہ ہوں، ہرگز نہیں، میں تو اس لیے رو رہا ہوں کہ میری صرف ایک ہی جان ہے، کاش! میرے جسم کے تمام بالوں کے برابر میری جانیں ہوتیں تو راہ حق میں تمام جانیں ایک ایک کرکے نذر کردیتا---

نصرانیوں کے سربراہ نے کہا، ہم تمھیں آزاد کردیں گے، آؤ میرے سر کو بوسہ دو (شاید اس نے اپنی جھوٹی انانیت کی تسکین اسی میں سمجھی) آپ نے فرمایا، میں ایسا نہیں کروں گا--- اس نے پھر پینترا بدلتے ہوئے کہا، نصرانیت قبول کرلو، اپنی بیٹی کا رشتہ اور آدھی بادشاہت تمہارے سپرد کردوں گا--- فرمایا، میں اپنا دین ہرگز نہیں چھوڑوں گا، اس نے کہا، میرا سر چومو، میں تمہیں اور تمہارے اسّی ساتھیوں کو رہا کردوں گا--- اس پر آپ آگے بڑھے اور اس کے سر کو بوسہ دیا، نتیجۃً مسلمانوں کو رہائی مل گئی---

Marfat.com

رہا ہو کر جب حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا اور ان کے سر کو چوما---[۴۰۹]

اس موقع پر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی فرمایا کہ تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے سر کو بوسہ دیں[۴۱۰] کیوں کہ ان کے استقلال اور تدبر سے مسلمانوں کو رہائی مل گئی ہے---

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کا مزار بھی جبل مقطم کے قریب بنا---

حضرت ابوبصرہ غفاری رضی اللہ عنہ

آپ کا نام حُمیل تھا لیکن ابوبصرہ غفاری کے نام سے مشہور ہیں---آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہ راست احادیث لیں، جب کہ آپ سے احادیث سننے اور روایت کرنے والوں میں حضرت عمرو بن العاص، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوالخیر مرثد الیزنی، عبید بن جبیر، عبدالرحمٰن بن شماسہ اور ابوتمیم جیشانی (رضی اللہ عنہم) وغیرہ شامل ہیں---

فاتحین مصر میں آپ کا نام بھی آتا ہے، فتح کے بعد مصر میں ہی قیام پذیر ہو گئے تھے اور یہیں وصال فرمایا---[۴۱۱]

جبل مقطم کے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی---

فسطاط کا علاقہ

جامع عمرو بن العاص کا علاقہ فسطاط کہلاتا ہے، یہی وہ جگہ ہے جہاں مصر میں سب سے پہلے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں صحابہ کرام نے قیام کیا،

Marfat.com

خیمے نصب کیے گئے اور جب یہاں سے روانگی کا مرحلہ آیا تو دیکھا، ایک خیمہ میں کبوتری نے انڈے دے رکھے ہیں---فرمایا، یہ خیمہ نہ اکھاڑا جائے، جب کبوتری کے بچے نکل آئیں اور اڑنے کے قابل ہو جائیں تو پھر اسے اکھاڑا جائے---[۴۱۲]

آج یورپ کے حسن اخلاق کے چرچے کیے جاتے ہیں، مگر رسول اللہ ﷺ سے براہ راست تربیت پانے والے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عدل و انصاف اور ہمدردی و خبر گیری کی مثالیں قائم کیں، یورپ ان کی گرد راہ کو بھی نہیں پا سکتا---

☆☆☆☆☆

Marfat.com

قلعہ سلطان ایوبی

جامع مسجد عمرو کے قریبی علاقہ میں ایک قلعہ ہے، جسے ۵۷۲ھ میں سلطان صلاح الدین ایوبی نے بنوایا تھا--- چوں کہ یہ قلعہ جبل مقطم نامی پہاڑ پر واقع ہے اس لیے اسے قلعۃ الجبل کہا جاتا ہے--- سلطان صلاح الدین ایوبی کی رہائش اسی قلعہ میں تھی---

بعد میں یہاں محمد علی پاشا نے ایک نہایت عالی شان اور فن تعمیر کی شاہکار مسجد اور دیگر عمارتیں تعمیر کروائیں، یہ مسجد اور قلعہ سیاحوں کی توجہ کا مرکز ہے---

قلعہ کافی وسیع و عریض ہے، کئی جگہ سابق حکمرانوں کے مجسمے بنے ہوئے ہیں، ایک حصہ اسلحہ کی نمائش کے لیے مخصوص ہے، اس میں بحریہ کا ساز و سامان، خصوصاً آبدوزیں رکھی گئی ہیں، کچھ توپیں اور ٹینک ہیں جو ۱۹۷۶ء کی جنگ رمضان میں

Marfat.com

اسرائیل کے خلاف جنگ میں کام آئے--- ایک وسیع و عریض ہال میں عجائب گھر بھی ہے، مگر ہم باہر کھڑے ہو کر اس کی ایک جھلک ہی دیکھ سکے کیوں کہ جس وقت ہم پہنچے اس کے بند ہونے کا وقت ہو چکا تھا---

قلعہ کی قدیم عمارت تفصیل سے دیکھی، ایک جانب کوٹھڑیاں بنی ہوئی ہیں، یہ قدیم زمانے میں قید تنہائی کے سزا یافتہ قیدیوں کے لیے بنائی گئی تھیں، اب ان میں سے بعض میں قیدیوں کے مجسمے رکھے گئے ہیں، جو طوق و سلاسل میں مقید ہیں--- ایک نہایت چھوٹی سی کھڑکی سے اندر کا منظر دکھائی دیا، خدا جانے محکوموں کے لیے کیسے کیسے عقوبت خانے ہوتے تھے---

آج کی ''مہذب دنیا'' میں مخالفوں سے راز اگلوانے کے لیے بنائے جانے والے ٹارچر سیلز بھی ماضی کے عقوبت خانوں کی ترقی یافتہ شکل ہے---

قلعہ میں پانی پہنچانے کے لیے خصوصی انتظام کیا گیا تھا، اس سلسلے میں ایک فصیل نما دیوار نیل سے نکل کر قلعہ تک پہنچتی ہے--- نیل کے گرد رہٹ لگائے گئے تھے جن سے پانی اوپر چڑھتا اور دیوار پر بنی ہوئی نہر کے ذریعہ قلعہ میں پہنچتا تھا--- اس طویل دیوار میں متعدد مقامات پر چلنے والوں کے لیے گزرگاہیں ہیں---

آب رسانی کا یہ سلسلہ اب ختم ہو چکا ہے مگر دیوار باقی ہے، جسے دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ طویل فاصلہ سے دیوار پر نہر کے ذریعے کتنے عجیب طریقے سے تازہ پانی فراہم کیا جاتا تھا، بلاشبہ یہ کسی کارنامے سے کم نہیں---

مسجد محمد علی

قلعہ سلطان صلاح الدین کے دامن میں واقع یہ مسجد بے حد خوب صورت ہے،

Marfat.com

اس کے ترکی طرزِ تعمیر کے بلند و بالا منار نہایت بھلے دکھائی دیتے ہیں --- مسجد کی چھت تیس چالیس فٹ اونچی ہے --- نقش و نگار اور نادر پتھروں کے استعمال نے اس مسجد کو مرقع حسن اور شہکار فن کی حیثیت دے رکھی ہے --- اب یہ مسجد غیر آباد ہے، البتہ سیاح غول در غول آتے ہیں، جن میں زیادہ انگریز ہوتے ہیں، جو کہ مسجد کے حسن کو کیمروں کی آنکھ میں محفوظ رکھنے کی سعی میں بے قرار دکھائی دیتے ہیں ---

مسجد میں ہلکے نیلے رنگ کے پتھر استعمال ہوئے ہیں، ان پتھروں کی خوبی یہ ہے کہ نیچے سے اوپر تک تقریباً تیس چالیس فٹ بلند اور کئی فٹ چوڑے پتھر کی رگیں اتنی نمایاں اور خوب صورت ہیں کہ جیسے اعلیٰ قسم کی پلائی استعمال کی گئی ہو --- محراب و منبر کے نقش و نگار دیدنی ہیں، مسجد کے وسیع و عریض صحن میں وضو خانہ ہے، ایک ہی بڑے پتھر کی ٹینکی سی بنائی گئی ہے، جس میں ٹونٹیاں لگی ہوئی ہیں --- مسجد کا صحن چوں کہ سطح زمین سے بلند ہے، اس لیے قلعہ میں نیل کے پانی کو نکالنے کے لیے ایک کنواں کھودا گیا ہے، جس کے ذریعے پانی فراہم ہوتا تھا ---

مسجد کے ایک گوشے مین بانی مسجد محمد علی کا مزار ہے، جس پر یاد پڑتا ہے کہ ۱۸۳۰ء درج تھا --- مسجد کے باہر حمامات (باتھ روم) ہیں، اب تو ان میں فلش سسٹم ہے، مگر عمارت کی وہی پرانی وضع ہے، چھت خاصی بلند اور ہوا کی آمد و رفت کا ایسا نظام رکھا گیا تھا کہ تعفن پیدا نہ ہو ---

مسجد کے ساتھ ہی قلعہ صلاح الدین ہے، یہ قلعہ خاصا لمبا چوڑا ہے ---

مسجد الرفاعی

۱۹۹۶ء کے سفر مصر ہی میں مسجد الرفاعی دیکھنے کا اتفاق ہوا، یہ مسجد بھی نہایت عالی شان

Marfat.com

اور فن تعمیر کا حسین نمونہ ہے--- مسجد کا صحن سطح زمین سے کوئی بارہ فٹ بلند ہے، جب کہ مسجد کا ہال بہت بلند ہے--- باہر کھڑے ہو کر دیکھیں تو نہایت پرشکوہ اور قلعہ نما دکھائی دیتی ہے--- مسجد میں مشہور بزرگ حضرت شیخ احمد کبیر رفاعی قدس سرہ العزیز کے بھانجے حضرت احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے، مسجد اور مزار میں زیادہ تر پتھر اور نقش و نگار کا کام ہے--- خاصی وسیع مسجد ہے---

شہنشاہ ایران کا مزار

مسجد الرفاعی کے ایک گوشے میں ایران کے معزول شہنشاہ محمد رضا شاہ پہلوی کا مزار مرقع عبرت ہے---

ایک ہمہ مقتدر شہنشاہ ۱۷ر جنوری ۱۹۷۹ء کو جب تخت و تاج سے محروم ہوا تو دنیا کا کوئی ملک اسے پناہ دینے کے لیے تیار نہ تھا، اللہ کی زمین اس شخص پر تنگ ہو کر رہ گئی تھی--- بالآخر مصر میں پناہ لی اور ۲۶ر جولائی ۱۹۸۰ء کو وفات پائی--- مزار پر جانے کی اجازت نہیں ہے--- اس کی وجہ غالباً یہ خوف ہے کہ انقلابی کہیں قبر سے نکال کر نہ لے جائیں، بہر حال دور سے ہی اس مزار کو دیکھا---

مسجد الرفاعی کے بالمقابل اسی طرح کی ایک نہایت قدیم مسجد جامع الناصر محمد بن قلادون ہے، یہ مسجد بھی قابل دید ہے---

Marfat.com

ساحل سمندر

مسجد الرفاعی دیکھنے کے بعد ساحل سمندر کا نظارہ کرنے کے لیے "نیل" کے کنارے گئے، یہ علاقہ خاصا ماڈرن ہے، دریائے نیل کے اردگرد جدید عمارات ہیں، کئی منزلہ بلند و بالا ہوٹل ہیں، یہاں ایک بڑی کشتی میں بھی ہوٹل ہے، جس میں بیٹھ کر کھانے پینے کے علاوہ دریائے نیل کی سیر کا بھی موقع میسر آجاتا ہے--- دریا کے کنارے پہنچے، کشتی میں سوار ہونے کا ارادہ نہ بن سکا، تاہم نیل کا پانی چلو میں بھر کر دیکھا اور ایک گھونٹ پیا بھی---

اہل مصر میں مشہور صدری روایت کے مطابق نیل کا پانی پینے والے کو نیل دوبارہ مصر میں بلاتا ہے--- اسی طرح یہ بھی مشہور ہے کہ نیل کا پانی پینے سے فصاحت لسانی نصیب ہوتی ہے، بہرحال یہ پانی نہایت شیریں اور خوش ذائقہ محسوس ہوا---

Marfat.com

دریائے نیل

دریائے نیل نہایت قدیم، تاریخی اور دنیا کا طویل ترین دریا ہے--- مصر کی زراعت کا تمام تر انحصار اسی پر ہے، احادیث مبارکہ میں بھی اس کا ذکر آیا ہے--- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فَجَرَتْ اَرْبَعَةُ اَنْهَارٍ مِّنَ الْجَنَّةِ الْفُرَاتُ وَ النِّيْلُ وَ السَّيْحَانُ وَ جَيْحَانُ--- [۴۱۳]

"فرات، نیل، سیحان اور جیحان، یہ چاروں جنتی دریا ہیں"---

شب معراج آقا دو عالم ﷺ نے سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر چار نہریں دیکھیں، دو پوشیدہ اور دو ظاہر تھیں--- جبریل امین علیہ السلام نے بتایا، پوشیدہ نہریں جنت کی ہیں

Marfat.com

جب کہ ظاہر نہریں نیل وفرات ہیں---[۴۱۴]

احادیث مبارکہ سے پتا چلتا ہے کہ دریائے نیل خاص اہمیت کا حامل ہے، ہزار ہا سال کی تحقیق و جستجو کے باوجود ابھی تک حتمی طور پر اس کا منبع و ماخذ نہیں مل سکا---چناں چہ ''ابتدائی انسائیکلو پیڈیا'' کے مقالہ نگار لکھتے ہیں:

''دریائے نیل کے منبع کے بارے میں قدیم اہل مصر کا خیال تھا کہ یہ آسمانوں میں ہے، اس لیے وہ اسے مقدس سمجھتے تھے، بعد کے لوگوں کو دریا کا منبع تلاش کرنے میں دل چسپی پیدا ہوئی، اس لیے مختلف اوقات میں کئی لوگوں نے کوششیں کیں لیکن ان میں سے اکثر ناکام ثابت ہوئیں، کیوں کہ اصل دریا کا رستہ آگے چل کر اتنا خوف ناک، دشوار اور پیچیدہ ہے کہ آگے بڑھنا محال ہو جاتا ہے---صدیوں تک کئی مہم جوؤں نے کمر ہمت باندھی اور نیل کا منبع تلاش کرنے کے جتن کیے، اگرچہ وہ ناکام رہے لیکن ان کی کوششوں کے نتیجے میں تھوڑی تھوڑی معلومات جمع ہوتی رہیں---۱۸۹۰ء تک جا کر کہیں کچھ قابل اعتماد اور یقینی معلومات حاصل ہوئیں لیکن انہیں مکمل معلومات اب بھی نہیں کہا جا سکتا---ابھی تک بہت سی باتیں دریافت طلب ہیں، خاص طور پر دریا کے مکمل نقشے تو اب تک مکمل نہیں ہو سکے---پرانے نقشوں ہی کا ابھی زیادہ تر استعمال ہوتا ہے، جو پوری طرح درست اور تسلی بخش نہیں ہیں---

دریائے نیل کا سب سے بڑا منبع یوگنڈا اور ٹانگانیکا کی جھیل ''وکٹوریہ'' ہے، اس کے علاوہ مغرب کی طرف واقع جھیل ''البرٹ'' اور جھیل ''ایڈورڈ'' کا پانی بھی دریائے نیل میں پہنچتا ہے---خود جھیل وکٹوریہ میں دریائے کاجیرا (Kagera) کا پانی آتا ہے---دریائے کاجیرا، کانگو کی کئی ندیوں کے

Marfat.com

پانی کا مجموعہ ہے---اب اگر غور کیا جائے تو یہ ندیاں جن مقامات سے آتی ہیں، انہیں بھی دریائے نیل کا منبع کہا جا سکتا ہے---[۴۱۵]

جدید تحقیق کے مطابق یہ طے پایا ہے کہ دریائے نیل ۶۶۷۰ کلومیٹر یا ۴۱۴۵ میل طویل ہے---[۴۱۶]

دنیا کا طویل ترین دریا ہونے کے علاوہ اس کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ دیگر نہریں اور دریا مشرق سے مغرب کی طرف بہتے ہیں مگر دریائے نیل جنوب سے شمال کی طرف بہتا ہے---[۴۱۷]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نیل کے نام خط

دریائے نیل سے بہت سی داستانیں اور یادیں وابستہ ہیں، قدیم زمانہ سے یہ روایت چلی آ رہی تھی کہ نیل ہر سال خشک ہو جاتا، پھر ایک دوشیزہ کو ہار سنگھار کر کے دریائے نیل میں پھینک دیتے تو دریا میں طغیانی آ جاتی---مصر فتح ہوا تو لوگوں نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو تمام صورت حال بتائی، آپ نے فرمایا، اسلام ایسی غلط رسومات کی اجازت نہیں دیتا---آپ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خط کے ذریعے تمام حالات سے آگاہ کیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا:

واقعی اسلام میں ان غیر شرعی حرکات کی کوئی گنجائش نہیں---ساتھ ہی آپ نے ایک رقعہ بھیجا اور فرمایا، اسے دریائے نیل میں پھینک دیا جائے، اس رقعہ پر تحریر تھا:

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عُمَرَ اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ اِلٰى نِيلِ مِصرَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنْ كُنْتَ تَجْرِيْ مِنْ قِبَلِكَ فَلَا تَجْرِ وَاِنْ كَانَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ يُجْرِيْكَ فَنَسْئَالُ اللّٰهَ الْوَاحِدَ الْقَهَّارَ اَنْ يُجْرِيَكَ---[۴۱۸]

Marfat.com

''اے نیل! اگر تو خود بخود بہتا ہے تو نہ بہ اور اگر اللہ واحد قہار کے حکم سے رواں ہوتا ہے تو پھر ہم اللہ تعالیٰ ہی سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ تجھے رواں ہونے کا حکم دے''۔۔۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا رقعہ دریا میں ڈال دیا تو رات ہی رات میں پانی سولہ گز بلند ہو گیا۔۔۔

Marfat.com

حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر مبارک

نیل کا ذکر آیا ہے تو حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کے مزار مبارک کے متعلق بھی کچھ عرض کر دیا جائے--- حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام نے زندگی کا طویل عرصہ مصر میں بسر کیا تھا، مصر کے بازار میں بولی لگی، شاہی محلات میں پرورش ہوئی، جیل دیکھی پھر حکمرانی ملی، مصر ہی میں آپ کا وصال ہوا--- تدفین کے بارے میں حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

"آپ کے مقامِ دفن میں اہلِ مصر کے اندر سخت اختلاف واقع ہوا، ہر محلہ والے حصولِ برکت کے لیے اپنے ہی محلہ میں دفن کرنے پر مصر تھے، آخر یہ رائے قرار پائی کہ آپ کو دریائے نیل میں دفن کیا جائے تا کہ پانی

Marfat.com

آپ کی قبر سے چھوتا ہوا گزرے اور اس کی برکت سے تمام اہلِ مصر فیض یاب ہوں--- چناں چہ آپ کو سنگِ رخام یا سنگِ مرمر کے صندوق میں دریائے نیل کے اندر دفن کیا گیا اور آپ وہیں رہے--- یہاں تک کہ چار سو برس کے بعد حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے آپ کا تابوت شریف نکالا اور آپ کو آپ کے آبائے کرام کے پاس ملکِ شام میں دفن کیا--- [۳۱۹]

ایک ایمان افروز حدیث

حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کی قبر کے سلسلے میں ایک ایمان افروز حدیث درج کی جارہی ہے، جسے اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہ العزیز نے مفصل بیان کیا ہے، اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

طبرانی، معجم اوسط اور خرائطی مکارم الاخلاق میں امیر المؤمنین حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی ہیں، (کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب کوئی شخص کچھ سوال کرتا، اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منظور ہوتا تو نَعَمْ فرماتے، یعنی اچھا--- اور منظور نہ ہوتا تو خاموش رہتے، کسی چیز کو لا یعنی ''نہ'' نہ فرماتے، ایک روز ایک اعرابی نے حاضر ہو کر سوال کیا، حضور خاموش رہے، اس نے پھر سوال کیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکوت فرمایا، پھر سوال کیا، اس پر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھڑکنے کے انداز سے فرمایا:

سَلْ مَا شِئْتَ یَا اَعْرَابِیُّ---

''اے اعرابی! جو تیرا جی چاہے، ہم سے مانگ''---

حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

فَغَبَطْنَاهُ فَقُلْنَا اَلْاٰنَ یَسْئَلُ الْجَنَّۃَ---

یہ حال دیکھ کر (کہ حضور خلیفۃ اللہ الاعظم ﷺ نے فرمادیا ہے، جو دل میں آئے مانگ لے) ہمیں اس اعرابی پر رشک آیا، ہم نے اپنے جی میں کہا، اب یہ حضور سے جنت مانگے گا--- اعرابی نے کہا، میں حضور سے سواری کا ایک اونٹ مانگتا ہوں--- فرمایا، عطا ہوا--- عرض کی، حضور سے زادِ راہ مانگتا ہوں--- فرمایا، عطا ہوا--- ہمیں اس کے ان سوالوں پر تعجب آیا، سیّد عالم ﷺ نے فرمایا: کتنا فرق ہے، اِس اَعرابی کی مانگ اور بنی اسرائیل کی ایک پیرِ زن (بڑھیا) کے سوال میں--- پھر حضور ﷺ نے اُس کا ذکر ارشاد فرمایا:

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریا میں اترنے کا حکم ہوا، کنارِ دریا تک پہنچے، سواری کے جانوروں کے منہ اللہ جل جلالہ نے پھیر دیے کہ خود بخود واپس پلٹ آئے--- موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی، الٰہی! یہ کیا حال ہے؟ ارشاد ہوا، تم قبر یوسف علیہ السلام کے پاس ہو، ان کا جسمِ مبارک اپنے ساتھ لے لو---

موسیٰ علیہ السلام کو قبر کا پتا معلوم نہ تھا، فرمایا، اگر تم میں کوئی جانتا ہو، تو شاید بنی اسرائیل کی پیر زن کو معلوم ہو--- اس کے پاس آدمی بھیجا کہ تجھے یوسف علیہ السلام کی قبر معلوم ہے؟--- کہا، ہاں، فرمایا، تو مجھے بتادے، عرض کی:

لَا وَاللّٰہِ حَتّٰی تُعْطِیَنِیْ مَا اَسْئَلُکَ---

"خدا کی قسم نہ بتاؤں گی، یہاں تک کہ میں جو کچھ آپ سے مانگوں، آپ مجھے عطا فرمادیں"---

فرمایا:

ذٰلِکَ لَکِ--- "تیری عرض قبول ہے"---

Marfat.com

پیرِزن نے عرض کی:

فَاِنِّیْ اَسْئَلُكَ اَنْ اَكُوْنَ مَعَكَ فِی الدَّرَجَةِ الَّتِیْ تَكُوْنُ فِیْهَا فِی الْجَنَّةِ---

"تو میں حضور سے یہ مانگتی ہوں کہ جنت میں مَیں آپ کے ساتھ رہوں، اس درجہ میں، جس میں آپ ہوں گے"---

قَالَ سَلِی الْجَنَّةَ---

"موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، جنت مانگ لے"---

یعنی تجھے جنت کافی ہے، اتنا بڑا سوال نہ کر---

قَالَتْ لَا وَ اللّٰهِ اِلَّا اَنْ اَكُوْنَ مَعَكَ---

"پیرزن نے کہا، خدا کی قسم میں نہ مانوں گی، مگر یہی کہ آپ کے ساتھ رہوں"---

موسیٰ علیہ السلام اس سے یہی ردوبدل کرتے رہے، اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی:

اَنْ اَعْطِهَا ذٰلِكَ فَاِنَّهٗ لَنْ یَّنْقُصَكَ شَیْئًا فَاَعْطَاهَا---

موسیٰ! وہ جو مانگ رہی ہے، تم اسے وہی عطا کردو کہ اس میں تمہارا کچھ نقصان نہیں---موسیٰ علیہ السلام نے جنت میں اپنی رفاقت اسے عطا فرمادی"---

اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر بتادی، موسیٰ علیہ السلام نعش مبارک ساتھ لے کر دریا عبور فرما گئے---[۴۲۰]

جوانی لوٹ آئی

حضرت سماک بن حرب سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل کی بڑھیا بہت ضعیف اور

Marfat.com

نابینا ہو چکی تھی، اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جنت میں رفاقت کے علاوہ یہ مطالبہ بھی کیا:

يُرَدُّ عَلَيَّ بَصَرِيْ وَ شَبَابِيْ حَتّٰى اَكُوْنَ شَابَّةً كَمَا كُنْتُ---

''میری بینائی اور جوانی لوٹا دی جائے اور میں پھر سے پہلے کی طرح جوان ہو جاؤں''---

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے مطالبہ پورا فرما دیا---[۴۲۱]

تفسیر روح البیان میں ہے کہ اس بڑھیا نے شرط لگائی کہ میں سترہ سالہ دوشیزہ بن جاؤں اور جتنی عمر گزار چکی ہوں، اتنی زندگی مزید مل جائے---تب اس کی عمر نو سو برس تھی---حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرما دی، چناں چہ وہ عورت مزید نو سو سال زندہ رہی اور اٹھارہ سو برس کی عمر میں اس نے وفات پائی---[۴۲۲]

Marfat.com

عجائب گھر

قاہرہ کے قلب میں دریائے نیل کے کنارے ایک نہایت خوب صورت علاقہ میں ''میدان رمسیس'' (رمسیس چوک) واقع ہے، یہاں بڑے بڑے بلند و بالا ہوٹل، ایئر لائنز کے دفاتر اور دیگر کاروباری مراکز ہیں--- یہیں عجائب گھر کی وسیع و عریض عمارت ہے، جسے ''متحف'' کہتے ہیں--- مین گیٹ سے اندر داخل ہو کر ایک صحن کراس کرنے کے بعد بہت بڑا ہال ہے، جس میں ٹکٹ کے ذریعے داخلہ کی اجازت ہوتی ہے--- ہال کے اندر شیشے کے بڑے بڑے شوکیسوں میں قدیم نوادرات بڑے قرینے سے سجائے گئے ہیں--- صدیوں پرانی تلواریں، نیزے، بھالے اور دیگر اسلحہ کے علاوہ نادر ظروف--- بعض بالکل سادہ اور بعض نہایت منقش اور قیمتی--- بادشاہوں کے استعمال کی رتھیں، جنھیں غلام کھینچتے، طرح طرح کی چھڑیاں،

Marfat.com

مختلف ڈیزائنوں کے زیورات وغیرہ نوادرات شامل ہیں---

مختلف ادوار کے بادشاہوں اور ان کی بیویوں کے مجسمے بڑی کثرت سے رکھے گئے ہیں، مصر کی قدیم ثقافت میں مجسمہ سازی کا بڑا رواج تھا اور اس فن میں مصریوں کو بڑی مہارت تھی---

اس عجائب گھر میں خاص دلچسپی کی چیز اہرام مصر سے برآمد شدہ وہ تابوت ہیں، جن میں فرعونوں کی حنوط شدہ لاشیں (ممیاں) دفن تھیں--- حیرت ہوتی ہے کہ ان لوگوں نے اپنے جسموں کو محفوظ رکھنے کے لیے کیا کیا انتظامات کیے تھے، بادشاہ کی لاش خالص سونے کے تابوت میں رکھی جاتی، پھر اس طلائی تابوت کو مضبوط اور نفیس پتھر کے بڑے تابوت میں رکھا جاتا، اوپر سے پتھر ہی کے ڈھکنے سے اس طرح بند کیا جاتا کہ پانی اور ہوا تک سے جسم محفوظ رہے--- اربوں روپے کی مالیت کے عجائبات، سامان عبرت کے طور پر موجود ہیں---

عجائب گھر کی اصل وجہ شہرت فرعون کی لاش ہے، اس مرقع عبرت کو دیکھنے دنیا بھر سے بکثرت سیاح آتے ہیں--- حکومت مصر بھی انہیں لوٹنے کا فن خوب جانتی ہے--- متحف کی بالائی منزل پر ایک حصہ فراعین مصر کی حنوط شدہ لاشوں خصوصاً فرعون موسیٰ کے لیے مخصوص ہے، اس کا علیحدہ ٹکٹ ہے، جو "تکلیف مالایطاق" کے زمرے میں آتا ہے، تاہم اسے دیکھنا اس لیے بھی ضروری تھا کہ اس سے قرآنی صداقت کا اظہار ہوتا ہے، جس کا ذکر آگے آئے گا---

مختلف ممالک کے بادشاہوں کے القاب

دنیا کے مختلف ممالک کے بادشاہوں کے مخصوص القاب تھے--- بادشاہ کو

Marfat.com

بجائے نام کے اسی لقب سے پکارا جاتا تھا، جو بلحاظ عہدہ اس کے لیے مخصوص ہوتا--- جیسے آج کل صدر، وزیراعظم یا گورنر وغیرہ---

علامہ عینی[۴۲۳]اور دیگر علماء نے تھوڑے فرق کے ساتھ بادشاہان عالم کے القاب کی تفصیل بیان کی ہے---سیدی فقیہ اعظم مولانا ابوالخیر محمد نوراللہ نعیمی قدس سرہ العزیز (م۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء) نے بعض القاب کا تذکرہ ان اشعار میں کیا ہے:

بچین است فغور و قیصر بروم
بمصر است فرعون ، عزیزش وزیر
نجاشی بہ حبش است و تبع بیمن
شدہ لقب کسریٰ بپارس امیر
شدہ کیدرائے بہ ہندوستان
دریں دم وطے ویسرائے شہیر [۴۲۴]

"چین کے سربراہ کا لقب فغور، روم کے سربراہ کا لقب قیصر، مصر کے بادشاہ کا لقب فرعون، جب کہ اس کے وزیر کو عزیز کہا جاتا تھا---اسی طرح حبشہ کے بادشاہ کا لقب نجاشی، یمن کے سربراہ کا تبع، فارس (ایران) کے بادشاہ کا کسریٰ، ہندوستان کے سربراہ کو کیدرائے کہا جاتا تھا، اب (انگریز کے دورِ حکومت میں) ہندوستان کے انتظامی سربراہ کو وائس رائے کے لقب سے پکارا جاتا ہے"---

فرعون

جیسا کہ بیان کیا گیا، مصر کے ہر بادشاہ کا لقب فرعون ہے مگر یہ لفظ سنتے ہی

Marfat.com

متبادر طور پر فرعونِ موسیٰ کا تصور آتا ہے، اس کا نام قدیم کتب تفاسیر میں ولید بن مصعب بن ریان اور جدید لٹریچر میں رمسیس یا رعمیسس ہے--- یہ سرکش اور متکبر انسان اپنی رعونت اور انانیت میں حد سے بڑھ گیا تھا، مگر اللہ تعالیٰ کا اپنا نظام قدرت ہے--- ولادت موسیٰ علیہ السلام سے کئی سال پیش تر کاہنوں اور نجومیوں نے اسے جس بچے کی ولادت کی خبر دی تھی اور جس کے استیصال کے لیے اس نے ہزاروں بچے تہ تیغ کروا دیے تھے، وہ اسی کے گھر پروان چڑھا--- حضرت موسیٰ علیہ السلام اسے راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے رہے مگر اس کی نخوت اور غرور میں اضافہ ہوتا گیا، بالآخر اس کے انجام کا وقت قریب آ پہنچا---

حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر نکلے تو فرعون نے بارہ لاکھ افراد کا لشکر لے کر تعاقب کیا--- بحکم خداوندی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بحیرۂ قلزم میں اپنا عصا مارا تو سمندر میں بارہ راستے بن گئے--- بنی اسرائیل سلامتی کے ساتھ گزر گئے مگر جب فرعون کی فوجیں سمندر کے وسط میں پہنچیں تو سمندر کے بارہ راستے آپس میں مل گئے--- فرعون اور اس کا لاؤ لشکر سمندر میں غرق ہو گیا--- دریا کی موجوں نے بحکم الٰہی لاش کو باہر پھینک دیا تاکہ بنی اسرائیل کو اس کی موت کا یقین ہو جائے اور دنیا والوں کے لیے عبرت کا سامان بن سکے--- اللہ تعالیٰ جل وعلا کا ارشاد ہے:

﴿فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً﴾--- [۴۲۵]

"سو آج ہم تیرے جسم کو (سمندر کی تند و تیز موجوں سے) بچالیں گے تاکہ تو پچھلوں کے لیے (عبرت کی) نشانی بن سکے"---

فرعون کی لاش اس قرآنی آیت کی صداقت اور حقانیت کا منہ بولتا ثبوت ہے--- ۱۹۰۷ء میں سر گرافٹن ایسٹ سمتھ نے جب اس کی لاش کا معائنہ کیا تو اس پر نمک کی دبیز تہ جمی ہوئی پائی، جو سمندر کے کھاری پانی میں غرق رہنے کی واضح علامت ہے---

Marfat.com

جس کمرے میں فرعون کی لاش رکھی گئی ہے، اس کے دروازے پر ہدایات کی ایک فہرست درج ہے، جن میں یہ بات بھی شامل تھی کہ یہاں شور نہ کیا جائے، کیوں کہ شور ماحول پر اثرانداز ہوتا ہے---

فرعون اور دیگر ممیوں کے سرہانے باقاعدہ ٹمپریچر چیک کرنے کے آلات نصب ہیں، پورا جسم سفید پٹیوں سے لپٹا ہوا ہے، البتہ پاؤں اور چہرہ ننگا ہے---اس کا قد درمیانی ہے، گوشت ہی نہیں کھال تک خشک ہو چکی ہے اور خدائی کا دعوے دار شخص ہڈیوں کا ڈھانچہ سا دکھائی دیتا ہے---

باہر آئے تو پھر ایک طائرانہ نظر اس ساز و سامان پر ڈالی، جس کے بل بوتے پر یہ اکڑفوں کیا کرتے اور ﴿اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى﴾ کی ڈینگیں مارتے تھے---مگر متاع دنیا کی حقیقت ہی کیا ہے؟---سب کچھ یہیں رہ گیا اور ملکیت کے دعوے داروں کے اجسام مرقع عبرت بنے ہوئے ہیں، جب کہ ان کی روحیں جہنم میں بلبلا رہی ہیں---

کھانا

آج صبح بارش کی وجہ سے ناشتا نہیں کر سکے تھے اور پھر زیارات اور نیل کی سیر میں یوں مصروف رہے کہ کھانا کھانے کا موقع نہ ملا، دریا سے لوٹے تو شدید بھوک کا احساس ہوا--- میدان الحسین پہنچے اور ایک ریسٹورنٹ میں کھانا کھایا--- یہاں کے کھانے کے ذائقے عجیب ہیں، پاک و ہند کے رہنے والے مصری کھانے نہیں کھا سکتے، خالی چاولوں کا تو بالکل رواج نہیں، البتہ چاولوں پر میدے کی بنی ہوئی سویاں اور سلاد وغیرہ ڈال کر کھاتے ہیں مگر یہ بھی ہمارے ذائقوں سے میل نہیں کھاتا، اس کھانے کو "کشری" کہتے ہیں--- ریسٹورنٹ سے ہم نے فول، بھرتہ اور پکوڑے منگوائے،

Marfat.com

ان پر لیموں نچوڑا اور کالی مرچ اور نمک ڈال کر کھایا تو بے حد مزے دار لگا---

نماز جنازہ

ہوٹل پہنچ کر نماز عصر ادا کی، آدھ گھنٹہ بعد مغرب ہوگئی، نماز سے فارغ ہوئے تو سدیدی صاحب آ گئے، انھیں ساتھ لے کر سیدہ نفیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار مبارک پر حاضری دی، یہ حاضری بھی پُر لطف رہی--- مسجد میں آ کر عشاء کی نماز ادا کی، اسی اثنا میں ایک جنازہ آ گیا، گنے چنے کوئی پندرہ افراد ساتھ تھے، لکڑی کے چھوٹے سے تابوت میں جنازہ تھا، لوگ مسجد میں رکھ کر وضو کے لیے چلے گئے--- ہمارے ہاں جنازہ کو خالی نہیں چھوڑا جاتا بلکہ ایک دو افراد پاس بیٹھے رہتے ہیں، مگر یہ لوگ تنہا چھوڑ کر چلے گئے--- صفیں درست ہوئیں تو ہم بھی شامل ہو گئے، انہیں افراد میں سے مختصر داڑھی والے ایک صاحب نے امامت کروائی، عربی میں نیت و ترکیب سمجھائی اور بتایا کہ پہلی تکبیر کے بعد کی تکبیروں میں رفع یدین نہیں کرنی، چوتھی تکبیر کے بعد مسلمانوں کے لیے دعا کی جائے گی، جب کہ احناف کے ہاں چوتھی تکبیر کے بعد ہاتھ چھوڑ کر سلام پھیر دیا جاتا ہے--- شوافع کے ہاں چوں کہ مسجد میں جنازہ جائز ہے، اس لیے یہاں یہی رواج ہے---

نماز ہوئی تو آٹھ دس آدمیوں نے تابوت کو ہاتھوں اور کندھوں پر اٹھا لیا--- نہ کوئی شور و غوغا اور نہ اعلانات، خاموشی سے تمام کام مکمل ہو جاتا ہے---

Marfat.com

مصر میں آخری روز

صبح سویرے ہی قریباً آٹھ بجے ہم ہوٹل سے محترم سدیدی صاحب کی معیت میں نکلے، چند مزارات پر حاضری کے علاوہ اہرام مصر دیکھنے کا پروگرام تھا، سب سے پہلے عظیم محدث، مفسر، مؤرخ اور عالم اسلام کی عظیم عبقری شخصیت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی --- آپ کا مزار سیدہ عائشہ رحمۃ اللہ علیہا کے مزار کے قریب، ایک بڑے قبرستان میں واقع ہے --- قبرستان جانے والی سڑک کے آغاز میں بورڈ پر ''شارع جلال'' درج ہے --- تھوڑا آگے جائیں تو آپ کا روضہ آتا ہے، ایک بڑے کمرے کے گوشے میں مزار مبارک ہے، جس پر انتہائی سادہ سبز رنگ کا کپڑا چڑھا ہوا ہے، اوپر سادہ سا گنبد ہے، باہر دروازے پر یہ عبارت درج ہے:

هٰذَا مَقَامُ الْعَارِفِ بِاللّٰهِ سَيِّدِيْ جَلَالُ الدِّيْنِ سُيُوْطِيّ رَحِمَهُ اللّٰهُ---

✿✿✿✿✿

Marfat.com

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم گرامی عبدالرحمٰن اور کنیت ابوالفضل ہے[۴۲۶]، آپ اپنے وقت کے جلیل القدر امام، علامہ، بحر العلوم، شیخ الاسلام اور عجوبہ روزگار شخصیت تھے--- جلالت علمی کے پیش نظر آپ کو نام کی بجائے امام جلال الدین (رحمۃ اللہ علیہ) کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے--- آپ کے والد گرامی شیخ کمال الدین (م ۸۵۵ھ)، حافظ ابن حجر کے شاگرد، بلند پایہ عالم دین، قابل مدرس، بہترین مصنف، مقبول خطیب اور قصبہ السیوط کے قاضی تھے--- ہر جمعہ کو مکمل قرآن کریم ختم کیا کرتے تھے---[۴۲۷]

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ یکم رجب ۸۴۹ھ کو قاہرہ میں پیدا ہوئے، بچپن میں انھیں شیخ محمد ایوب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے جایا گیا، جو اکابر اولیاء میں سے تھے، آپ نے ان کے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائی---[۴۲۸]

Marfat.com

ساڑھے پانچ سال کے تھے کہ والد گرامی کا سایہ عاطفت سر سے اٹھ گیا اور یتیمی کی حالت میں نشو ونما پائی --- آپ کا حافظہ نہایت قوی تھا چناں چہ آٹھ سال سے کم عمر تھے کہ قرآن کریم حفظ کرلیا، پھر العمدہ منهاج الفقه و الاصول اور الفیه ابن مالك وغیرہ کتابیں زبانی یاد کرلیں --- مختلف اساتذہ سے علوم وفنون کی تحصیل میں منہمک رہے --- [۴۲۹]

آپ کے اساتذہ میں شیخ الاسلام امام بلقینی، امام شرف الدین مناوی، علامہ تقی الدین شمنی حنفی اور علامہ محی الدین کافیجی رحمۃ اللہ علیہم ایسے اساطین علم وفضل شامل ہیں ---

امام سیوطی کو افتاء، قضا، درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں کمال حاصل تھا، آپ مفسر، محدث، فقیہ، مؤرخ، ادیب، شاعر، محقق، مجتہد عصر، مجدد وقت اور امام یگانہ تھے --- آپ نے حجاز مقدس، شام، یمن، ہند، مغرب اور سوڈان وغیرہ ممالک کے سفر کیے، حج کے موقع پر زمزم نوش کرتے ہوئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مجھے فقہ میں شیخ بلقینی اور حدیث میں ابن حجر کے مرتبہ پر فائز کردے --- [۴۳۰]

امام سیوطی ایک عرصہ تک درس وتدریس کے فرائض انجام دینے کے بعد تمام تر توجہ تصنیف وتالیف کی جانب مبذول کردی، آپ نے اپنی پہلی تصنیف ''شرح الاستعاذہ و البسملة'' ۸۶۶ھ میں مکمل کی، آپ نے اپنی خودنوشت حالات میں اپنی تصانیف کی تعداد تین سو تحریر کی ہے --- [۴۳۱]

اس کے بعد بھی سلسلہ تصانیف جاری رہا --- ابن العماد حنبلی (م ۱۰۸۹ھ) نے تصانیف کی تعداد پانچ سو بتائی ہے [۴۳۲] لیکن اغلب یہ ہے کہ آپ کی مصنفات کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہوگی ---

حافظ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ان کی تصنیفات کی شہرت ان کی زندگی ہی میں دور دراز تک پھیل گئی تھی [۴۳۳] تفسیر، حدیث، قراءت، فقہ،

Marfat.com

اصول، بیان، تصوف، تاریخ، ادب، صرف، نحو وغیرہ متعدد علوم میں آپ نے کتابیں تصنیف کیں---

صاحب تصانیف کثیرہ

آپ بہت زود نویس تھے، آپ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب تفسیر جلالین (سورۃ الفاتحۃ تا آخر الاسراء) چالیس دنوں کے مختصر عرصہ میں تصنیف کی [۴۳۴] تب آپ کی عمر صرف بائیس برس تھی---[۴۳۵]

آپ کی تصانیف میں جلالین کے علاوہ الاتقان، خصائص کبریٰ، الحاوی للفتاوی، تاریخ الخلفاء، تفسیر در المنثور، شرح الصدور فی احوال الموتٰی و القبور، حسن المحاضرہ فی اخبار مصر و قاهرہ اور جامع المسانید وغیرہ کتب شہرۂ آفاق ہیں---[۴۳۶]

جامع المسانید احادیث کا بہت بڑا ذخیرہ ہے--- یہ ۲۱ جلدوں اور پچاس ہزار احادیث پر مشتمل ہے---

آپ کو رسول اللہ ﷺ سے بہت زیادہ محبت تھی، آپ نے میلاد مصطفیٰ پر بھی ایک رسالہ "حسن المقصد فی عمل المولد" تحریر کیا--- حضور ﷺ کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما کا ایمان آپ نے دلائل قاہرہ سے ثابت کیا ہے اور اس سلسلے میں پائے جانے والے تمام شکوک وشبہات کا براہین قاطعہ سے قلع قمع کیا ہے--- اس مسئلہ پر آپ نے جس محنت، محبت اور جذبہ ایمانی سے لکھا ہے، یہی آپ کی نجات، بلندیٔ درجات اور قربت الٰہی کے لیے کافی بڑا ذریعہ ہے--- آپ نے اس مسئلہ پر مسالک الحنفاء اور پانچ دیگر رسائل تحریر فرمائے، جو "رسائل ستہ" کے نام سے

Marfat.com

معروف ومتداول ہیں---

مجدد

محدث شہیر حضرت ملا علی قاری رحمہ الباری (م۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

''ہمارے شیخ المشائخ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ وہ بزرگ ہیں جنھوں نے تفسیر ماثور کو کتاب در المنثور میں زندہ کیا اور تمام احادیث متفرقہ کو اپنی جامع میں جمع کیا:

وما ترك فنًا الّا و له فيه متن او شرح مسطور---

کوئی ایسا فن نہیں جس میں متن یا شرح کی صورت میں آپ کی تصنیف نہ ہو، بلکہ آپ نے ایسی تحقیقات کیں جن کی بنا پر آپ اپنے قرن (دسویں صدی ہجری) کے مجدد کہلوانے کے مستحق ہیں''---[۴۳۷]

شعروسخن

آپ اعلیٰ درجے کے شاعر بھی تھے، اکثر اشعار علمی فوائد اور احکام شرعیہ اور دینی امور سے متعلق کہے---بطور نمونہ ایک رباعی درج کی جاتی ہے:

لِمَ لا نرجي العفو من ربنا و كيف لا نطمع في حلمه

و في الصحيحين اتى انه بعبده ارحم من امه [۴۳۸]

''ہم اپنے رب کے عفو و کرم اور اس کے حلم کے امیدوار کیوں نہ بنیں حالاں کہ صحیح بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر اس کی ماں سے بہت زیادہ مہربان ہے''---

Marfat.com

استغناء

چالیس سال کی عمر میں آپ نے عزلت نشینی اختیار کی اور تمام تر توجہ تصنیف و تالیف پر مرکوز کر دی --- اس اثناء میں امراء و اغنیاء آپ کی خدمت میں نفیس اور قیمتی تحائف پیش کرتے، مگر آپ قبول نہ فرماتے --- ایک بار سلطان غوری نے ایک خواجہ سرا اور ایک ہزار دینار ہدیہ بھجوایا، آپ نے دینار واپس کر دیے جب کہ خواجہ سرا کو آزاد کر کے حضور ﷺ کے حجرہ مبارکہ کی خدمت پر مامور اغوات میں شامل کر دیا --- قاصد کو فرمایا، بادشاہ کو کہنا آئندہ کبھی ہدیہ نہ بھجوائے، اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے مستغنی کر دیا ہے --- بارہا بادشاہ نے بلوا بھیجا مگر آپ ہر بار قصر شاہی میں جانے سے معذرت کر دیتے --- [۴۳۹]

عالم بیداری میں دیدار مصطفیٰ ﷺ

امام سیوطی فنا فی الرسول تھے، آقا حضور ﷺ کی بھی اپنے اس عاشق صادق پر خاص نگاہ کرم تھی، چناں چہ آپ ﷺ نے امام سیوطی کو پچھتر (۷۵) مرتبہ بیداری میں اپنے جمال جہاں آراء سے نوازا --- کسی حدیث کے بارے میں شبہ ہوتا تو براہ راست رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے اور آپ (ﷺ) کی تصحیح و توثیق کے بعد اسے نقل کرتے --- یہی وجہ ہے کہ ایسی متعدد احادیث جن کو محدثین نے ضعیف قرار دیا تھا، امام سیوطی نے اسے صحیح قرار دیا [۴۴۰] اسی لیے آپ سلاطین سے میل ملاقات اور ان کے درباروں میں حاضری سے مکمل اجتناب کرتے کہ کہیں یہ نعمتِ حضوری چھن نہ جائے --- [۴۴۱]

Marfat.com

شیخ الحدیث

یوں تو آپ کو جملہ علوم وفنون متداولہ پر دسترس حاصل تھی مگر آپ کا اصل میدان حدیث تھا، آپ کے دور میں احادیث نبوی کا جتنا ذخیرہ دنیا بھر میں دستیاب تھا، اس محدث اعظم نے اسے حفظ کرلیا تھا، چناں چہ آپ کو دولاکھ حدیثیں زبانی یاد تھیں [۴۴۲] آپ کی یہ کاوشیں بارگاہِ حضور ﷺ میں شرف قبولیت پاگئیں---

علامہ نبہانی فرماتے ہیں کہ میں نے امام سیوطی کے اپنے قلم سے ان کی تحریر دیکھی، حمد وصلوٰۃ کے بعد لکھتے ہیں کہ مجھے ۸؍ربیع الاوّل ۹۰۴ھ، جمعرات کی شب خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی، میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ میں ان دنوں احادیث کا مجموعہ "جمع الجوامع" مرتب کررہا ہوں، اجازت ہوتو کچھ حصہ پڑھ کرسناؤں؟---حضور ﷺ نے فرمایا:

هات يا شيخ الحديث---

"اے شیخ الحدیث! پڑھیے"---

یہ بشارت مجھے دنیا ومافیہا سے زیادہ عظیم ہے---[۴۴۳]

علامہ نبہانی، شیخ عبدالقادر شاذلی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ امام سیوطی فرماتے ہیں:

رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقْظَةً فَقَالَ لِیْ: یَا شَیْخَ الْحَدِیْثِ............---

"میں نے جاگتے ہوئے حضور ﷺ کی زیارت کی تو آپ ﷺ نے مجھے شیخ الحدیث کہہ کر پکارا اور میرے استفسار پر مجھے بلا عذاب وعتاب، جنتی ہونے کی بشارت عطا فرمائی"---[۴۴۴]

Marfat.com

امام سیوطی اکابر اولیاء میں سے تھے

علامہ نبہانی فرماتے ہیں:

"عالم بیداری میں حضور ﷺ کے دیدار پر انوار سے مشرف ہونا کوئی معمولی نعمت نہیں، یہ حضوری، ولایت کبریٰ کے اعلیٰ مراتب میں سے ہے جو اولیائے کبار میں سے بھی خال خال ہی کسی کو نصیب ہوتی ہے--- حقیقت یہ ہے کہ آپ عالم ربانی اور ولی کامل تھے"---[۴۴۵]

کرامت

آپ سے بہت سی کرامات ظہور پذیر ہوئیں---جن میں سے ایک کرامت طیّ مکان بھی تھی---

آپ کے خادم محمد بن علی الحباک بیان کرتے ہیں، ایک روز مصر میں دوپہر کے وقت آپ نے مجھے فرمایا، ہمارا ارادہ ہے کہ نماز عصر مکہ مکرمہ چل کر ادا کریں، مگر شرط یہ ہے کہ میری زندگی میں اس راز کو فاش نہیں کرو گے--- میں نے کتمان سر (راز داری) کا وعدہ کر لیا--- آپ نے مجھے ہاتھ سے پکڑ کر فرمایا، آنکھیں بند کر لو، پھر تیز تیز ستائیس قدم چل کر فرمایا، اب آنکھیں کھول دے، میں نے دیکھا کہ ہم مکہ مکرمہ میں جنت المعلیٰ کے دروازے پر ہیں---سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مزار پر حاضری دی، پھر حرم شریف حاضر ہو کر طواف کعبہ سے مشرف ہوئے، زم زم نوش جاں کیا اور مقام ابراہیم کے پاس عصر کی نماز ادا کی---

پھر واپسی کا سفر شروع ہوا، آنکھیں بند کیے چند قدم آپ کے ساتھ چلا کہ مصر آ پہنچے---[۴۴۶]

Marfat.com

وصال

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو آخری ایام میں بائیں بازو میں ورم کی تکلیف ہوگئی، ایک ہفتہ علالت کے بعد اکسٹھ سال دس ماہ اٹھارہ دن کی عمر میں ۱۹/ جمادی الاولیٰ ۹۱۱ھ، بروز جمعہ، سحری کے وقت اپنی رہائش روضة المقياس قاہرہ میں وصال فرما گئے---[۴۴۷]

خطیب مسجد سیدہ نفیسہ سے ملاقات

امام سیوطی کے مزار مبارک پر حاضری کے بعد ایک ٹیکسی کے ذریعے سیدہ نفیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار پر حاضری دی--- اس دفعہ قیام مصر کے دوران یہاں تیسری حاضری ہے، پہلے روز آپ کی مسجد کے امام وخطیب سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے دوبارہ ملنے کی تاکید کی، وہ اپنی تصنیف کا تحفہ دینا چاہتے تھے مگر اس وقت کتاب پاس نہ تھی، آج ان سے بھی ملاقات ہوگئی---

موصوف نہایت خندہ پیشانی سے کھڑے ہو کر ملے، اپنی کتاب "مشارق الانوار فی مناقب اهل بیت الاطهار" کا ایک ایک نسخہ ہمیں عنایت فرمایا، ۳۰۰ صفحات کی یہ کتاب اہل بیت کی مدح میں ہے، پہلی نظر میں ہی بہت اچھی لگی (افسوس کہ جدہ ائیر پورٹ پر نجدی کسٹم آفیسر نے اسے ضبط کرلیا)--- امام صاحب نے خادم کو قہوہ لانے کا حکم دیا، مگر ہم نے مصروفیات کی بنا پر معذرت کرلی اور پھر دعوات صالحہ کی درخواست کے ساتھ اجازت طلب کی--- یہاں سے ہم سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے، کیف وسرور کے اعتبار سے یہ حاضری نہایت پرلطف رہی---

Marfat.com

حضرت زید بن سیدنا زین العابدین رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے روضہ مبارکہ کے قریب ہی پچھلی جانب چند گلیوں سے گزر کر آگے سیدنا زید رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے، آپ سیدنا زین العابدین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں---

اگرچہ یہی بات قرین قیاس ہے کہ یہ مزار حضرت سیدنا زین العابدین کے صاحبزادے سیدنا زید رضی اللہ عنہ کا ہے، کیوں کہ معتبر روایات سے ثابت ہے کہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی تدفین اپنے تایا جان سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی قبر انور کے ساتھ جنت البقیع میں ہوئی،

Marfat.com

تاہم امام شعرانی اس نظریہ کے قائل ہیں کہ مصر میں سیدنا زین العابدین رضی اللہ عنہ کے سرِ انور کا مزار ہے:

﴿مَاتَ الْإِمَامُ زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ مَقْتُوْلًا، وَحُمِلَتْ رَأْسُهُ إِلٰى مِصْرَ[۴۴۸] وَدُفِنَتْ ...... بِمِصْرَ﴾---[۴۴۹]

"حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا اور آپ کے سرِ انور کو مصر میں لا کر دفن کیا گیا"---

چوں کہ مزارِ مبارک آپ سے منسوب ہے، لہٰذا ہم نیاز مندانِ اہلِ بیت کے لیے ان کے تذکرہ کا یہی بہانہ کافی ہے، مزید برآں یہ کہ آپ ہمارے سلسلہ طریقت---قادریہ نوریہ---کے مشائخ میں سے ہیں---ویسے عالم برزخ کے عجیب معاملات ہیں اور جہاں لختِ جگر اور شہید و مظلوم بیٹا دفن ہو، وہاں شفیق و مہربان باپ کی توجہ اور ان کی روح کا پھیرا ضرور ہوتا ہوگا---سو حصول برکت کے لیے پہلے امام زین العابدین اور پھر آپ کے نورِ نظر سیدنا زید رضی اللہ عنہ کے تذکرہ کی سعادت حاصل کی جائے گی---

✿✿✿✿✿

Marfat.com

حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

آپ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے منجھلے صاحبزادے ہیں، آپ کی والدہ ماجدہ حضرت سلافہ رضی اللہ عنہا (جو شہر بانو کے نام سے مشہور ہیں) ایران کے آخری شہنشاہ یزدگرد کی صاحبزادی تھیں--- آپ کی ولادت باسعادت آپ کے جدامجد حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی شہادت سے دو سال قبل ۵ر شعبان المعظم، ۳۸ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی--- [۴۵۰]

آپ نے اپنے والد گرامی سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے تعلیم و تربیت پائی، علاوہ ازیں اپنے چچا سیدنا امام حسن مجتبیٰ، حضرت جابر، حضرت ابن عباس، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اور امہات المؤمنین میں سے سیدہ عائشہ صدیقہ، سیدہ صفیہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہن سے احادیث حاصل کیں--- [۴۵۱]

Marfat.com

عبادت اور خشیّت الٰہی

آپ کو عبادت وریاضت کا خاص ذوق تھا، اس لگن اور کثرت عبادت کے باعث زین العابدین کے لقب سے مشہور ہوئے، روزانہ ایک ہزار رکعت نفل ادا کرتے---[۴۵۲]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک بار میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما آ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں سینے سے لگا کر اپنی گود میں بٹھا لیا، پھر فرمایا:

> ''میرے اس بیٹے کے ہاں ایک فرزند پیدا ہو گا جس کا نام علی ہو گا، روزِ قیامت عرش الٰہی سے اسے ''سید العابدین'' کے خطاب سے پکارا جائے گا''---[۴۵۳]

حضرت سعید بن میسب فرماتے ہیں:

> ''میں نے علی بن حسین (زین العابدین) سے زیادہ خشیت الٰہی رکھنے والا کوئی انسان نہیں دیکھا---[۴۵۴]

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ جب آپ کا ذکر کرتے تو رو پڑتے اور کہتے کہ تمام عبادت گزاروں کی زینت آپ کے باعث تھی، گویا صحیح معنوں میں آپ ہی زین العابدین کہلانے کے مستحق تھے---[۴۵۵]

خشیت الٰہی کا یہ عالم تھا کہ جب وضو کرتے تو رنگ زرد پڑ جاتا اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو خوف سے کانپتے تھے---وجہ پوچھنے پر آپ نے فرمایا:

> تم کیا جانو، کس کے حضور پیش ہوتا ہوں؟---[۴۵۶]

حج کے موقع پر احرام باندھنے لگے تو خوف خدا کی وجہ سے ایسا لرزہ طاری ہوا کہ

Marfat.com

زبان سے لبیک تک نہ نکل سکا---لوگوں کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا، مجھے ڈر ہے کہ میں لبیک کہوں تو ادھر سے جواب آئے، لَا لَبَّیْکَ، تیری حاضری قبول نہیں، لوگوں نے ہمت دلائی تو جوں ہی لبیک کہا، خوف الٰہی سے بے ہوش کر سواری سے گر پڑے---[۴۵۷]

طاؤس کہتے ہیں کہ ایک بار میں نے آپ کو حطیم کعبہ میں سجدہ کی حالت میں یہ دعا کرتے ہوئے پایا:

عَبْدُکَ بِفِنَائِکَ سَائِلُکَ بِفِنَائِکَ فَقِیْرُکَ بِفِنَائِکَ---[۴۵۸]

"(بارالہا!) تیرا بندہ تیری بارگاہ میں حاضر ہے، تیرا سائل تیری بارگاہ میں حاضر ہے اور تیرا فقیر تیری بارگاہ میں حاضر ہے"---

طاؤس کہتے ہیں:

قسم بخدا! میں نے یہ دعا جس مصیبت میں بھی پڑھی، وہ فوراً دور ہوگئی---

عبادت میں محویت کا یہ عالم کہ ایک مرتبہ جس کمرے میں نماز پڑھ رہے تھے، اسے آگ لگ گئی، آپ سجدے میں تھے، لوگوں نے شور مچایا، اے فرزند رسول! آگ لگی ہوئی ہے، مکان سے باہر تشریف لے چلیں، مگر آپ نے پروا نہ کی اور بلاخوف وخطر بدستور نماز پڑھتے رہے، یہاں تک کہ آگ بجھ گئی، عرض کی گئی کہ آپ کو آگ سے بے پروا کس چیز نے کیا؟---فرمایا:

اخروی آگ، یعنی نار جہنم کے خوف نے مجھے اس آگ سے غافل کر دیا---[۴۵۹]

آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے:

"کچھ لوگ خوفِ خدا کی وجہ سے عبادت کرتے ہیں، یہ غلاموں کی عبادت ہے، کچھ لوگ جنت کے طمع میں عبادت کرتے ہیں، یہ تاجروں کی عبادت ہے اور کچھ لوگ خالص شکر الٰہی سے عبادت کرتے ہیں، یہی

Marfat.com

آزاد بندوں کی عبادت ہے"---[۴۶۰]

جود وسخا

صدقہ وخیرات اور جود وعطا میں بھی اپنے والد گرامی اور نانا جان کے مظہر اتم تھے، آپ کو نام ونمود سے غرض نہ تھی، خفیہ صدقہ کرتے اور فرماتے:

"رات کا صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو فرو، دل اور قبر کو منور اور بندے سے قیامت کی ظلمت وتاریکی کو دور کرتا ہے"---

دو مرتبہ تو آپ نے اپنا تمام مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیرات کر دیا---راتوں کو اپنی پشت پر روٹیوں کی بوری لاد کر نکلتے اور مستحقین کے گھر پہنچاتے، مدینہ منورہ کے متعدد نادار گھرانوں کی کفالت فرماتے اور انھیں خبر تک نہ ہوتی کہ ان کا خرچ کہاں سے آتا ہے---جب آپ کا وصال ہوا تب انھیں پتا چلا کہ یہ تو امام زین العابدین کے جود وسخا کا فیض تھا---

جریر کا بیان ہے کہ جب آپ کا وصال ہوا تو غسل دیتے ہوئے آپ کی پیٹھ پر سیاہ نشانات دیکھے گئے، تحقیق پر پتا چلا کہ یہ روٹیوں سے بھری ہوئی ان بوریوں کے نشانات ہیں، جنھیں آپ اپنی پشت پر اٹھا کر راتوں کو مستحقین میں تقسیم فرماتے---[۴۶۱]

عفو ودرگزر

آپ مجسمۂ اخلاق اور پیکر مہر ومودت تھے، ایک مرتبہ مسجد سے نکل رہے تھے کہ ایک آدمی نے گالی دی، آپ کے عقیدت کیش غصہ میں اس شخص کی طرف لپکے، آپ نے فرمایا:

Marfat.com

ٹھہرو! اسے کچھ نہ کہو، پھر وہ خود اس شخص کی طرف بڑھے اور فرمایا،

ہمارے بہت سے عیوب تم سے پوشیدہ ہیں، تمھاری کوئی حاجت ہے تو بتاؤ،

ہم پوری کر دیں---

وہ شخص نادم ہوا، آپ نے اپنی چادر اور ایک ہزار درہم اسے عطا فرمائے---

اس واقعہ کے بعد جب بھی وہ آدمی آپ کو دیکھتا تو پکار اٹھتا کہ میں شہادت دیتا ہوں

کہ واقعی آپ رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں سے ہیں---[۴۶۲]

ایک بار ایک باندی آپ کو وضو کرا رہی تھی، اچانک لوٹا اس کے ہاتھ سے گر کر

آپ کے چہرہ پر لگا، جس سے چہرہ زخمی ہو گیا، آپ نے اوپر دیکھا تو باندی نے کہا،

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ الْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ﴾---

''(متقی وہ ہیں جو) غصہ کو ضبط کرنے والے ہیں''---

آپ نے فرمایا:

كَظَمْتُ غَيْظِيْ--- ''میں نے اپنا غصہ فرو کیا''---

باندی نے کہا:

﴿وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ﴾---

''اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں''---

فرمایا:

عَفَا اللّٰهُ عَنْكِ---''اللہ تعالیٰ تجھے معاف فرمائے''---

باندی نے پھر عرض کی:

﴿وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾---

''اور اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے''---[۴۶۳]

Marfat.com

آپ نے فرمایا:

''جا، تجھے اللہ کی رضا کے لیے آزاد کیا''---[۴۶۴]

ایک مرتبہ آپ کے پاس کچھ مہمان آئے، آپ نے خادم کو کھانا لانے کا حکم دیا، وہ تنور میں بھنے ہوئے گوشت کی سیخ لے کر آ رہا تھا کہ وہ سیخ آپ کے ایک بچے پر گر گئی، موقع پر ہی بچہ جاں بحق ہو گیا، حضرت سیدنا زین العابدین رضی اللہ عنہ نے ناراضی کی بجائے غلام سے فرمایا، تو نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا، جا تو آزاد ہے---[۴۶۵]

حضرات ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) سے محبت

حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو شیخین کریمین سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے بڑی محبت و عقیدت تھی--- آپ فرمایا کرتے، ان دونوں حضرات کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات مبارکہ میں وہی مقام و مرتبہ تھا جو آپ کے وصال فرما جانے کے بعد ہے[۴۶۶] یعنی جس طرح ان کی قبریں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اطہر سے متصل ہیں، اسی طرح آپ کی ظاہری حیات میں بھی انھیں قرب و رفاقت مصطفیٰ کا خاص شرف حاصل تھا---

ایک بار چند عراقی آپ کی خدمت میں آئے اور خلفاء ثلاثہ، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازیبا کلمات کہے، آپ نے فرمایا، تم اسلام کا تمسخر اڑاتے ہو، یہاں سے نکل جاؤ، اللہ تعالیٰ تم سے سمجھے---[۴۶۷]

امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میرے والد ماجد حضرت علی بن حسین (زین العابدین رضی اللہ عنہ) سے ایک شخص نے عرض کی، ابوبکر کے بارے میں کچھ بتائیں؟--- آپ نے فرمایا، کیا تم صدیق کے متعلق پوچھتے ہو؟---

Marfat.com

اس شخص نے تعجب سے کہا، آپ بھی انھیں صدیق کہتے ہیں؟---

حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ نے ناراض ہوکر فرمایا:

تجھے تیری ماں روئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مہاجرین وانصار، جوکہ ہم سے بہتر ہیں، انہیں صدیق کہتے ہیں:

فَمَنْ لَّمْ يُسَمِّهٖ صِدِّيْقًا فَلَا صَدَّقَ اللّٰهُ قَوْلَهٗ فِى الدُّنْيَا وَ لَا فِى الْاٰخِرَةِ---[۴۶۸]

"جو شخص آپ کو صدیق نہیں مانتا، اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی بات کو سچا نہ کرے"--- (پھر اس شخص سے فرمایا) جاؤ ابوبکر وعمر سے محبت رکھا کرو---

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے:

عروہ بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے تلوار پر زینت وآرائش کرنے کے بارے میں دریافت کیا، فرمایا، کوئی حرج نہیں ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی تلوار کو مزین کیا تھا، میں نے کہا، آپ بھی انھیں "صدیق" کہتے ہیں؟ آپ یک دم اٹھے اور قبلہ رخ ہوگئے اور فرمایا:

نَعَمْ الصِّدِّيْقُ، نَعَمْ الصِّدِّيْقُ، نَعَمْ الصِّدِّيْقُ، فَمَنْ لَّمْ يَقُلِ الصِّدِّيْقَ، فَلَا صَدَّقَ اللّٰهُ لَهٗ قَوْلًا فِى الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ---[۴۶۹]

"ہاں میں انھیں صدیق کہتا ہوں، ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، جو انھیں صدیق نہ کہے، اللہ دنیا وآخرت میں اس کی بات کو سچا نہ کرے"---

پیکرِ صبر و رضا

آپ قرب الٰہی کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے، صبر و رضا کے پیکر تھے، مصائب کو

Marfat.com

خندہ پیشانی سے برداشت کرتے تھے، حالانکہ مقام یہ تھا کہ اگر چاہتے تو مصیبتیں ٹل جاتیں، چناں چہ ایک بار عبدالملک نے آپ کو قید میں ڈالا اور پابند سلاسل کر دیا، امام ابن شہاب زہری ملنے آئے اور ہاتھوں اور پاؤں میں بیڑیاں دیکھ کر رونے لگے--- عرض کی، کاش آپ کی جگہ مجھے پابند سلاسل کر دیا جاتا اور آپ سلامت رہتے--- فرمایا:

زہری! تمہارا کیا خیال ہے کہ میں اس طوق و سلاسل کی وجہ سے سخت تکلیف میں ہوں، چاہوں تو ابھی آزاد ہو جاؤں--- یہ فرمایا اور ساتھ ہی ہاتھوں اور پاؤں کو بیڑیوں سے باہر نکال لیا--- [۴۷۰]

ہیبت وجلال

اللہ تعالیٰ نے آپ کو نسبی عزت وحشمت کے ساتھ رعب و دبدبہ اور ہیبت وجلال بھی عطا فرمایا تھا--- متعدد مؤرخین و محدثین تحریر کرتے ہیں کہ ہشام بن عبدالملک حج کے لیے گیا تو کثرت ہجوم کے باعث کوشش کے باوجود حجر اسود کو بوسہ دینے میں ناکام رہا، اس نے صحن حرم میں منبر رکھوایا اور اس پر بیٹھ گیا، شام کے لوگوں نے اس کے گرد حلقہ بنا رکھا تھا، اسی اثنا میں سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ طواف کے لیے تشریف لائے، حجر اسود کی طرف بڑھے تو لوگوں نے آپ کے احترام اور ہیبت وجلال کے باعث راستہ چھوڑ دیا اور آپ نے بآسانی حجر اسود کو بوسہ دیا، ایک شامی نے آپ کے جلال اور حسن و جمال کو دیکھ کر ہشام سے پوچھا، یہ کون ہیں؟--- ہشام نے اس خوف سے کہ کہیں شامی ان کی طرف متوجہ نہ ہو جائیں، نہایت حقارت سے کہا، مجھے کیا پتا یہ کون ہے؟--- قریب ہی فرزدق شاعر موجود تھا، اس نے کہا، ہاں، مجھے پتا ہے کہ یہ کون ہیں، لوگوں نے کہا، بتائیے، فرزدق نے حضرت امام زین العابدین کی طرف انگلی کا اشارہ

Marfat.com

کرتے ہوئے فی البدیہہ نہایت خوب صورت مدحیہ اشعار پڑھے، چند شعر یہ ہیں:

هٰذَا الَّذِیْ تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطْأَتَهُ
وَ الْبَیْتُ یَعْرِفُهُ وَ الْحِلُّ وَ الْحَرَمُ
هٰذَا ابْنُ خَیْرِ عِبَادِ اللّٰهِ كُلِّهِمْ
هٰذَا التَّقِیُّ النَّقِیُّ الطَّاهِرُ الْعَلَمُ
یَنْجَابُ نُوْرُ الْهُدٰی مِنْ نُوْرِ غُرَّتِهٖ
كَالشَّمْسِ یَنْجَابُ عَنْ اَشْرَاقِهَا الْغِیَمُ
هٰذَا ابْنُ فَاطِمَةَ اِنْ كُنْتَ جَاهِلَهُ
بِجَدِّهٖ اَنْبِیَاءُ اللّٰهِ قَدْ خُتِمُوْا
مَنْ مَعْشَرٍ حُبُّهُمْ دِیْنٌ وَ بُغْضُهُمْ
كُفْرٌ وَ قُرْبُهُمْ مُنْجِیْ وَ مُعْتَصَمُ
مَنْ یَعْرِفُ اللّٰهَ یَعْرِفُ اَوَّلِیَّةَ ذَا
فَالدِّیْنُ مِنْ بَیْتِ هٰذَا نَالَهُ الْاُمَمُ

۱)...... ’’یہ وہ ہیں جن کے خرام ناز سے سرزمین بطحا آشنا ہے، انھیں بیت اللہ شریف اور حل وحرم پہچانتے ہیں‘‘---

۲)...... ’’آپ اللہ کی ساری مخلوق سے بہتر شخصیت کے شہزادے ہیں، جو (خود بھی) متقی، طیب وطاہر اور ساری قوم کے ·ار ہیں‘‘---

۳)...... آپ کی روشن وپرنور جبین سے نور ہدایت کا ظہور ہو رہا ہے، جیسے آفتاب کی روشنی سے اندھیرے زائل ہو جاتے ہیں‘‘---

۴)...... اگر تو جاہل ہے تو جان لے کہ یہ سیدہ فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ عنہا) کے لخت جگر ہیں، جن کے جد امجد خاتم النبیین ہیں‘‘---

Marfat.com

۵)...... ''یہ وہ خانوادہ ہے کہ ان کی محبت دین اور ان سے بغض وعداوت کفر ہے، ان کا قرب نجات دہندہ اور مضبوط سہارا ہے''---

۶)...... ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتا ہے وہ ان کی اوّلیت سے واقف ہے، لوگوں نے دین کو ان ہی کے گھر سے حاصل کیا ہے''---

فرزدق نے یہ قصیدہ پڑھا تو ہشام نے سخت برافروختہ ہو کر اسے قید میں ڈلوا دیا، امام زین العابدین نے بارہ ہزار درہم عطیہ بھجوایا، مگر فرزدق نے یہ کہہ کر رقم واپس کر دی کہ میں نے عطیہ کے لیے نہیں بلکہ رضائے الٰہی کی غرض سے مدح کی ہے--- امام زین العابدین نے رقم دوبارہ بھیج دی اور فرمایا ہم اہل بیت جب کچھ عطا کر دیتے ہیں تو پھر واپس نہیں لیتے، چناں چہ فرزدق نے اسے قبول کر لیا--- [۴۷۱]

وصال

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے ۱۲ محرم الحرام ۹۴ھ میں بعمر ۵۷ سال مدینہ منورہ میں وصال فرمایا--- ابنِ صباغ مالکی مکی کا خیال ہے کہ ولید بن عبدالملک نے آپ کو زہر دلوایا، جو جان لیوا ثابت ہوا--- جنت البقیع میں اپنے تایا جان حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں آسودۂ جنت ہیں--- [۴۷۲]

امام زین العابدین اپنے والد گرامی کے ساتھ کربلا کے میدان میں موجود تھے، تب آپ کی عمر ۲۲ سال، پانچ ماہ تھی--- آپ نے معرکہ کربلا کے تمام خونی مناظر اپنی نگاہوں سے دیکھے--- شدید علالت کے باعث جنگ میں حصہ نہ لیا [۴۷۳] حسینی سادات کی نسل آپ ہی سے جاری ہوئی---

آپ کے گیارہ لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں--- [۴۷۴]

Marfat.com

سیدنا زید بن سیدنا زین العابدین رضی اللہ عنہ

حضرت زید رضی اللہ عنہ انتہائی عابد وزاہد اور سیرت واخلاق میں اپنے والد گرامی کے مظہر تھے--- مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور یہیں اپنے والد ماجد کے علاوہ حضرت ابان بن عثمان اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے احادیث لیں اور پھر علم حدیث کو آگے پھیلایا، امام زہری ایسے امام المحدثین کا شمار بھی آپ کے تلامذہ میں ہوتا ہے--- کتب صحاح ستہ میں ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں آپ کی مرویات موجود ہیں--- آپ تابعی تھے، بہت سے صحابہ کرام کی زیارت کی--- [۴۷۵]

امام اعظم رضی اللہ عنہ آپ کے مناقب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میں نے زید بن زین العابدین کو ان کے خاندان کی عظیم روایات کا امین پایا--- میں نے ان کے زمانہ میں ان سے بڑا فقیہ، عالم، حاضر جواب

Marfat.com

اور سحر بیان اور کوئی شخص نہیں دیکھا---(علم وفضل میں) آپ کا مدمقابل کوئی شخص نہ تھا"---[۴۷۶]

رافضی، زیدی

بنو امیہ کے حکمران ہشام بن عبدالملک کی پالیسیوں سے آپ کو اتفاق نہ تھا، چناں چہ آپ نے اس کے خلاف خروج کا ارادہ کیا--- بہت سے لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے، کچھ لوگوں نے اس شرط پر حمایت کی یقین دہانی کرائی کہ آپ ابوبکر و عمر سے اظہار براءت کریں--- آپ نے فرمایا، اللہ کی قسم، ایسا ہرگز نہ ہوگا--- میں شیخین (ابوبکر و عمر) سے محبت کرتا ہوں--- انہوں نے کہا، اچھا یہ بات ہے تو ہم آپ کو چھوڑ جائیں گے---فرمایا، جاؤ تم رافضی ہو--- اسی لیے اس گروہ کو "رافضی" کہا جانے لگا--- پھر کچھ لوگ آگے بڑھے، انہوں نے عرض کی، ہم شیخین کریمین کے محبّ اور ان سے عداوت رکھنے والوں سے بیزار ہیں--- آپ نے انہیں قبول فرمایا، ان لوگوں نے آپ کا ساتھ دیا اور آپ کی نسبت سے "زیدیہ" کے لقب سے مشہور ہوئے[۴۷۷] "زیدیہ" شیعہ کی اقتدا میں نماز کو جائز نہیں سمجھتے---[۴۷۸]

آج کل زیدیہ میں بھی بعض غلط عقائد مروّج ہو چکے ہیں، جنھیں حضرت زید رضی اللہ عنہ کی تعلیمات سے کچھ نسبت نہیں ہے---

اصحاب ثلاثہ کا دشمن حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دشمن

حافظ ابن عساکر روایت کرتے ہیں، حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

Marfat.com

اَلْبَرَاءَةُ مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ اَلْبَرَاءَةُ مِنْ عَلِیٍّ وَّ الْبَرَاءَةُ مِنْ عَلِیٍّ اَلْبَرَاءَةُ مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ---[۴۷۹]

''خلفائے ثلاثہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان (رضی اللہ عنہم) سے (دشمنی اور ان سے) اظہار براءت درحقیقت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اظہار براءت ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اظہار براءت خلفائے ثلاثہ سے اظہار براءت ہے''---

حضرت زید کے رفقاء میں سے آدم بن عبداللہ خثعمی بیان کرتے ہیں، میں نے آپ سے پوچھا، اس آیت سے کیا مراد ہے؟---

﴿وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ o اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ o﴾---[۴۸۰]

''اور آگے رہنے والے آگے ہی رہنے والے ہیں، وہی اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں''---

فرمایا، اس سے ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) مراد ہیں، پھر فرمایا:

لَا اَنَالَنِی اللّٰہُ شَفَاعَةَ جَدِّیْ اِنْ لَمْ اُوَالِهِمَا---[۴۸۱]

''اگر میں شیخین (ابوبکر و عمر) کی اوّلیت کو تسلیم نہ کروں تو مجھے اپنے جد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو''---

شہادت

آپ نے لوگوں کو ہشام بن عبدالملک کے خلاف مزاحمت کے لیے تیار کیا تو عراق کے گورنر یوسف بن عمر ثقفی کو آپ کے پروگرام کی پہلے سے خبر ہوگئی، اس نے

Marfat.com

ہشام کی حسبِ ہدایت لوگوں کو جامع مسجد کوفہ میں جمع کرلیا، آپ نے لوگوں کو پکارا، مگر صرف دو سو کے قریب افراد اکٹھے ہوئے، کچھ پہلے ہی بے وفائی کر چکے تھے اور اکثر لوگ مسجد میں محصور تھے--- ادھر یوسف بن عمر کی بھیجی ہوئی فوج مدمقابل تھی، ایک تیر آپ کی پیشانی پر لگا، چند لوگ آپ کو اٹھا کر لے گئے، تیر کھینچا، مگر زخم نہایت گہرا تھا، آپ جاں بر نہ ہو سکے--- عقیدت مندوں نے خفیہ طور پر ایک جگہ آپ کو دفن کر دیا مگر ایک غلام کی مخبری پر یوسف بن عمر نے وہاں سے نکلوا کر آپ کا سر کٹوایا اور اسے ہشام کے پاس بھیج دیا، جب کہ تن مبارک سرِعام سولی پر لٹکایا گیا، آپ کا جسم چار سال تک مصلوب رہا--- [۴۸۲]

حضرت زید رضی اللہ عنہ کو جب مصلوب کیا گیا تو آپ کا چہرہ قبلہ کی مخالف سمت رکھا گیا مگر لکڑی کا وہ ستون جس کے ساتھ سولی لٹکایا گیا تھا، فوراً پھر گیا اور آپ کا منہ جانبِ قبلہ ہو گیا--- [۴۸۳]

سرانور

ہشام نے سرانور مصر بھجوایا اور وہاں کی جامع مسجد کے منبر پر رکھوایا تاکہ لوگوں پر حکومت کا رعب قائم ہو--- اہل بیت کے چند عقیدت مندوں نے موقع پا کر سرانور کو دفن کر دیا--- جب ہشام بن عبد الملک اور ولید کا دورِ حکومت ختم ہوا اور حالات سازگار نظر آئے تو وہاں مسجد اور روضہ تعمیر کیا گیا--- بعض روایات میں ہے کہ ہشام نے (اپنا رعب جمانے کے لیے) سرانور دمشق کے دروازے پر لٹکوایا، پھر مدینہ منورہ بھجوایا، وہاں سے سرانور مصر پہنچایا گیا--- [۴۸۴]

Marfat.com

قاتلین حضرت زید رضی اللہ عنہ کا انجام

امام عالی مقام سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی طرح آپ کے پوتے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے قاتلین بھی اپنے انجام بد کو پہنچے--- چناں چہ جب بنو عباس نے دمشق پر قبضہ کیا تو دمشق کے ہر دروازے پر یوسف بن عمر کے جسم کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے--- بنو عباس کے پہلے خلیفہ سفاح نے ہشام بن عبد الملک کو قبر سے نکلوا کر اس کی لاش کو کوڑے لگوائے اور پھر آگ میں جلا دیا--- [۴۸۵]

یہ قبر مبارک جس پر ہم حاضر ہوئے دراصل حضرت زید کی ہی ہے، مگر روضہ پر سیدنا امام زین العابدین کا نام درج ہے اور آپ کی نسبت ہی سے معروف ہے، جب کہ مشہور روایت کے مطابق آپ کی قبر مبارک مدینہ منورہ کے معروف قبرستان جنت البقیع شریف میں ہے---

اہرامِ مصر اور عجائباتِ عالم

مصر کی شناخت اور دنیا کی قدیم ترین عمارت--- اہرام--- دنیا بھر کے سیاحوں کی توجہ کا مرکز اور مصر کی آمدنی کا ایک ذریعہ ہیں--- انھیں دیکھے بغیر مصر کی سیر ادھوری سمجھی جاتی ہے--- سو، مزارات پر حاضری اور زیارات کے بعد انجینئرنگ کی تاریخ کا یہ عجوبہ دیکھنے گئے---

یہ اہرام دنیا کے سات مشہور عجائبات میں تنہا باقی رہ جانے والا عجوبہ ہیں--- مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں باقی عجائبات کی تفصیل بھی بیان کر دی جائے--- اس سلسلے میں حال ہی میں ایک عزیز کی وساطت سے ایک مضمون دیکھنے کا اتفاق ہوا--- اس مفید، دل چسپ اور تحقیقی مضمون کی تلخیص پیش خدمت ہے:

Marfat.com

معلومہ انسانی تاریخ میں سب سے پہلے اور بنیادی عجائب عالم کی تعداد سات ہے---
اگرچہ مختلف اقوام نے اپنی برتری قائم کرنے کے لیے اپنی کسی خاص عمارت یا خاص چیز کو عجائبات میں شمار کیا ہو، مثلاً دیوار چین---
عجائبات عالم کی تحقیق اور پھر اس کام کو ضبط تحریر میں لانے کا سب سے پہلا خیال دوسری صدی قبل مسیح میں سیدون کے رہنے والے ایک مصنف کو آیا، اینٹی پیٹر نامی اس شخص نے ایک بازن طینی ریاضی دان فیلون کے تعاون سے اپنا کام مکمل کیا---
ان دونوں کی مشترکہ کوششوں سے مرتب کی ہوئی تفاصیل آج بھی مستند حوالے کی حیثیت رکھتی ہیں---

وہ چیزیں جنھیں لوگ عجوبہ سمجھتے ہیں

عجائبات عالم کی تفصیل سے پہلے ہم ان چیزوں کا تذکرہ کریں گے جو عجائبات کے طور پر مشہور ہیں مگر سات عجائبات کی مستند فہرست میں ان کا نام شامل نہیں ہے---

دیوارِ چین

بے شمار افراد شاید آج بھی دیوار چین کو ایک عجوبہ تصور کرتے ہیں، شنگھائی گوآن سے تایومین گوآن اور پھر یانگ گوآن تک پھیلی ہوئی یہ عظیم دیوار، اس کرۂ ارض پر انسانی محنت اور عظمت کی ایک علامت کے طور پر تابندہ ہے---
۲۱۰ سے ۲۲۱ قبل مسیح میں چین پر کن شی ہوانگ وی کی حکمرانی رہی، اسی کے دور میں ۲۱۵۰ میل یا ۳۴۶۰ کلو میٹر طویل دیوار تعمیر ہوئی--- یہ ایک مسلسل دیوار نہیں، بلکہ

Marfat.com

اس کی شاخیں بھی ہیں، جن کی طوالت ۱۷۸۰ میل یا ۲۸۶۰ کلو میٹر ہے--- اس عظیم الشان دیوار کی اونچائی یکساں نہیں ہے، کہیں یہ ۳۹ فٹ یا ۱۲ میٹر تک اونچی ہے تو کہیں صرف ۱۵ فٹ یا ساڑھے چار میٹر بلند رہ گئی ہے--- دیوار کی موٹائی یا اوپری سطح کی چوڑائی ۳۲ فٹ یعنی دس میٹر سے قدرے کم (۹.۸ میٹر) ہے---

قبل مسیح میں تعمیر ہونے والی اس دیوار کی مرمت اور دیکھ بھال کا باقاعدہ کام سولہویں صدی تک جاری رہا اور دیوار اپنی اصل عظمتوں کے ساتھ جوں کی توں برقرار رہی، اس کے بعد دیوار کی دیکھ بھال کا کام بوجوہ معطل رہا--- یہ عظیم دیوار وقت اور انسانوں کے ہاتھوں دھیرے دھیرے تاراج ہو رہی ہے--- مئی ۱۹۸۵ء میں چینی محققین نے اپنی کاوشوں کے نتیجے میں یہ انکشاف کیا ہے کہ دیوار کی اصل لمبائی ۶۲۰۰ میل، یعنی ۹۹۸۰ کلو میٹر تھی، یہ صرف قیاس نہیں تھا--- آثار اور بنیادوں کی دریافت کے بعد دعویٰ کیا گیا تھا، اس کے باوجود اسے مستند عجائبات میں شمار نہیں کیا جاتا---

دیوار کی بات چلی ہے تو برسبیل تذکرہ قارئین کی دل چسپی کے لیے یہ بات اہم ہوگی کہ صدام حسین کے عراق میں ''ار'' کے قریب ۲۰۰۶ قبل مسیح میں ارنمو نامی شہر کی فصیل جو مٹی اور گارے کی اینٹوں سے بنائی گئی تھی، دنیا کی سب سے موٹی دیوار تھی--- مقیر نامی موجودہ شہر کے نواح میں بنائی گئی فصیل قبل مسیح کے اسی دور میں علامتیوں نے تباہ کر دی تھی، اس دیوار کی موٹائی ۸۸ فٹ یعنی ۲۷ میٹر تھی---

تاج محل

برصغیر کے بہت سے قدامت پرست باسی آج بھی آگرہ کے تاج محل کو ایک عجوبہ قرار دیتے ہیں--- یہ وہ مقبرہ ہے، جس کا گنبد پورے چاند کی روشنی میں خود ایک چاند

Marfat.com

کی سی روشنی دیتا ہے:

اک شہنشاہ نے دولت کا سہارا لے کر
ہم غریبوں کی محبت کا اڑایا ہے مذاق

تاج محل پر یہ حسرت زدہ طنز آج بھی تاریخ کا حصہ ہے--- شاہ جہاں نے ۱۶۲۹ء میں اپنی محبوب بیوی ممتاز محل کے انتقال پر اس کے یادگار مقبرے کی تعمیر کا حکم دیا تھا، اگلے برس اس کی تعمیر شروع ہوئی اور اٹھارہ برس کی مدت میں آگرے کی سرزمین پر ایک نادر یادگار بلند ہو چکی تھی--- سنگ مرمر سے بنا ہوا یہ حسین مقبرہ آج آگرے کی صنعتی آلودگیوں سے دھندلاتا جا رہا ہے--- اس کی بیرونی دیواروں پر مرمر کے قیمتی پتھروں سے کندہ کاری کی گئی ہے، زمین سے اس کے گنبد کی بلندی ۸۰ فٹ یعنی ۲۴.۴ میٹر ہے، گنبد کا اندرونی قطر ۵۰ فٹ یا ۱۵ میٹر ہے، جو باہر یقیناً کافی زیادہ ہے---

ونڈسر کاسل

انگریز آج بھی روایت پرست مشہور ہیں، وہ اپنی شاہی اقامت گاہ یعنی ونڈسر کاسل پر ناز کرتے ہیں، یہ بارھویں صدی عیسوی میں تعمیر ہوا، اس کا طول ۱۸۷۰ فٹ یا ۵۷۶ میٹر اور عرض ۵۴۰ فٹ یا ۱۶۴ میٹر ہے، یہ شاہی عمارت اس اعتبار سے ضرور قابل ذکر ہے کہ آج یہ دنیا کا واحد آباد اور سب سے بڑا قلعہ ہے، مگر انگریزوں کے تمام تر فخر کے باوجود عجائبات کے زمرے سے یک سر خارج ہے---

ایفل ٹاور

فرانس والے ایک مدت تک اپنے ایفل ٹاور پر نازاں رہے اور اسے عجوبہ

Marfat.com

قرار دیتے رہے، یہ ٹاور کنکریٹ کے چار بنیادی ستونوں پر کھڑا ہوا ہے--- یہ عظیم الشان آہنی منار ۱۹۳۰ء تک دنیا کی بلند ترین تعمیر کے مرتبے پر فائز رہا ہے، انقلاب فرانس کی صد سالہ یادگاری تقریبات کے انعقاد کے موقع پر یہ منار ۱۸۸۹ء میں تعمیر ہوا--- اس کی اصل بلندی ۹۸۴ فٹ یا ۳۰۰ میٹر ہے، اس پر مزید بیس، پچیس میٹر اونچا ایک اینٹینا نصب ہے--- آہنی ڈھانچے کا وزن سات ہزار ٹن ہے، اس میں پچیس لاکھ روٹ استعمال ہوئے ہیں، تین سو ہنر مند دو برس تک تعمیر کے کام میں جتے رہے--- پورے ڈھانچے کو رنگنے کے لیے چالیس ٹن رنگ استعمال ہوا، اس کی کل سیڑھیاں 1652 ہیں، جو اوپر پہنچاتی ہیں--- تیز ہواؤں میں یہ ڈھانچا آدھے انچ کے قریب فضا میں ادھر ادھر جھولتا ہے--- گرمیوں اور سردیوں میں اس کی کل بلندی میں ۱۵ سینٹی میٹر کی کمی بیشی ہوتی رہتی ہے---

ایفل ٹاور عجوبہ نہیں، لیکن یورپ کے قلب، پیرس کی شناخت ضرور ہے، غروب آفتاب سے ایک گھنٹہ پہلے اس کی بلندی سے شہر کا نظارہ ہر آنکھ کو مسحور کر دیتا ہے---

ایمپائر سٹیٹ

امریکہ کے شہر نیویارک میں ۳۱-۱۹۳۰ء میں مکمل ہونے والی ۱۰۲ منزلہ ایمپائر سٹیٹ بلڈنگ ایک مدت تک لوگوں کو ورطہ حیرت میں ڈالے رہی مگر اب اس بلڈنگ کی بلندی کو بہت سی عمارتیں عبور کر چکی ہیں--- ۱۰۲ منزلہ ایمپائر سٹیٹ بلڈنگ کی اصل بلندی ۳۹۱ میٹر یا ۱۲۵۰ فٹ ہے جو اینٹینا کے ساتھ ۴۴۸ میٹر یا ۱۴۷۲ فٹ ہو گئی ہے---

ان عمارتوں کے معماروں نے اپنی تمام تر کوشش کے باوجود عجوبے تخلیق نہیں کیے بلکہ صرف ریکارڈ اور ذاتی وقومی افتخار کے لیے ایک دوسرے کو حقیقی معنوں میں

Marfat.com

نیچا دکھانے کی کوششیں کیں ہیں---

بگ بین/گھڑیال

دنیا کے بہت سے ممالک سیاحت کے فروغ کے لیے بھی بعض چیزوں کو ہوا دیتے ہیں، ایک زمانے میں ہر طرف بگ بین کا شہرہ ہوا کرتا تھا، یہ لندن کے قلب میں واقع پارلیمان کی عمارت کے ۳۲۰ فٹ اونچے منار پر نصب چہار طرفی گھنٹے کا ساڑھے تیرہ ٹن وزنی وہ گھڑیال ہے، جو پورے شہر کو وقت کی منادی دیتا ہے--- یہ ۱۸۵۸ء اور ۱۸۵۹ء میں تعمیر ہوا، اس کے چاروں ڈائل ۲۳ فٹ قطر کے ہیں، منٹ کی سوئیاں ۱۴ فٹ لمبی ہیں، وقت کی نشان دہی کرنے والے ہندسوں کی اونچائی ۲ فٹ ہے، مشین میں قدیم پینی کے متروک سکوں کی کمی بیشی سے وقت کی رفتار کو صحیح رکھا جا سکتا ہے---

چینل ٹنل

آج کل چینل ٹنل کا بھی خوب شہرہ ہے، برطانیہ ہر طرف سے پانی میں گھرا ہوا ایک جزیرہ ہے، جسے رود بار انگلستان یا برٹش چینل یورپ سے الگ تھلگ رکھے ہوئے ہے، اب اس زیر آب سرنگ کے ذریعے برطانیہ کو فرانس سے ملا دیا گیا ہے، ۱۵/ارب ڈالر کی لاگت سے بننے والے اس راستے نے برطانیہ اور یورپ کے درمیان زمینی رابطے کے خواب کو حقیقت کا روپ دے دیا ہے، اس کی کل لمبائی ۳۱ میل ہے، جس میں ۲۳ میل فاصلہ سمندر کی تہ کے نیچے طے ہوتا ہے--- سرنگ میں ٹرینوں کی آمد و رفت کے لیے دو اور سروس کے لیے تیسری ذیلی سرنگ تعمیر کی گئی ہے، سمندر کی

Marfat.com

تہ کے نیچے اس کی اوسط گہرائی ڈیڑھ سو فٹ ہے، تینوں سرنگوں کی کل ۹۵ میل لمبی کھدائی میں ۱۳ ہزار فنی ماہرین اور مزدوروں نے حصہ لیا، اس کے ذریعے محض ۲۰ منٹ میں آپ فرانس پہنچ سکتے ہیں---

بعض دیگر عجائبات

عجائبات عالم پر تحقیق میں بعض معروف نام اور بھی آئے ہیں، جن کی تفصیلات کا یہ مضمون متحمل نہیں ہوسکتا، ان میں سے چند کا حوالہ درج ذیل ہے:

۱ مصر میں ''ابو سمبل'' کا معبد---
۲ پیرو کی سرزمین پر ''ماچو پیچو'' نامی انکاؤں کا شہر---
۳ شمالی گوئٹے مالا میں ''تکال'' کے مایان مندر---
۴ ایران میں پرسی پولس کا دربارِ شاہی بلکہ شہنشاہی---
۵ مصر میں ہائی اسوان ڈیم---
۶ مصر میں نہر سویز---
۷ نہر پناما جو بحر اوقیانوس کو بحر الکاہل سے ملاتی ہے---
۸ انڈونیشیا میں کراکاٹوآ جزیرہ---
۹ نیپال میں ماؤنٹ ایورسٹ---
۱۰ جاپان میں ماؤنٹ فیوجی---
۱۱ تنزانیہ میں ماؤنٹ کلی من جارو---
۱۲ کینیڈا اور امریکہ کی سرحد پر نیاگرا آبشار---
۱۳ زمبابوے میں وکٹوریا آبشار---

Marfat.com

۱۴ اٹلی کے شہرۂ آفاق روم کا مدوّر اسٹیڈیم، جس کے گرد چار منزلہ انکلوژرز کے آثار باقی ہیں---

ان میں سے کوئی بھی قدرتی اور انسانی کارنامہ ایسا نہیں ہے جس نے مدتوں حضرت انسان کو حیران نہ کیا ہو، مگر تاریخ عالم کی رو سے سات عجائبات بس وہی تھے، جن کا ذکر دوسری صدی قبل مسیح میں کیا گیا تھا--- آیئے دیکھتے ہیں کہ وہ کیا تھے اور ان میں سے کون کون سے عجائبات آج بھی باقی ہیں---

سات عجائبات

1. پہلا اور قدیم ترین عجوبہ مصر کے اہرام ہیں، (تفصیل آگے چل کر بیان ہوگی)---
2. دوسرا عجوبہ بابل کے معلق باغات کو قرار دیا گیا تھا--- یہ عراق کے جنوب میں بابل کے شاہی محل میں ۶۰۰ قبل مسیح میں سمیریوں نے تعمیر کرائے تھے، یہ باغات درحقیقت معلق نہیں تھے بلکہ روف گارڈن یا چھتوں پر بنے ہوئے باغات تھے، جو طویل اور خوب صورت راہ داریوں کے اوپر لگائے گئے تھے اور قریبی دریا کے پانی سے سینچے جاتے تھے--- ان باغوں میں سنگی چھجے بنائے گئے تھے، جن پر خوب صورت دھاتی خول منڈھے ہوئے تھے، باغوں کی تہ یعنی زمینی راہ داریوں کی چھتوں کو نرسل، ڈامر اور سیسے سے واٹر پروف بنایا گیا تھا تا کہ آبیاری کا پانی نچلی گزرگاہوں پر مست خرامی کرنے والے شاہی خاندان کے لوگوں پر نہ ٹپکے---

قدیم مصنفین نے ان کی ساخت پر خوب قلم کاری کی ہے، مگر سنگی چھجوں تک کا کوئی سراغ نہیں ملا، ایک جرمن محقق نے محل کے شمال مشرقی گوشے میں کھدائی کے دوران میں بنیادوں کے آثار کا ایک سلسلہ دریافت کیا تھا، جن میں ایک

Marfat.com

غیر معمولی کنواں سا بھی شامل تھا--- باور کیا جاتا ہے کہ وہ معلق باغات کی زیر زمین بنیادوں کے ڈھانچے میں شامل تھا---

3 تیسرا عجوبہ یونان کے شہر اولمپیا میں زیوس کے مندر میں نصب زیوس دیوتا (مشتری) کا مجسمہ تھا، اس کی بلندی ۱۲ میٹر یا چالیس فٹ تھی، اس پر سونے اور ہاتھی دانت کی ملمع کاری کی گئی تھی--- اس میں دیوتا کو صنوبر کے ایک مرصع تخت پر بیٹھا ہوا دکھایا گیا تھا، حشمت و جلال ہر عضو سے عیاں تھا--- مجسمہ تراش فیدیاس کے ورکشاپ کی باقیات سے ۱۹۵۰ء میں ثابت ہو گیا کہ وہ مجسمہ ۴۳۰ قبل مسیح میں آٹھ برس کی محنت کے بعد تیار ہوا تھا، مشتری کا مندر ۴۲۶ عیسوی میں تاراج کر دیا گیا--- ایک امکان یہ ہے کہ یہ عجوبہ اسی وقت تباہ ہو گیا، دوسرا اور قوی تر نظریہ یہ ہے کہ اسے قسطنطنیہ (استنبول) پہنچا دیا گیا، ۵۰ برس بعد یعنی ۴۷۶ عیسوی میں یہ مجسمہ استنبول کی ایک ہولناک آتش زدگی میں راکھ ہو گیا---

4 موجودہ ترکی کے مغربی ساحل پر قبل مسیح میں یونانی شہر ''افی سس'' ہوا کرتا تھا، وہاں شکار اور حیوانی جبلتوں کی دیوی آرٹی مس کا مندر ۵۵۰ قبل مسیح میں بنایا گیا تھا، یہ دیوی انگریزی میں ڈیانا کہلاتی ہے، آج کے ازمیر سے ۵۰ کلومیٹر جنوب میں واقع یہ مندر متفقہ طور پر چوتھا عجوبہ قرار دیا جاتا ہے---

سنگ مرمر سے بنا ہوا یہ عظیم الشان معبد ۲۶۰ فٹ چوڑا اور ۴۳۰ فٹ لمبا تھا، اس میں مرمر کے ۶۰ فٹ اونچے، ۱۰۶ استونوں کی دوہری قطار تھی، اس میں تعمیری صناعی کے ساتھ ساتھ فنی شہ پارے بھی بڑی تعداد میں جمع کیے گئے تھے--- ۲۱ر جولائی ۳۵۶ قبل مسیح کی رات ہیرواسٹرے نامی ایک عام سے شہری نے اپنا نام امر کرنے کے لیے معبد کو نذر آتش کر دیا، معبد کا فرش چوبی تھا، جس پر ٹائل نصب تھے اور یوں آگ نے تباہی پھیلا دی---

Marfat.com

انیسویں صدی کے آخر میں دلدلی علاقے کی کھدائی کی گئی تو وہاں بس بنیادوں کے نشان تھے، دیوی، دیوتا سب مٹ چکے تھے--- رہے نام اللہ کا---

5 پانچواں عجوبہ کاریا کے شہنشاہ موسونس کا مقبرہ تھا، جو ۳۵۱ سے ۳۵۳ قبل مسیح میں ترکی کے موجودہ شہر بردوم کے مقام پر واقع ہیلی کارنےسس میں تعمیر کیا گیا تھا---

یہ مقبرہ اس کی بیوہ آرٹی میزیا نے بنوایا تھا، یہ عالی شان اور تاریخی مقبرہ تقریباً چوکور تھا--- اس کا محیط ۴۱۱ فٹ تھا، جو ۳۶ ستونوں سے گھرا ہوا تھا--- ۲۴ سیڑھیاں اوپر پہنچاتی تھیں، جہاں چار گھوڑوں والی رتھ سنگ مرمر سے تراش کر سجائی گئی تھی، یہ مقبرہ ۱۱ویں سے ۱۵ویں صدی عیسوی کے درمیان آنے والے ایک زلزلے میں تباہ ہو گیا، اس کی کچھ باقیات برٹش میوزیم میں موجود ہیں---

6 چھٹا عجوبہ رہوڈز کا کانسی کا مجسمہ تھا، یہ رہوڈز جزیرے پر واقع شہر لنڈوس کے ایک مجسمہ ساز، چیرس نے ۱۲ سالہ محنت کے بعد ۲۸۰ قبل مسیح میں مکمل کیا تھا--- اس مجسمے کو لوہے کے ذریعے مضبوطی دی گئی تھی، پھر پتھروں کے ذریعے وزن بڑھایا گیا تھا--- سو فٹ اونچا یہ شاہکار مجسمہ ہاربر کے دہانوں پر مدتوں اپنا جلوہ دکھاتا رہا، سورج دیوتا ہیلیوس کا یہ مجسمہ رہوڈز کا ایک سالہ محاصرہ ختم ہونے کی یاد میں بنایا گیا تھا--- ۲۲۵ قبل مسیح میں زلزلے کے باعث یہ مجسمہ گر گیا، مغربی محققین یہ الزام لگاتے ہیں کہ ۶۵۳ عیسوی میں عرب حملہ آوروں نے مجسمے کو توڑ کر اس کی دھاتیں نو سو اونٹوں پر لادیں اور کباڑ کے بھاؤ ٹھکانے لگا دیں---

7 ساتواں اور آخری عجوبۂ عالم مصر کے شہر اسکندریہ میں واقع فیروس نامی جزیرے پر تعمیر کیا جانے والا فیروس نامی لائٹ ہاؤس قرار دیا جاتا ہے، جو جہاز رانی میں ایک فنی انقلاب کا باعث بنا--- ۴۴۰ فٹ اونچا یہ منار ۲۸۰ قبل مسیح میں مصر کے حکمران ptolemy II کے حکم پر تعمیر ہوا، اس کے تین مراحل تھے، نچلا حصہ

Marfat.com

مربع تھا، درمیانی ہشت پہلو اور اوپری حصہ گول تھا--- سب کا جھکاؤ، قدرے اندر کی طرف تھا، یعنی اوپری رقبہ کم تر تھا--- لائٹ ہاؤس کے گرد گھومتی ہوئی ایک ڈھلان اوپر تک لے جاتی تھی، سورج ڈوبتے ہی اوپر آگ جلادی جاتی تھی اور اسے صبح تک روشن رکھا جاتا تھا--- لائٹ ہاؤس کے قریب ہی ایک بڑا مجسمہ ایستادہ تھا--- ۱۳۷۵ عیسوی کے ایک زلزلے میں فیروس تباہ ہو گیا، کہا جاتا ہے کہ ۱۴۷۷ء میں ایک مملوک سلطان نے اس کے کھنڈرات پر قلعہ تعمیر کروالیا، واضح رہے کہ یونانی زبان میں pharos لائٹ ہاؤس کو ہی کہتے ہیں---

یوں سات میں سے چھ عجائبات صفحۂ ہستی سے مٹ چکے ہیں، بس اہرام مصر اپنی جگہ موجود ہیں مگر آنے والی صدیوں میں ان عجائبات کو بھلانا آسان کام نہیں ہوگا--- اہرام مصر جب تک موجود ہیں، بقیہ چھ کا ذکر بھی آتا رہے گا---

Marfat.com

اہرام

مصر میں دریائے نیل کے مغربی کنارے پر قاہرہ کے مضافات میں واقع اہرام، تاریخ کے قدیم ترین عجائب میں اوّلیت کا شرف رکھتے ہیں---اس صحرائی ویرانے میں آندھی کے بگولوں میں عالم بے ثبات پر مسکراتے ہوئے ابوالہول کے ہیبت ناک مجسمے کے گردوپیش دس اہرام واقع ہیں، جن میں سے صرف تین عجائبات میں شمار کیے جاتے ہیں--- ان میں سب سے بڑا اہرام فرعون مصر خوفو کے نام سے موسوم ہے، دوسرا فرعون خضرے اور تیسرا فرعون مینکورے کے مقبرے کے حوالے سے شہرت عام رکھتا ہے---

فراعین مصر کے پایہ تخت میمنس کا غزہ نامی یہ علاقہ شاہی قبرستان کے طور پر استعمال کیا گیا---بیش تر محققین، اہرام کی تعمیر کے دور کا تعین ۲۵۰۰ سے ۲۷۰۰ قبل مسیح

Marfat.com

کے دوران میں کرنے پر متفق ہیں، لیکن ایک نظریہ یہ بھی پایا جاتا ہے کہ پرشکوہ سنگی اہراموں کی تعمیر ۱۰۴۵۰ قبل مسیح میں ہوئی---

اہراموں کی تعمیر و تشکیل میں بعض اصولوں کی بہت سخت پابندی کی گئی ہے، یہ سات اصول مندرجہ ذیل ہیں:

① یہ مربع قطعہ اراضی پر تعمیر کیے گئے ہیں، جن کا طول و عرض حیرت ناک حد تک اس قدر یکساں ہے کہ تحقیقی کاوشوں میں فرق کا تخمینہ ہزار میں ایک یا ایک فی صد کا دسواں حصہ ثابت ہوا ہے---

② یہ اہرام قطب نما کی سوئی کی طرح سمتوں کی صحیح ترین نشان دہی کرتے ہیں، ہر دیوار ایک سمت کے بالکل متوازی ہے---

③ ہر دیوار ایک تکون کی صورت میں اوپر جا کر نقطے پر ختم ہوتی ہے---

④ دیواروں کے جھکاؤ کا زاویہ یکساں، یعنی ۵۴ درجہ ۵۴ دقیقہ ہے---

⑤ ہر اہرام میں داخلے کا راستہ شمالی دیوار میں ہے---

⑥ ہر اہرام میں معبد مشرقی سمت میں بنایا گیا ہے---

⑦ یہ نرے پتھریلے ڈھیر نہیں ہیں بلکہ ان میں ہیبت ناک گزرگاہوں، ہوا کی نالیوں، طاقچوں، کمروں اور خفیہ راستوں کا جال پھیلا ہوا ہے، جن کے عقدے آج تک حل نہیں ہو سکے--- آثار قدیمہ کے ماہرین کے لیے یہ اہرام آج بھی چیلنج اور دلچسپی کا مرکز بنے ہوئے ہیں---

اختصار کے پیش نظر یہاں صرف خوفو کے عظیم ترین اہرام کے بارے میں کچھ اعداد و شمار دیے جا رہے ہیں، جو قارئین کے لیے دل چسپی کا باعث ہوں گے---

زمین پر اس اہرام کے چاروں رخ ۷۵۵ فٹ لمبے ہیں، اصل بلندی ۴۸۰ فٹ، گیارہ انچ تھی--- صحرائی ہواؤں کی کاٹ سے اوپری تیس فٹ گزشتہ صدیوں میں

Marfat.com

ریزہ ریزہ ہو کر بے کراں صحرائی وسعتوں میں کہیں گم ہو چکے ہیں، اب اس کی بلندی ۴۴۹ فٹ ۶ انچ ہے --- اس کی تعمیر میں ڈھائی ٹن اوسط وزن والے ۲۳ لاکھ سے زیادہ چھوٹے بڑے پتھر استعمال کیے گئے ہیں، جن کے مجموعی وزن کا تخمینہ ۵۸ لاکھ ۴۰ ہزار ٹن ہے --- گرینائٹ اور چونے کے ان پتھروں کے حجم کا اندازہ ۹ کروڑ ۷ لاکھ مکعب فٹ لگایا گیا ہے --- خوفو کے مبینہ مدفن خاص کی چھت تشکیل دینے والے دیو ہیکل پتھر کا وزن ۴۰ ٹن سے ۶۰ ٹن کے درمیان ہو سکتا ہے --- پتھروں کو جوڑنے میں استعمال کیا جانے والا مسالہ آج بھی ہزاروں سال پہلے کی طرح پتھروں کو اپنی ٹھوس اور سخت گرفت میں لیے ہوئے ہے --- اہراموں کا سب سے بھاری پتھر جو تقریباً ۲۹۰ ٹن وزنی ہوگا، تیسرے اہرام میں پایا گیا ہے ---

انسانی عقل آج بھی حیران ہے کہ ہزاروں سال پہلے مصری تہذیب ترقی کے کس کمال پر تھی کہ قریبی اور ۵۰۰ میل دور کانوں سے یہ بھاری پتھر اتنی بڑی تعداد میں موجودہ مقام تک لائے اور پھر اوپر اپنی اپنی جگہوں پر پہنچائے گئے ہوں گے ---

سطح زمین سے اہرام کی چوٹی تک مٹی اور گارے میں لتھڑی، گھومتی ہوئی ڈھلان اس سوال کا محض ایک خود ساختہ جواب ہے --- کچھ ثابت کیا جا سکتا ہے نہ کوئی بات یقین سے کہی جا سکتی ہے --- اندازہ ہے کہ ان اہراموں کے بنانے میں کم و بیش ایک لاکھ مزدوروں نے مسلسل بیس برس کام کیا ہوگا --- اس سے پہلے دس برس وہ ڈھلان بنانے میں لگے ہوں گے جس سے پتھر اوپر پہنچائے گئے تھے --- [۴۸۶]

قدیم ترین عمارت

یہ بات طے ہے کہ "اہرام" دنیا کی قدیم ترین عمارت ہے، یہ کب اور کیوں بنی،

Marfat.com

اس بارے میں روایات اس قدر متضاد اور متنوع ہیں کہ کوئی فیصلہ مشکل دکھائی دیتا ہے---
امام جلال الدین سیوطی نے قدیم تاریخی مآخذ کے حوالے سے جو کچھ تحریر کیا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مصر کے ایک بادشاہ سوريد بن سلہوق بن شریاق نے طوفان نوح سے تین سو سال پیش تر ایک پریشان کن خواب دیکھا تو اس نے ایک سو تیس تجربہ کار کاہنوں اور نجومیوں کو بلوا کر انہیں اپنا خواب سنایا، جس کی تعبیر انھوں نے یہ دی کہ دنیا پر طوفان کی صورت میں ایک عالم گیر حادثہ رونما ہونے والا ہے، چناں چہ سورید نے اہرام کی تعمیر کا حکم دیا--- اس عمارت میں طرح طرح کے عجائبات شامل کیے--- ایسی سرنگیں بنانے کا حکم دیا، جس سے نیل کا پانی داخل ہو کر ایک خاص مقام تک پہنچ سکے، اہرام کی اندرونی دیواروں اور چھتوں پر طب، حساب، سحر اور سائنس وغیرہ علوم، جن پر اس زمانے کے اہل مصر کو مہارت تامہ حاصل تھی، تحریر کر دیے گئے، پھر اسے سونا چاندی وغیرہ خزانوں سے بھر دیا گیا---[۴۸۷]

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے باب مدینۃ العلم حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ایک قول کی روشنی میں برجوں اور ستاروں کی رفتار سے حساب لگا کر یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اہرام مصر:

> ”آدم علیہ السلام کی تخلیق سے بھی تقریباً پونے چھ ہزار برس پہلے کے بنے ہوئے ہیں.......... یہ قوم جن کی تعمیر ہے“----[۴۸۸]

دور جدید کے ماہرین آثار قدیمہ کی رائے ہے کہ یہ اہرام عہد قدیم میں بادشاہوں کے مقبروں کے طور پر تعمیر کیے گئے--- بہر حال یہ عمارت اپنی قدامت، پختگی، وسعت اور ندرت کے اعتبار سے عجوبہ ہے--- تمام تر سائنسی ترقی کے باوجود یہ دریافت نہیں ہو سکا کہ کس مسالے سے پتھروں کو جوڑ کر یہ عمارت تعمیر کی گئی ہے--- مسالے کی تہ اتنی باریک ہے کہ باہر سے جھری دکھائی نہیں دیتی اور پوری عمارت ایک ہی

Marfat.com

دیو ہیکل مخروطی چٹان دکھائی دیتی ہے--- حیرت سی حیرت یہ ہے کہ اہراموں کے قریب تقریباً پانچ سو میل تک کوئی پہاڑ یا پتھر کی کان نہیں ہے، آخر کم و بیش بیس لاکھ پتھر جن میں سے ہر بلاک کا اوسطاً وزن ڈھائی تین ٹن ہو، کہاں سے اور کس طرح یہاں پہنچے---

اک معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا

اہرام کی سیر

عرصہ سے اس قدیم تاریخی عمارت کے دیکھنے کا بڑا اشتیاق تھا، ۱۹۹۶ء میں مصر جانا ہوا تو اسے دیکھنے کا موقع ملا، چناں چہ دس مصری پونڈ کا ٹکٹ خرید کر ''اہرام اکبر'' کے دہانے پر جا پہنچے--- اندر داخل ہوئے تو تھوڑا آگے ایک غار نما دروزاہ نظر آیا، یہ دروازہ ایک سرنگ میں جا کھلتا ہے، تنگ سے راستے پر متعدد سیڑھیوں سے چڑھتے، اترتے، آگے بڑھتے رہے--- کہیں کھڑے ہوئے، کہیں جھکے اور کہیں بحالت رکوع چلتے رہے--- بعض جگہ راستہ اتنا تنگ تھا کہ واپس آنے والے افراد کے گزرنے کے لیے پیچھے ہی رکنا پڑتا--- کیوں کہ ایک آدمی بمشکل گزر سکتا تھا، ہمارے ساتھ محکمہ صحت سے تعلق رکھنے والے ایک خاصے پڑھے لکھے، اعلیٰ تعلیم یافتہ دوست بھی تھے، تھوڑا اندر گئے اور گھبرا کر واپس ہوئے، دراصل وہ اس وہم کا شکار ہو گئے کہ اتنے لوگ اس تنگ و تاریک غار نما سرنگ میں داخل ہو رہے ہیں، یقیناً آکسیجن کی یہاں کمی ہو گی جس سے دم گھٹ کر مر جانے کا اندیشہ ہے--- وہ حضرت تو واپس پلٹ آئے اور ان کی دیکھا دیکھی ایک اور دوست بھی لوٹ گئے، مگر ہم سرگرم سفر رہے--- بالآخر اس راستے کا اختتام ایک کمرے پر جا کر ہوا، جس کی چھت اور دیواریں پتھر کے ایک ایک بلاک سے بنی ہوئی ہیں، اس کمرے کی چھت والے پتھر کے وزن کا اندازہ پندرہ ٹن

Marfat.com

لگایا گیا ہے---اس کمرے میں بادشاہ کا تابوت رکھا گیا تھا، پتھر کے اس تابوت کے اندر خالص سونے کا تو بوت تھا، جس میں اس کی حنوط شدہ نعش تھی--- یہ دونوں تابوت مصر کے متحف (عجائب گھر) میں موجود ہیں---

اس قدر مضبوط عمارتوں، وسیع و عریض مملکت اور عظیم خزانوں پر گھمنڈ کرنے والے حکمران بالآخر فنا ہو گئے اور جس مال و دولت کے لیے غریبوں کا خون چوسا، قتل و غارت گری سے کام لیا، وہ سب کا سب متاع، دنیا میں رہ گیا---رہے نام اللہ کا---

اس عبرت کدہ سے باہر آئے تو راستہ ہی سے پلٹ آنے والے دانش ور منتظر تھے، پھر کیا تھا، چودھری محمد اسحاق نوری نے ان کے وہ لتے لیے کہ کچھ نہ پوچھیے--- انھوں نے کہا، ہم آپ کے سامنے زندہ و سلامت کھڑے ہیں، روزانہ سیکڑوں غیر ملکی سیاح، اہرام مصر میں داخل ہوتے ہیں، خصوصاً انگریز سیاح بڑی کثرت سے آتے ہیں، اگر ایک بھی گھٹن سے دم توڑ گیا ہوتا تو دنیا بھر سے کوئی سیاح یہاں نہ آتا--- دراصل یہ بھی اس عمارت کا کمال ہے کہ اس قدر طویل اور جاں گسل رستے سے گزرتے ہوئے گھٹن کا احساس تک نہیں ہوتا---کوئی ایسا نظام اس تعمیر میں ضرور رکھا گیا ہے کہ باہر سے تازہ ہوا آتی رہے، اگرچہ بظاہر کوئی روزن دکھائی نہیں دیتا---

اہرام کی کھدائی

اہرام ایک عرصہ تک بند رہے، خلیفہ مامون رشید نے اپنے عہد حکومت میں اس کے اندرونی راز معلوم کرنے کی کوشش کی، چناں چہ اہرام اکبر کی کھدائی کی گئی--- آگ، سرکے اور منجنیقوں کے ذریعے زر کثیر صرف کر کے بمشکل ایک حصہ توڑا گیا تو اتفاق سے آگے وہی جگہ آ گئی، جہاں سے اوپر جانے کا رستہ بنا ہوا تھا---کھدائی سے

Marfat.com

معلوم ہوا کہ دیوار کا اندرونی حجم بیس ہاتھ ہے، اندر جانے والے راستے پر سبز زبرجد کے ایک تھال میں ایک ہزار دینار رکھے ملے، ہر دینار کا وزن ایک اوقیہ تھا، مامون کو پتا چلا تو اس نے اہرام کا راستہ کھولنے پر اٹھنے والے مصارف کی تفصیل معلوم کی، حساب لگایا گیا تو یہ جان کر حیرت ہوئی کہ جس قدر دینار ملے تھے، اتنا ہی کھدائی پر خرچ آیا تھا---[۴۸۹]

علامہ سیوطی نے ان اہرامات کے عجائبات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ایک واقعہ یہ بھی لکھا ہے کہ احمد بن طولون کے دور حکومت میں اہرام میں سے ایک جام ملا، اس کی خصوصیت یہ تھی کہ اسے خالی وزن کیا جاتا یا پانی سے بھر کر وزن کیا جاتا، دونوں صورتوں میں جام کا وزن ایک جیسا رہتا---

ابوالہول

اہرام کے قریب ایک بہت بڑا مجسمہ ہے، کہا جاتا ہے کہ یہ اہرام اوسط کے بانی خیفرے کا مجسمہ ہے اور ابوالہول کے نام سے مشہور ہے---اس مجسمے کا سر اور چہرہ مردانہ جب کہ دھڑ شیر کا ہے، یہ مجسمہ ۲۴۰ فٹ لمبا اور ۶۶ فٹ اونچا ہے، اس کی ناک قد آدم اور ہونٹ سات فٹ ہیں اور پورا مجسمہ ایک ہی پتھر سے تراشا گیا ہے---

ابوالہول کی دائیں جانب ایک زیر زمین عمارت کے کھنڈر دکھائی دیے، کہا جاتا ہے کہ یہ شہزادیوں کے مخصوص کمرے تھے---

قریۂ فرعونیہ

اہرام مصر شہر سے خاصے دور ہیں، راستے میں دو طرفہ کھیت اور آموں اور کھجوروں کے

Marfat.com

باغات ہیں، نہایت سرسبز وشاداب اور زرخیز علاقہ ہے--- ایک جگہ بہت چہل پہل تھی، وسیع وعریض عمارت کے باہر "القرية الفرعونية" کے الفاظ درج تھے--- پتا چلا کہ یہاں ایک چھوٹی سی بستی میں فرعونی دور کی تہذیب وثقافت کی عکاسی کی گئی ہے--- پرانی وضع قطع کے لوگ اور اسی طور طریقہ کے مطابق اداکاری کرنے والے افراد بٹھائے گئے ہیں، اسے دیکھنے کا ٹکٹ پچاس پونڈ ہے اور اگر اندر جاکر ناشتا وغیرہ بھی کرنا ہو تو پھر ستر پونڈ کا ٹکٹ ملتا ہے--- دو گھنٹے آپ وہاں گزار سکتے ہیں، تاریخی معلومات کے لیے اس جگہ کا مطالعاتی معائنہ مفید ہو سکتا تھا مگر وقت کی کمی اور "غبن فاحش" کی حد تک مہنگے ٹکٹ کی وجہ سے ہم نے اسے دیکھنے کا ارادہ ملتوی کر دیا---

قریہ فرعونیہ اسی جگہ واقع ہے، جو فراعین کے زمانہ میں مصر کا پایہ تخت تھا اور یہ علاقہ "منف" کہلاتا تھا---

•

پانوراما

ہم نے قریہ فرعونیہ کی بجائے ایک اور مقام دیکھنے کو ترجیح دی، جہاں عرب، اسرائیل جنگ اکتوبر ۱۹۷۳ء کے مناظر کو حقیقی انداز میں دکھایا گیا ہے اور اسے پانوراما سنٹر کہا جاتا ہے--- اسی سے ملتا جلتا سنٹر ہم نے عراق میں بھی دیکھا تھا، جس کی تفصیل ماہنامہ نور الحبیب کے قسط وار سلسلہ "سفر محبت" میں چھپ چکی ہے [۴۹۰] ایئرپورٹ جانے والے روڈ پر ایک نہایت وسیع وعریض جگہ پر یہ سنٹر تعمیر کیا گیا ہے، کوریا کے ماہرین نے یہاں اپنے فن کا مظاہرہ کیا ہے، مصری شہریوں کے لیے شرح ٹکٹ کم ہے، جب کہ بیرونی ممالک سے آنے والے سیاحوں سے دس پونڈ وصول کیے جاتے ہیں اور اگر کیمرہ ساتھ لے جاکر اندر کسی منظر کی تصویر اتارنی مقصود ہو تو پھر کیمرہ کے لیے

Marfat.com

مزید ایک پونڈ کا ٹکٹ خریدنا پڑتا ہے---

مین گیٹ سے داخل ہوں تو مختلف مقامات پر جنگ ۱۹۷۳ء میں استعمال ہونے والے جہاز، ٹینک اور توپیں رکھی گئی ہیں--- سنٹر کے اندر داخل ہوں تو پہلے ایک ہال میں لے جا کر بحری جنگ کا منظر دکھایا جاتا ہے، جنگی کشتیوں پر اسرائیلی طیاروں کے حملے اور پھر جوابی کارروائی کے طور پر پھینکے جانے والے میزائل دکھائے جاتے ہیں مگر یہ محض بچوں کے کھلونا نما جہازوں اور کشتیوں سے علامتی طور پر منظر دکھایا گیا ہے، جس سے ہمیں مایوسی ہوئی کہ پانوراما سنٹر ایسا تو نہیں ہوتا، مگر جب دوسرے ہال میں پہنچے تو جنگ کا نظارہ کر کے پانوراما کی افادیت کو تسلیم کرنا پڑا--- ہال میں کرسیاں بچھی ہوئی تھیں، سامنے دیواروں پر ہلکی سی تصویریں دکھائی دیں مگر جب ان پر لائٹیں ڈالی گئیں تو حدنگاہ تک میدان جنگ اور آسمان کی وسعتیں دکھائی دیں، آسمان پر لپکتے ہوئے جنگی طیارے، شعلے پھینکتی ہوئی توپیں، دوڑتے ہوئے ٹینک، تباہ ہونے والے مورچے، ہتھیار ڈالتے ہوئے اسرائیلی فوجی، آبادی والے علاقے کی تباہ کاریاں اور سینا کے علاقہ کو اسرائیل سے آزاد کرانے کا منظر اتنا حقیقی اور واقعی دکھائی دیتا ہے کہ حسن فن کی داد دیے بغیر چارہ نہیں رہتا--- یہ پانوراما کوریا کے ماہرین نے چھ سالوں میں مکمل کیا، اکتوبر ۱۹۸۹ء میں اس کا افتتاح ہوا---

Marfat.com

جبلِ طور

مصر میں ہم نے سات روز گزارے اور اپنی سی کوشش کی کہ زیادہ سے زیادہ مزارات پر حاضری ہو اور تاریخی مقامات کو دیکھا جا سکے، تاہم ایک اہم مقام رہ گیا، جسے نہ دیکھ پانے کی حسرت ہے اور یہ ہے طور سینا--- جہاں حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ عزوجل سے ہم کلامی کا شرف حاصل رہا---

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آرزوئے دید

لذت وحلاوتِ کلام سے آپ میں حسن الوہیت کے جلووں کو تکنے کی شدید تڑپ

Marfat.com

پیدا ہوئی تو بارگاہ الٰہی میں عرض کی:

﴿رَبِّ أَرِنِیْ أَنْظُرْ إِلَیْكَ﴾---

''اے میرے رب! مجھے اپنا دیدار کرا کہ میں تجھے دیکھ سکوں''---

ارشاد فرمایا:

﴿لَنْ تَرَانِیْ﴾---

''تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا''---

ہاں، البتہ اس پہاڑ کی طرف دیکھ، یہ اگر اپنے مقام پر قائم رہا، پھر عنقریب تو مجھے دیکھ سکے گا--- اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے پہاڑ پر تجلی ڈالی اور یہ تجلی سوئی کے سوراخ کے نانویں حصے کے برابر تھی [۴۹۱]:

﴿فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا ۚ﴾--- [۴۹۲]

''جب تجلی ڈالی ان کے رب نے پہاڑ پر تو اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ (علیہ السلام) بے ہوش ہو کر گر پڑے''---

پہاڑ کی کیا مجال تھی، صفت الٰہی کے ان جلووں کی تاب لا سکتا--- پہاڑ کا وہ حصہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے تھے، ریزہ ریزہ ہو گیا---

پہاڑ پر پڑنے والی صفاتی تجلیات کی انعکاسی شعاعیں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر پڑیں تو آپ کافی دنوں تک وجدانی کیفیت سے سرشار رہے--- ان تجلیات کا ایک اثر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نگاہوں پر ہوا اور ایک اثر آپ کے چہرے پر ہوا---

نگاہوں پر اس جلوے کی یہ تاثیر ہوئی:

كَانَ يُبْصِرُ النَّمْلَةَ عَلَى الصَّفَا فِي اللَّيْلَةِ الظَّلْمَاءِ مَسِيْرَةَ عَشْرَةِ فَرَاسِخَ--- [۴۹۳]

Marfat.com

''آپ اندھیری رات میں دس فرسخ (تیس میل) کی مسافت سے پتھر پر چیونٹی کو دیکھ لیتے تھے''---

نکتہ

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے صرف انعکاسی تجلی کا مشاہدہ کیا تو آپ کی فراخیٔ نظر اور قوتِ مشاہدہ کا یہ عالم ہو گیا---تو حضور پُر نور محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوتِ مشاہدہ اور وسعتِ علم کا کیا عالم ہوگا؟---جنھوں نے صفت الٰہی ہی نہیں بلکہ عین ذات کا بھی مشاہدہ فرمایا---

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چہرہ کی نورانیت

صفاتی تجلی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چہرہ کی نورانیت کا یہ حال ہو گیا کہ کسی شخص کو آپ کے رُخِ انور کی زیارت کرنے کی ہمت نہ رہی---علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

مَكَثَ مُوْسٰى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً لَا يَنْظُرُ اِلَيْهِ اَحَدٌ اِلَّا مَاتَ مِنْ نُوْرِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ---[۴۹۴]

''چالیس دن تک موسیٰ علیہ السلام کی یہ حالت رہی کہ جو شخص آپ کو دیکھتا، جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا''---

عارف کامل حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس واقعہ کو بڑی تفصیل سے تحریر کیا ہے---مثنوی شریف اور اس کی شروح کی روشنی میں اس کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ تجلیٔ طور کے بعد آپ کے چہرۂ پاک کے انوار و تجلیات دیکھنے کی کسی کو تاب نہ تھی:

Marfat.com

یوسف و موسیٰ زِحق بردند نور
در رخ و رخسار و در ذات الصدور
نور رویش آں چناں بردے بصر
کہ زمرد از دو دیدہ مار کر

''حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایسی نورانیت عطا کی تھی کہ ان کا چہرہ، رخسار اور دل نور نور ہو گئے---
حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے چہرے کا نور دیکھنے سے آنکھیں اندھی ہو جاتی تھیں، جیسے ایک مخصوص سانپ ''مارکر'' زمرد پتھر کو دیکھتے ہی اندھا ہو جاتا ہے''---

نقاب

حضرت موسیٰ علیہ السلام ''صعقہ طور'' کے بعد واپس جانے لگے تو وحی آئی:
موسیٰ! اب تیرا چہرہ، تیرا چہرہ نہیں، اس پر ہمارا صفاتی جلوہ پڑ گیا ہے، اب بغیر برقع کیے لوگوں کے سامنے نہ جانا---
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوچا کہ برقع کس چیز کا بنایا جائے؟--- پہاڑ کا حشر تو پہلے دیکھ چکے تھے، لوہے کا ٹکڑا سامنے کیا تو لوہا پگھل گیا---عرض کی:
الٰہی! اب کس چیز کا نقاب اوڑھوں؟---

او زحق درخواستہ تا توبرہ
گردد آں نور قوی را ساترہ

''انھوں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ ایسا نقاب بتائے جو اس

Marfat.com

قوی نور کو چھپانے کا ذریعہ بن سکے"---

بارگاہِ الوہیت سے جواب ملا:

نورِ خداوندی کے جلووں کو نہ پتھر برداشت کر سکتا ہے، نہ لوہا---

اے موسیٰ! اپنے جسم سے مس ہونے والی چادر کا نقاب بنا لے، وہ نہیں جلے گا---

تو برہ، گفت از گلیمت ساز ہین

کان لباس عارفے آمد امین

"اپنی کملی کا نقاب بنا لو، کیوں کہ وہ عارف کا لباس ہے، وہی میرے جلووں کا امین ہو سکتا ہے"---

مَا وَسِعَنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ---[۴۹۵]

"زمین و آسمان کی وسعتیں مجھے نہیں سما سکتیں، البتہ بندۂ مومن کا دل میرے جلووں کا متحمل ہو سکتا ہے"---

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی چادر کا نقاب بنا لیا--- گھر پہنچے تو اہلیہ حیران رہ گئیں اور عرض کی:

مجھ سے بھی پردہ؟--- فرمایا، ہاں---

اللہ اللہ! ایک وقت تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آرزوئے دید کی تو جواب آیا ﴿لَنْ تَرَانِیْ﴾ "موسیٰ! تم مجھے نہیں دیکھ سکتے" اور اب کیفیت یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی اہلیہ اور دوسرے لوگوں سے بزبانِ حال کہہ رہے ہیں کہ "تم مجھے نہیں دیکھ سکتے"---

حضرت صفورا رضی اللہ عنہا کی تمنا

آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت صفورا رضی اللہ عنہا کو جب تفصیل معلوم ہوئی تو آپ مچل مچل گئیں

Marfat.com

اور عرض کی:

نقاب ہٹا کر اپنا دیدار کرائیں تا کہ خصوصی جلووں کا مشاہدہ کر سکوں---
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمجھایا کہ آنکھیں جل جائیں گی، تم دیکھ نہ سکو گی---عرض کی، آنکھیں جاتی ہیں تو چلی جائیں، انوارِ الٰہیہ کی جھلک تو دیکھ لوں--- میں ایک آنکھ پر ہاتھ دے لیتی ہوں اور ایک آنکھ سے زیارت کر لوں گی---حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نقاب ہٹایا تو حضرت صفورا کی آنکھ جل گئی مگر انوار و تجلیات کی جھلک دیکھ کر بے خود ہو گئیں اور آرزو کی کہ ایک مرتبہ پھر دیدار کرا دیں، ان جلووں پر دوسری آنکھ بھی قربان ہے:

در ہوا و عشق آں نور رشاد
خود صفورا ہر دو دیدہ باد داد

"اس نور ہدایت کے عشق و محبت سے خود حضرت صفورا نے دونوں آنکھیں قربان کر دیں"---

خواتین میں سے کسی نے کہا، صفورا! تمہاری آنکھیں کتنی خوب صورت تھیں، افسوس کہ ضائع ہو گئیں---آپ نے کہا، مجھے آنکھیں ضائع ہونے کا افسوس نہیں، حسرت اس بات پر ہے کہ دو ہی آنکھیں تھیں، کاش میری لاکھ آنکھیں ہوتیں، دیدار کرتی اور آنکھیں قربان کرتی چلی جاتی---

گفت حسرت می خورم کہ صد ہزار
دیدہ بودے تاہمی کردم نثار

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے حضرت صفورا کے جذبۂ محبت اور آپ کی قلبی آرزو کی بنا پر ان کی آنکھیں لوٹا دیں اور ان میں تاب نظارہ کی صلاحیت ودیعت فرما دی---کوئی دوسرا موسیٰ علیہ السلام کی زیارت کرے تو آنکھ جل جائے مگر حضرت صفورا زیارت کریں تو آنکھیں سلامت رہیں گی---[۴۹۶]

Marfat.com

انوار و تجلیاتِ مصطفیٰ ﷺ

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر صفاتی تجلی کی انعکاسی شعاعوں سے چہرے کی نورانیت کا یہ عالم تھا تو سید الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے رخ انور کے انوار و تجلیات کی کیا کیفیت ہو گی؟--- جنھوں نے تجلی ہی نہیں، تجلی والے کو دیکھا--- صفت ہی نہیں، عین ذات کا مشاہدہ کیا--- اور اللہ تعالیٰ کو اس شان سے دیکھا کہ دکھانے والے نے بھی داد دی اور فرمایا:

﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی o﴾---[۴۹۷]

''آنکھ کسی طرف پھری، نہ حد سے بڑھی''---

موسیٰ ز ہوش رفت بیک پرتوِ صفات
تو عین ذات می نگری و در تبسمی

خدا جانے، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے رخ زیبا کو کتنے حجابات سے مستور کر کے مبعوث فرمایا، ورنہ کسی کو تاب نظارہ نہ ہوتی---

اُن ﷺ کے رخ سے پردہ اٹھ جائے تو پھر معلوم ہو
کس میں کتنی بے خودی ہے، کس کو کتنا ہوش ہے

جبل موسیٰ علیہ السلام

جبل طور اب جبل موسیٰ کے نام سے معروف ہے، عوام میں مشہور ہے کہ سرمہ اسی جلے ہوئے پہاڑ سے آتا ہے مگر یہ محض ایک افسانہ ہی ہے، البتہ یہاں کے پتھروں

Marfat.com

کی کیفیت کے بارے میں ایک عجیب چیز معلوم ہوئی---

ہمارے ایک بہت مہربان دوست، حکیم محمد یوسف گجراتی صاحب، جو نہایت درویش صفت اور مجموعہ اخلاق شخصیت ہیں، نے احقر کو مدینہ منورہ میں بتایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر اپنی تجلی ڈالی تو درختوں کا سایہ پتھروں پر پڑا، یہ سایہ نقش ہو گیا، بڑے سے بڑا پتھر بھی توڑا جائے تو اس کا یہی حال ہے اور پتھروں میں عجیب دل کشی ہے---

محترم علامہ محمد اکرم صاحب ازہری ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ غوثیہ لاہور، (جو ایک عرصہ تک مصر میں زیر تعلیم رہے ہیں) سے اس سلسلے میں بات کی تو انہوں نے بھی تصدیق فرمائی---

طور، ارض سینا اور وادی طویٰ کی زیارت کا شدت سے اشتیاق ہے---

دراصل یہ قاہرہ سے خاصی مسافت پر واقع ہے، نہر سویز عبور کر کے وہاں جانا پڑتا ہے، ہم جن دنوں مصر گئے تھے، وہاں اور ادھر پاکستان میں بھی شدید سردی تھی، اس لیے حاضری سے محروم رہے، اب پھر کبھی مصر جانا ہوا تو طور کی زیارت سرفہرست ہو گی---

ان شاء اللہ تعالیٰ

Marfat.com

مصر کے عمومی حالات

- نام کے اعتبار سے یہ ملک ''جمہوریہ مصر'' کہلاتا ہے، مگر عملاً جمہوریت کی حیثیت برائے وزن بیت کی سی ہے --- حکومت کے من پسند افراد ہی پارلیمنٹ میں منتخب ہوتے ہیں اور اپوزیشن برائے نام ہی ہے ---
- مصریوں میں وطن کی محبت کا جذبہ کافی زیادہ ہے، وہ خود کو دیگر اقوام اور عربوں میں برتر اور قابل فخر گردانتے ہیں ---
- فرعون سے خاصے مرعوب دکھائی دیتے ہیں اور اسے بہت جینئس (Genius) اور نابغہ سمجھتے ہیں ---
- مصری روپے کو جنیھا کہا جاتا ہے، جسے بگاڑ کر ''گنی'' بولتے ہیں --- پونڈ، ڈالر اور دینار بھی کہہ لیتے ہیں --- آٹھ آنے اور چار آنے کا بھی نوٹ ہے --- آج کل (۱۹۹۸ء میں) ۱۶ر پاکستانی روپوں کے بدلے ایک مصری پونڈ ملتا ہے ---

Marfat.com

- عوام، حکومت سے بہت ڈرتے ہیں، اس کی ایک وجہ یہاں کا جاسوسی نظام ہے، پبلک پلیس پر سفید کپڑوں میں سی آئی ڈی کے افراد پھرتے رہتے ہیں اور معمولی سے شک وشبہہ پر انتہائی سخت سزائیں دی جاتی ہیں، جس سے حکومت کے خلاف کسی کو بات کرنے کی جرأت نہیں ہوتی---
- بعض نیم مذہبی، نیم سیاسی جماعتوں، خصوصاً الاخوان کی سرگرمیوں سے حکومت خائف رہتی ہے، بڑی شاہراہوں، اوور برجوں اور پلوں پر مسلح پولیس کا پہرہ رہتا ہے، کیوں کہ کئی مقامات پر بم دھماکوں کے واقعات بھی ہو چکے ہیں اور انھیں الاخوان کے کھاتے میں ڈالا جاتا ہے---

سیاحت

- یہاں اہرام اور دیگر تاریخی مقامات کی وجہ سے سیاح بڑی کثرت سے آتے ہیں اور حکومتی آمدنی کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہیں---
- سیاحوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، سعودیہ کی طرح قدم قدم پر غیر ضروری چھان بین نہیں کی جاتی، ہمارے چھ روزہ قیام مصر کے دوران قاہرہ، اسکندریہ، طنطا، دسوق اور دیگر شہروں میں آمد و رفت میں ہمیں کہیں بھی تفتیش و تحقیق کے مراحل سے نہیں گزرنا پڑا---

تہذیب وتمدن

- یہاں مذہبی آزادی اور کسی حد تک بڑی بے راہ روی ہے، یورپ کے قرب میں

Marfat.com

واقع ہونے کی بنا پر اس تہذیب کے خاصے اثرات پائے جاتے ہیں--- عورتیں پینٹ کوٹ میں ملبوس دکھائی دیتی ہیں اور بڑی آزادی سے پھرتی ہیں، مگر اس کے باوجود اغوا اور چھیڑ چھاڑ کے واقعات تقریباً ناپید ہیں، غالباً یہ قانون کی سخت گرفت کا اثر ہے---

- یہاں نوجوانوں کی شادی کے لیے لازمی شرط یہ ہے کہ وہ اپنی رہائش کا بندوبست شادی سے پہلے کریں، ورنہ شادی نہیں ہوسکتی--- نکاح کے فوراً بعد میاں بیوی اپنے مکان میں آباد ہو جاتے ہیں، والدین کے ساتھ رہنے اور مشترکہ خاندانی نظام کا کوئی تصور نہیں---
- طلاق کی صورت میں مرد کی ذمہ داری ہے کہ جب تک مطلقہ کی شادی نہ ہو جائے، اس کا نان ونفقہ طلاق دہندہ کے ذمہ رہتا ہے---

زراعت

- مصر ایک زرعی ملک ہے، پاکستان کی طرح دیہاتوں مین مردوں کے ساتھ عورتیں بھی خوب محنت سے کام کرتی ہیں--- مصر کے جن علاقوں میں کھیتی باڑی کا کام ہوتا ہے، وہاں ایک انچ زمین بھی ضائع نہیں کی گئی ہے--- چپہ چپہ زرخیز ہے، جگہ جگہ ٹیوب ویل نصب ہیں اور باغات کے علاوہ سبزیاں، چارہ اور فصلیں خوب اگائی جاتی ہیں، جنھیں زیادہ تر دریائے نیل سیراب کرتا ہے---
- مصر کی شہرت اور سیاسی اہمیت کی ایک وجہ نہر سویز بھی ہے--- یہ نہر بحر ابیض کو بحر احمر سے ملاتی ہے--- طول ایک سو ستر (۱۷۰) کلومیٹر، عرض پچاس (۵۰) سے ایک سو (۱۰۰) کلومیٹر تک اور عمق آٹھ سے دس میٹر تک ہے--- اس کی تیاری میں

Marfat.com

۲۰ملین پونڈ (تیس کروڑ روپیہ) صرف ہوا---۱۸۵۹ء میں کھدائی شروع ہوئی اور۱۸۶۹ء کونہر مکمل ہوئی---[۴۹۸]

ٹریفک

- قاہرہ میں ٹریفک کا بے حد ہجوم رہتا ہے، اسے نسبتاً کم کرنے کے لیے کثیر تعداد میں بڑے بڑے اوور برج بنائے گئے ہیں---
- پاکستان کی طرح مصر میں بھی بسوں ویگنوں میں بے حد رش ہوتا ہے، لوکل روٹوں پر نہایت پھٹیچر قسم کی گاڑیاں چلتی ہیں--- پاکستانی عوام ہی کی طرح مصری بھی شور شرابا کے عادی اور صفائی سے تغافل برتتے ہیں---

ریل گاڑی

- سڑک کے سفر کے علاوہ ٹرینیں بھی چلتی ہیں، جن میں درجہ اوّل قدرے غنیمت ہے، باقی درجات میں نہ دروازے، نہ کھڑکیاں اور نہ ہی ٹونٹیاں سلامت ہوتی ہیں--- ایک گاڑی ''فرنساوی'' قاہرہ سے اسکندریہ کے لیے چلتی ہے، وہ اعلیٰ معیار کی حامل ہے، جو تیز رفتاری کے علاوہ نہایت نفیس ہے---
- زیر زمین چلنے والی گاڑی ''مترو'' نہایت شان دار اور عمدہ معیار کی ہے، اس معیار کی گاڑی پہلی مرتبہ لندن میں دیکھی تھی، صفائی کا بھی اعلیٰ انتظام ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہر دس منٹ بعد بڑی باقاعدگی سے ٹرین اسٹیشن پر پہنچ جاتی ہے اور گھنٹوں کا سفر منٹوں میں طے کرا دیتی ہے، ان ٹرینوں پر بے حد رش ہوتا ہے---

Marfat.com

متر و کی تیز رفتاری اور شارٹ کٹ راستہ کی وجہ سے طویل سفر لمحوں میں طے ہو جاتا ہے---

''مترو'' کے اسٹیشنوں پر زیادہ تر کمپیوٹرائزڈ نظام ہے، یہاں ٹکٹ چیک کرنے کے لیے دروازوں پر چیکر کھڑے کرنے کی بجائے ایسا نظام ہے کہ بلا ٹکٹ نہ تو ٹرین میں داخل ہوا جا سکتا ہے اور نہ ہی واپسی پر پلیٹ فارم سے باہر نکلنے کی کوئی گنجائش ہوتی ہے---

ٹکٹ خرید کر پلیٹ فارم میں داخل ہونے کے راستے کو چرخیاں لگا کر بلاک کیا گیا ہے، وہاں سوراخ میں ٹکٹ ڈالیں تو رستہ کھل جاتا ہے اور دوسری طرف سے ٹکٹ باہر نکل آتا ہے--- پلیٹ فارم سے باہر نکلنے پر بھی یہی عمل دہرانا پڑتا ہے--- اب کے راستہ کھل جاتا ہے مگر ٹکٹ اندر ہی محفوظ ہو جاتا ہے---

''مترو'' میں سفر سے ہم لطف اندوز ہوئے ہیں، مصر میں یہ نظام کامیابی سے چل رہا ہے، اس گاڑی میں بیٹھنے کی جگہ بھی ہوتی ہے اور درمیان میں کھڑے ہو کر سفر کرنے کے لیے بھی کافی گنجائش رکھی گئی ہے، چوں کہ گاڑی تیزی سے منزل کی جانب گامزن رہتی ہے، اس لیے کھڑے ہونے میں بھی مشقت محسوس نہیں ہوتی---

غربت

- مصر میں دو درجات ہیں، امیر، امیر تر اور غریب، غریب تر--- مڈل کلاس (درمیانہ درجہ) نہ ہونے کے برابر ہے--- غربت عام ہے، مگر حکومت امیر اور کرنسی مضبوط ہے---

Marfat.com

- عید اضحیٰ کے موقع پر قربانی کی شرح بہت کم ہے، امیر طبقہ قربانی کرتا ہے مگر غریبوں کو گوشت دینے کا روادار نہیں، چناں چہ واقفان حال نے بتایا کہ قربانی کے ایام میں گوشت کی دوکانیں کھلی رہتی ہیں--- پہلے دن ان پر بہت رش ہوتا ہے--- کیوں کہ غریبوں کو گوشت ملنے کی امید نہیں ہوتی، اس لیے اپنی جمع پونجی سے گوشت خرید کر عید منا لیتے ہیں---

قبرستان

- مصر کے قبرستان بہت بڑے بڑے اور پرانے ہیں مگر ان میں بالعموم مختلف خاندانوں نے چار دیواری کر کے اپنے لیے قبرستان کا حصہ مخصوص کیا ہوا ہے، یہاں قبروں کو رہائش کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے، غریب طبقہ کے لوگ فیملی قبرستانوں کی صفائی اور دیکھ بھال کے بدلے وہاں باقاعدہ رہائش پذیر ہیں--- یہاں طریقہ تدفین کے بارے میں بھی مشہور یہ ہے کہ تہ خانہ نما پختہ قبر بنا دی جاتی ہے، جو فیملی ممبر فوت ہو، اسے چند گورکن تہ خانہ میں رکھ کر دوائیں چھڑک دیتے ہیں اور باہر سے دروازہ بند کر دیا جاتا ہے، کچھ عرصہ بعد ہڈیاں گل سڑ جاتی ہیں اور وہیں صفائی کر کے دوسری میت کو دفن کر دیا جاتا ہے--- اس طرح خاندان کے تمام افراد ایک ہی کوٹھڑی میں سما جاتے ہیں، شاید جگہ کی قلت کے پیش نظر یہ طریقہ کار اپنایا جاتا ہے--- بعض لوگ اس طریقہ کو پسند نہیں کرتے اور وہ روایتی انداز میں قبریں بناتے ہیں--- وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ --- جہاں زندہ انسانوں کے لیے مکانوں کی کمی ہو، وہاں مردوں کے لیے جگہ حاصل کرنے کا تکلف کون کرے؟---

Marfat.com

بگڑا ہوا عربی لہجہ

- مصریوں کی عربی بھی خاصی مختلف ہے، انھوں نے بہت سے الفاظ کا حلیہ بگاڑ رکھا ہے، چنانچہ ''ج'' کو ''گ'' بولتے ہیں مثلاً جامعہ کو گامعہ، تفسیر جلالین کو تفسیر گلالین اور جمال عبدالناصر کو گمال عبدالناصر کہتے ہیں---

''ق'' کو ہمزہ ''ء'' مثلاً سوق (بازار) کو ''سوء''---چناں چہ مصریوں کے بگڑے ہوئے لہجے کو سمجھانے کے لیے یار لوگوں نے ایک طنزیہ جملہ وضع کیا ہے کہ اگر مصریوں نے یہ کہنا ہو کہ ''میں نے بازار جا کر قلم خریدا ہے'' تو اس کے لیے ذَهَبْتُ السُّوْقَ وَ اشْتَرَيْتُ الْقَلَمَ کو ذَهَبْتُ السُّوْءَ وَ اشْتَرَيْتُ الْاَلَمَ--- ''برائی کی طرف گیا اور رنج والم لے کر آیا ہوں'' کا جملہ بولیں گے---

بہر حال تحریر میں تو اب بھی درست الفاظ لکھتے ہیں مگر بول چال میں بہر حال ان کا اپنا ایک لہجہ ہے---لہجوں کی بات آئی ہے تو عالم عرب میں عمومی طور پر غلط العام الفاظ کا ذکر بھی نوک قلم پر آ گیا، عربی میں ''گ'' نہیں، مگر تمام عربی بعض اشیاء میں ''ک'' کو ''گ'' بولتے ہیں---یوں ہی ''ث'' کو ''ت'' کہتے ہیں، جیسے ثلاثہ کو تلاتہ---ترکی حضرات ''ک'' کو ''چ'' بولتے ہیں اور نماز کی نیت باندھتے ہوئے اللہ اکبر کے بجائے اللہ اچبر کہتے ہیں---

زبان میں بگاڑ کا مسئلہ تقریباً دنیا کی ہر زبان میں موجود ہے، کتابوں میں فصاحت ہے مگر بول چال میں عوامیت---حتیٰ کہ پڑھے لکھے لوگ بھی عوامی مجالس میں وہی زبان استعمال کرتے ہیں جو عام آدمی کرتا ہے--- بہر حال ہر قوم کی اپنی ''ترکی'' ہے مگر ہماری مشکل یہ ہے کہ ''من ترکی نمی دانم''---

Marfat.com

معمولاتِ اہل سنت

- مصر کے لوگ بحمد اللہ تعالیٰ اہل سنت و جماعت ہیں اور اہل بیت کرام کے مقابر و مزارات اور ان سے حسن عقیدت رکھتے ہیں، یہاں شیعہ مکتب فکر کے لوگ بالکل نہیں ہیں---
- یکم محرم الحرام کے قریب جمعۃ المبارکہ کے موقع پر خطباء، ہجرت نبوی کی مناسبت سے خطابات کرتے ہیں---محرم کے دوسرے جمعہ اور عاشوراء کے موقع پر فضائل امام عالی مقام رضی اللہ عنہ، آپ کے صبر، سانحہ کربلا اور استقامت کے حوالے سے خطابات ہوتے ہیں--- پورے مصر میں تعزیہ اور دیگر رسومات قطعاً نہیں ہوتیں---

Marfat.com

میلاد النبی ﷺ

- ربیع الاوّل شریف میں سرکار دو عالم ﷺ کے میلاد شریف کی مناسبت سے جشن کا سماں ہوتا ہے، گھر اور دوکانیں سجائی جاتی ہیں، گلیوں، بازاروں اور دوکانوں کو جھنڈیوں، آرائشی بینروں اور قمقموں سے آراستہ کیا جاتا ہے، بعض بڑی دوکانوں اور مساجد کے باہر ٹینٹ اور سائبان نصب کر کے خاص اہتمام کیا جاتا ہے، لوگ ایک دوسرے کو میلاد کی مبارک باد دیتے اور اس کی خوشی میں مٹھائی کے ڈبے تحفہ کے طور پر گھروں میں بھجواتے ہیں--- خاص میلاد کے لیے بنوائے گئے ان ڈبوں پر حَلَاوَةُ الْمَوْلِدِ النَّبِیّ ﷺ (میلاد النبی ﷺ کی مٹھائی) تحریر ہوتا ہے--- جامعہ ازہر شریف میں بھی یہ معمول ہے کہ انتظامیہ کی جانب سے مٹھائی کے ایسے ڈبے بارہ ربیع الاوّل کو طلبہ میں تقسیم کیے جاتے ہیں---
- بارہ ربیع الاوّل کو ایک مرکزی جلوس بھی نکلتا ہے، جس میں حکومتی نمائندوں کے علاوہ سلاسل طریقت کے مشائخ اپنے مریدین کے جلو میں شرکت کرتے ہیں اور درگاہ الحسین کے باہر خطابات کے بعد جلوس اختتام پذیر ہوتا ہے---
- میلاد شریف کے سلسلے میں حکومت کی طرف سے ایک عظیم الشان عالمی کانفرنس منعقد ہوتی ہے، جس میں مصر کے صدر، خصوصی شرکت کرتے ہیں اور اس میں مختلف ممالک سے مندوبین تشریف لاتے ہیں--- بعض پاکستانی طلبہ نے بتایا کہ عوامی سطح پر من حیث المجموع پاکستان کی نسبت میلاد شریف کی زیادہ خوشی منائی جاتی اور آرائش وزیبائش کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے--- فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ---
- اذان کے ساتھ درود وسلام اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ---

Marfat.com

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ--- وَ عَلٰی آلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا خَاتَمَ رُسُلِ اللّٰہِ''---بھی یہاں کی اکثر مساجد میں پڑھا جاتا ہے، بلکہ اکثر بلاد عرب میں یہی معمول ہے---بعض لوگ دانستہ یا نادانستہ یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ اذان کے ساتھ درود وسلام اور میلاد وغیرہ معمولات اہل سنت صرف پاک و ہند تک محدود ہیں، مگر ہم نے خود مشاہدہ کیا ہے کہ عالم عرب میں بھی اہل محبت کے ہاں یہی معمولات مروّج ہیں---بعض مساجد میں فرض نماز کے فوراً بعد چند قرآنی آیات پڑھ کر باقاعدہ ایصال ثواب کیا جاتا ہے---

- بزرگان دین کے عرس بھی بڑی شان وشوکت سے منعقد کیے جاتے ہیں--- قبروں پر پھول اور تازہ پودینہ کی گٹھیاں رکھی جاتی ہیں اور چادریں بھی چڑھائی جاتی ہیں---

استقبال رمضان

- رمضان المبارک کا استقبال بھی بڑی دھوم دھام سے کیا جاتا ہے، چناں چہ ہم نے خود اس کا مشاہدہ کیا ہے، کیوں کہ ہم شعبان کے آخری عشرے میں مصر پہنچے تھے، رمضان المبارک کی آمد آمد تھی، استقبال رمضان کے سلسلے میں یہاں ایک چیز خاص طور پر دیکھنے میں آئی، وہ استقبال رمضان کے لیے اہتمام تھا، بڑی بڑی دوکانوں کے آگے مخصوص قسم کی اعلیٰ نفیس نقش ونگار والی جھالریں اور بعض جگہ قناتوں کی صورت میں چھوٹے چھوٹے ٹینٹ، عمدہ قمقمے اور بلبوں کی لڑیاں لگا کر سجاوٹ کا اہتمام کیا گیا تھا--- بہت سی دوکانوں پر مخصوص قسم کی مختلف سائزوں میں رنگین شیشوں والی لالٹینیں فروخت ہو رہی تھیں، یہ بھی یہاں کی

Marfat.com

ایک رسم ہے، جس طرح ہمارے ہاں شب براءت کے موقع پر پٹاخہ بازی ایک وبائی شکل اختیار کر چکی ہے، یہاں گھروں میں بتیاں روشن کی جاتی ہیں--- جوں جوں رمضان کریم قریب آ رہا ہے، ایک جشن کا سماں ہے، سیدنا الحسین کے سامنے خاص قسم کے خیمے اور قناتیں نصب کر کے ایک شاندار پنڈال تیار کیا گیا ہے، جس کے اندر فانوس، بلب اور قمقموں سے رنگ و نور کا ایک سماں بندھ گیا ہے--- استقبال رمضان کے سلسلے میں اس طرح کے کئی پنڈال اہم مقامات پر بنائے جاتے ہیں اور انہیں ''ملتقٰی'' کہا جاتا ہے--- یہاں لوگ علماء سے ملاقات کر کے مسائل دریافت کرتے ہیں، رمضان کے سلسلہ میں دروس اور قراءت وغیرہ کے پروگرام ہوتے ہیں--- یہاں ٹینٹ لگانے میں بانسوں کی بجائے لکڑی کے چوکور گولے استعمال کیے جاتے ہیں اور انہیں مضبوطی سے ایستادہ کیا جاتا ہے، ان میں کسی قسم کی جھول نہیں ہوتی، بعض جگہ بڑے بڑے بینرز اور جھنڈیاں بھی استقبال رمضان کے سلسلے میں نظر آئیں---

مصر کے عام ماحول میں دینی رنگ کم کم ہے، مساجد میں بہت زیادہ حاضری نہیں ہوتی--- سنا ہے کہ رمضان المبارک میں اچھی رونق ہو جاتی ہے جب کہ اکثریت روزہ خوروں کی ہے--- دوکانوں پر سجاوٹ کے علاوہ افطاری کے لیے کئی اقسام کی کھجوریں، انجیر، کشمش اور بادام وغیرہ اشیاء بھی بطور خاص رکھی گئی ہیں--- احباب نے بتایا کہ افطاری کے لیے یہاں مساجد میں عام طور پر یہ رواج ہے کہ چھوٹے چھوٹے گلاسوں میں کھجوریں، انجیر، کشمش اور بادام وغیرہ میوہ جات کو پانی میں بھگو دیا جاتا ہے اور غروب آفتاب کے بعد چمچوں کے ساتھ کھایا جاتا ہے---

Marfat.com

مصر سے واپسی

۷ اردسمبر ۱۹۹۸ء جمعرات، مصر میں ہمارے قیام کا آخری دن تھا--- مزارات پر حاضری اور پانوراما دیکھ کر ہوٹل پہنچے تو یہاں جامعہ ازہر میں زیر تعلیم پاکستانی طلبہ کا ایک وفد ہمیں الوداع کہنے موجود تھا--- سیدنا الحسین حاضر ہوئے--- نمازِ ظہر ادا کرنے کے بعد حاضری دی--- قاہرہ پہنچ کر پہلی حاضری بھی اسی بارگاہ کی تھی اور اب الوداعی حاضری بھی یہیں کی ہے--- امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے حضور معروضات پیش کیں اور حاضریٔ بارگاہِ سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبولیت و اجابت کی سفارش کروائی---

گزشتہ رات ارادہ تھا کہ یہاں کافی دیر حاضر رہا جائے، اس مقصد کے لیے

Marfat.com

درگاہِ عالیہ کا رخ کیا، دروازہ کے باہر نئی نویلی گاڑیوں کی ایک قطار اور لوگوں کا ہجوم تھا، قریب پہنچے تو پتا چلا کہ مسجد اور روضہ کی مرمت اور آرائش وزیبائش کا کام مکمل ہو گیا ہے اور اس کے افتتاح کے لیے صدرِ مصر حسنی مبارک اندر موجود ہیں--- تھوڑی دیر بعد صدر حسنی مبارک، شیخ الجامعہ، وزراء اور دیگر عمائدین حکومت کے ساتھ باہر نکلے، بعض لوگوں نے ان سے ہاتھ ملایا، پھر گاڑیوں میں بیٹھ کر چلے گئے، مگر درگاہ عالیہ کا دروازہ زائرین کے لیے بند رہا---

اب یہاں حاضری کا موقع ملا ہے تو حسن انتظام پر خوش گوار حیرت ہوئی، اندر اعلیٰ قسم کا نفیس قالین پوری مسجد میں بچھا دیا گیا ہے--- در و دیوار اور آیات و عبارات اور گل بوٹوں کے نقش و نگار اجاگر ہو جانے کے بعد مسجد دلہن کی طرح سجی ہوئی اور برقی فانوسوں سے جھلمل جھلمل کرتی دکھائی دے رہی تھی--- یہی حال روضہ مبارکہ کے اندر کا بھی تھا---

روضہ مبارکہ سے پھر ہوٹل پہنچے اور یہاں سے سامان لے کر سڑک کے کنارے آئے---

احباب میں اکثریت دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف سے تعلق رکھنے والوں کی تھی، انہوں نے بہت زیادہ محبت کا اظہار کیا، باوجودیکہ یہ تمام حضرات عالم و فاضل اور خطیب و علامہ اور اپنی خاص حیثیت کے حامل ہیں مگر بہت اصرار کے باوجود ہمیں سامان کو ہاتھ تک نہ لگانے دیا اور سامان اٹھانے کی زحمت برداشت کی--- چند ٹیکسی والوں سے بھاؤ تاؤ کرنے کے بعد بالآخر ے اپونڈ میں بات طے ہوگئی--- سب سے فرداً فرداً معانقہ و مصافحہ کر کے گاڑی میں سوار ہوئے تو محسوس ہو رہا تھا جیسے بہت پرانے ساتھیوں سے بچھڑ رہے ہوں--- اہل محبت کی مفارقت کا کرب نمایاں طور پر محسوس ہوا تھا--- اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو اپنے حفظ و ایمان میں رکھے اور علمی میدانوں میں کامرانیوں سے نواز کر حقیقی عالم دین بنائے---

Marfat.com

ایئر پورٹ، الحسینیہ سے خاصا دور ہے--- رستے میں ایک بار پھر سڑک کے دونوں جانب کی بلند و بالا اور صاف ستھری عمارات دیکھتے رہے، آدھا فاصلہ طے کیا تھا کہ آگے ٹریفک جام تھا، حد نگاہ تک لمبی لائنیں لگی تھیں، کچھ پتا نہ چلا کہ سبب کیا ہے--- ادھر فلائٹ کا وقت تیزی سے قریب آ رہا تھا، یہ وقفہ اس حد تک بڑھا کہ ایک موقع پر یوں لگا کہ شاید فلائٹ نکل ہی جائے--- بالآخر ٹریفک کا کارواں پھر سے محو سفر ہوا، آگے چلے تو سڑک پر کچھ پانی دکھائی دیا، معلوم ہوا کہ کوئی گٹر ابل پڑا تھا، جسے ''سیلاب'' سمجھ کر کسی کو آگے بڑھنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی، بالآخر انتظامیہ کی کوششوں سے مسئلہ حل ہوا---

ایئر پورٹ پہنچے تو بورڈنگ کے لیے خاصے صبر آزما مراحل سے گزرنا پڑا--- کمپیوٹر خراب ہونے کی وجہ سے خاصی دقت کا سامنا تھا، ایسے میں نہ کوئی ریکارڈ اور نہ رکاوٹ--- بس جس نے ٹکٹ کاؤنٹر پر رکھ دیا، بورڈنگ حاصل کرنے میں کامیاب رہا، گویا ''جو بڑھ کر ہاتھ میں لے لے، مینا اسی کا ہے'' والا معاملہ تھا---

بورڈنگ حاصل کرنے کے بعد ہم منتظر تھے کہ ابھی جہاز میں جانے کے لیے اعلان ہوگا مگر انتظار کے یہ لمحات طویل تر ہوتے گئے، یہاں تک کہ سوا گیارہ بجے شب طیارہ میں سوار ہوئے اور یوں سات روزہ دورۂ مصر مکمل ہوا---

مصر سے مصرِ محبت کی جانب

جہاز تیزی سے رن وے پر دوڑ رہا تھا تو ہمارے دلوں میں مسرت وشادمانی کی ایک لہر دوڑ گئی--- اس احساس نے شادمانی سے سرشار کر دیا کہ اب منزلِ مقصود قریب ہے---اب مصر سے مصرمحبت---مدینہ منورہ---کی جانب رخ ہے--- خدا کرے سفر جلد از جلد طے ہو، فاصلے سمٹ جائیں اور مسافر وطن حقیقی جا پہنچیں---

جہاز میں ہمارے علاوہ معدودے چند پاکستانی تھے جب کہ دیگر مسافروں کا تعلق مصر سے تھا، اجیپٹ ایئرلائن میں کئی مرتبہ سفر کا اتفاق ہوا مگر اب کے اس فلائٹ میں جو کھانا دیا گیا، وہ عرصہ تک یاد رہے گا---کھانا تازہ مچھلی (سمك)، ابلے ہوئے چاول، بہترین سلاد اور سویٹ ڈش پر مشتمل تھا--- خدشہ تھا کہ مچھلی سے شاید سمیل (بو) آئے کیوں کہ عربی جس طریقے سے پکاتے ہیں، وہ ہم نہیں کھا سکتے، لیکن یہ بہت اچھی

Marfat.com

پکی ہوئی تھی، کھانا بہت رغبت سے کھایا گیا--- دوران سفر اعلان ہوا کہ جہاز حدود میقات میں داخل ہونے والا ہے، جنھوں نے مکہ مکرمہ جانا ہو، احرام باندھ لیں--- بعض لوگوں نے احرام پہن لیے مگر ہمیں چوں کہ جدہ سے سیدھا مدینہ منورہ جانا ہے، اس لیے احرام کا تکلف نہ کیا---

عام طور پر زائرین کا معمول یہ ہے اور سہولت بھی اسی میں ہے کہ پہلے مکہ مکرمہ جا کر مناسک عمرہ سے فارغ ہوا جائے اور پھر مدینہ منورہ حاضری ہو، مگر اپنا ذوق یہ ہے کہ جلد از جلد مدینہ منورہ پہنچا جائے اور وہاں اہل مدینہ کے میقات ذوالحلیفہ (بِئْرِ عَلِی) سے احرام باندھا جائے، جہاں سے آقا حضور ﷺ نے احرام باندھا تھا---

جہاز تیز رفتاری سے محو پرواز تھا، تھوڑی دیر بعد نیچے اترنا شروع ہو گیا، رات کا وقت تھا، نیچے روشنیوں کا ایک جہان آباد تھا، یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے آسمان کے نیچے ایک اور آسمان ستاروں سے جھلمل کرتا دکھائی دے رہا ہو---

جدہ ائیر پورٹ پر جہاز اترا، جوں ہی قدم باہر رکھا، اس مقدس دیس کی ہواؤں نے مشام قلب وجاں کو معطر کر دیا---

جدہ ائیر پورٹ پر پاسپورٹ پر دخول کی مہر اور پھر کسٹم کے عمل سے گزرنے میں جو وقت لگتا ہے، اس کا اندازہ انہی لوگوں کو ہو سکتا ہے، جنہوں نے یہ جانکاہ مراحل طے کیے ہوں---

یہاں عام معمول میں بھی بہت دیر لگتی ہے مگر اتفاق یہ ہوا کہ مصر کی طرح یہاں بھی کمپیوٹر خراب تھا، سو تمام کوائف اور اندراجات دستی کرنے پڑے، تھوڑا لکھ کر یہ ''سہل پسند شہزادے'' اکتا جاتے--- بہر حال یہ مرحلہ بھی خیر سے آسان ہو گیا---

کسٹم بس واجبی سا ہوا مگر ایک کارٹن جس میں کتابیں تھیں، محلِ نظر ٹھہرا--- کتابیں اور وہ بھی تصوف کی کتابیں--- یہاں فحش قسم کا لٹریچر تو آ سکتا ہے، مگر تصوف وروحانیت

Marfat.com

سے متعلق لٹریچر اگر نظر پڑ جائے تو اسے زہر ہلاہل سمجھ کر روک لیا جاتا ہے--- شاید نجدیوں کی ''خودساختہ توحید'' معرضِ خطر میں پڑ جاتی ہے---

پچھلے کئی سفروں میں دلائل الخیرات اور دیگر کتابوں کے بنڈل لے گئے، لیکن اس دفعہ کتابوں کی جانچ پڑتال ہوئی، بالآخر کتابیں ضبط ہو گئیں، ان میں ایک کتاب امام یافعی کی تھی، جب کہ دوسری دورِ حاضر کے عظیم مفسر، مصنف، دانش ور اور صوفی بزرگ علامہ شعراوی مصری (رحمۃ اللہ علیہ) کے ملفوظات پر مبنی ''اَنَا مِنْ سُلَالَةِ اَهْلِ الْبَیْتِ'' نامی تھی---

کسٹم سے فارغ ہو کر باہر نکلے تو ارادہ یہ تھا کہ ''النقل الجماعی'' کے ذریعہ مدینہ منورہ روانہ ہوں گے، یہ سرکاری سروس آرام دہ بھی ہے اور محفوظ بھی--- مگر کوئی گاڑی تیار نہ تھی، اس اثنا میں کئی ٹیکسی والوں نے لے جانے کی پیش کش کی مگر دام بہت زیادہ طلب کیے--- پھر نسبتاً سستی سواری پر جانے کا ارادہ ہوا، مگر اچانک ایک ٹیکسی والے نے کہا:

کابرس گاڑی ہے، صبح کی نماز کے وقت مدینہ منورہ پہنچاؤں گا--- دو سو ریال کرایہ طے ہوا، چار افراد کے لیے دو سو نہایت مناسب کرایہ تھا، ٹیکسی والے اتنا کم کرایہ نہیں لیتے مگر اس نے خود اپنے گھر مدینہ منورہ پہنچنا تھا، اس لیے دو سو ریال ہی کو اس نے غنیمت سمجھا--- جہاز نما گاڑی میں بیٹھ کر سوئے محبت نگر رواں دواں ہوئے--- دراصل آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ منظور نہ تھا کہ ''جیمس گاڑی'' میں تنگ ہو کر آئیں، سو، اعلیٰ سواری کا انتظام فرمایا---

وہ بستی جس کا رستہ دل کے اندر ہے

''کابرس'' موٹر وے پر فراٹے بھرتی چلی جا رہی تھی، جوں جوں ارضِ مدینہ قریب

Marfat.com

آتی جا رہی تھی، دلوں میں شوق فراواں اور ولولہ تازہ بڑھتا چلا جا رہا تھا، کیوں نہ ہو کہ اب اس بستی کی حاضری ہے، جس کا تعلق دل سے ہے، بقول مولانا حسن رضا:

چلو دیکھیں وہ بستی جس کا رستہ دل کے اندر ہے

صبح صادق طلوع ہو چکی تھی---صبح اور پھر مدینہ کی صبح---اللہ اکبر!

سحر چمکی ، جمالِ فصلِ گل آرائشوں پر ہے
نسیمِ روح پرور سے مشامِ جاں معطر ہے
قریبِ طیبہ بخشے ہیں تصور نے مزے کیا کیا
مرا دل ہے مدینہ میں ، مدینہ دل کے اندر ہے
سہانی طرز کی طلعت ، نرالے رنگ کی نکہت
نسیمِ صبح سے مہکا ہوا پُر نور منظر ہے
تعالیٰ اللہ! یہ شادابی ، یہ رنگینی ، تعالیٰ اللہ!
بہارِ ہشت جنت ، دشتِ طیبہ پر نچھاور ہے
ہوائیں آ رہی ہیں کوچۂ پُرنور جاناں کی
کھلی جاتی ہیں کلیاں ، تازگی دل کو میسر ہے
منور چشمِ زائر ہے ، جمالِ عرشِ اعظم سے
نظر میں سبز قبہ کی تجلی جلوہ گستر ہے
یہ رفعت درگہ عرش آستاں کے قرب سے پائی
کہ ہر ہر سانس ہر ہر گام پر معراجِ دیگر ہے
نہ پوچھو ہم کہاں پہنچے اور ان آنکھوں نے کیا دیکھا
جہاں پہنچے ، وہاں پہنچے ، جو دیکھا ، دل کے اندر ہے [۴۹۹]

Marfat.com

اب مدینہ منورہ کی آبادی دکھائی دینے لگی، عنبریہ کے علاقہ میں مدینہ منورہ کے قدیم ریلوے اسٹیشن سے گزرے تو منزل مقصود سامنے تھی--- یہ وہ مقدس سرزمین ہے جس کے تذکار کے لیے حرف ولفظ عاجز، قلم ساکت اور زبانیں گنگ ہیں--- وہ ارضِ محبت، جس کی چاشنی، حلاوت اور نورانی کیفیت کا اظہار ممکن ہی نہیں--- کہ یہ معاملہ قال کا نہیں، حال کا ہے---

وہ مہبط وحی اور وہ ارضِ سکینہ، جہاں کی حاضری کے جبریل (علیہ السلام) بھی مشتاق رہتے اور "بے لقائے یار" انھیں چین نہ آتا تو بار بار "سدرۃ المنتہیٰ" چھوڑ کر "مدینۃ المصطفیٰ" آ پہنچتے--- بقول مولانا حسن رضا خاں علیہ الرحمہ:

بے لقائے یار ان کو چین آجاتا اگر
بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر

ہاں ہاں! یہی وہ خطۂ پاک ہے، جہاں روضۂ صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، وہ سرزمین یمن وسعادت کہ جس کی فضاؤں سے آج بھی محبت کی مہک آتی ہے--- یہ ارض نور وسرور کہ نور اور سرور جس کی فضاؤں میں رچ بس گیا--- وہ جگہ جو مرکز کائنات ہے، مہبط تجلیات ہے--- جہاں اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ فرما ہیں، جہاں رب کی رحمتوں کا نزول ہے--- ہاں یہیں وہ روضہ مبارکہ ہے، وہ قبر اطہر ہے، وہ بقعہ مقدسہ ہے، جو باجماع امت مکہ مکرمہ، کعبہ مشرفہ اور عرش معلیٰ سے بھی افضل واعلیٰ اور برتر وبالا ہے--- جہاں جنید وبایزید ایسے بندگانِ خدا بھی نفس گم کردہ آتے ہیں--- جہاں اہل محبت اونچا سانس لینا بھی سوءِ ادبی تصور کرتے ہیں:

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

----❁❁❁----

Marfat.com

آہستہ سانس لے کہ خلافِ ادب نہ ہو
نازک ہے آئینے سے طبیعت حضور ﷺ کی

ہم اپنے مقدر پر نازاں تھے، کہاں ہم سراپا معصیت اور کہاں شہر نبی رحمت--- ہم اور ارض حرم؟--- یہ نصیب! اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے---

سورج نکلنے میں بیس منٹ باقی تھے کہ گاڑی باب المجیدی کے سامنے جا رکی، یہ جمعہ کا روز ہے، ۲۹ رشعبان المعظم تھی--- قارئین خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ کرم کے کن لمحات میں ہم مدینہ منورہ پہنچے تھے--- صبح تو ہر جگہ ہی پرکشش دکھائی دیتی ہے، مگر مدینہ کی صبح--- سبحان اللہ، ماشاءاللہ--- اعلیٰ حضرت کے قصیدہ نور کے اشعار حقیقت بن کر سامنے تھے:

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا ، آیا ہے تارا نور کا
میں گدا تو بادشاہ ، بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا تیرا ، دے ڈال صدقہ نور کا

اور پھر رمضان کریم کے آغاز سے ایک دن پہلے ہی منگتے، کریم داتا کے حضور حاضر ہو گئے کہ رمضان کریم میں اس صاحب جود وسخا علیہ التحیۃ والثنا کے رنگِ عطا اور کرم بالائے کرم کا منظر دیدنی ہوتا ہے--- سو، یہ کہہ کر مدینہ منورہ میں ڈیرے ڈال دیے:

شور مہ نو سن کر تجھ تک میں دواں آیا
ساقی میں تیرے صدقے ، مے دے رمضاں آیا

امید کہ کریم اپنی بارگاہ والا میں بلا کے کرم سے محروم نہیں رکھیں گے:

بلا کر اپنے کتے کو نہ دیں چمکار کر ٹکڑا
پھر اس شانِ کرم پر فہم سے یہ بات باہر ہے

Marfat.com

تذبذب مغفرت میں کیوں رہے اس در کے زائر کو
اب ان کے صدقے میں عیشِ ابد تجھ کو میسر ہے [۵۰۰]

اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے اس شعر نے بھی حوصلہ بندھایا:

مجرم بلائے آئے ہیں ''جَـاؤُکَ'' ہے گواہ
پھر رد ہوں کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

آنکھیں اشکوں سے پہلے ہی باوضو ہو چکی تھیں --- زبانوں پر درود وسلام کے نغمات تھے --- اس کے علاوہ اپنے پاس اور تھا ہی کیا کہ پیش کرتے --- لرزتے کانپتے حرم شریف میں داخل ہوئے تو نور، سرور اور محبت وکیف کے ایک ہالے نے گھیر لیا:

جلوہ گاہِ ناز کے پردوں کا اٹھنا یاد ہے
پھر ہوا کیا اور کیا دیکھا، یہ کس کو ہوش ہے

خدا کرے قارئین محترم بھی ان جلووں سے نور بار اور ان عطاؤں سے فیض یاب ہوں، آخر میں پیارے پڑھنے والوں سے درخواست ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ کرم کا سلسلہ ٹوٹنے نہ پائے اور کریم بارگاہ کی حاضری نصیب ہوتی رہے ---

مشرف گر چہ شد جامی زِ لطفش
خدایا ایں کرم بارِ دگر کن

آمین و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ خیر خلقہٖ محمد و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

Marfat.com

حوالہ جات

Marfat.com

Marfat.com

ا...... حسن المحاضرہ فی اخبار مصر و قاہرہ،جلدا،صفحہ اا

۲...... البقرۃ،۲:۶۱

۳...... جامع البیان فی تفسیر القرآن (تفسیر ابن جریر) جلدا،صفحہ ۲۴۸/

حسن المحاضرہ،جلدا،صفحہ اا

۴...... یونس،۱۰:۸۷

۵...... یوسف،۱۲:۲۱

۶...... یوسف،۱۲:۹۹

۷...... الزخرف،۴۳:۵۱

۸...... حسن المحاضرہ فی اخبار مصر و قاہرہ،جلدا،صفحہ ۱۷

۹...... صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب وصیۃ النبی ﷺ باہل مصر

۱۰...... آل عمران:۶۴

Marfat.com

۱۱...... المواهب اللدنیه و زرقانی، جلد۳، صفحہ۳۴۷ تا ۳۵۰/ حسن المحاضرہ، جلد۱، صفحہ۸۲

۱۲...... حسن المحاضرہ، جلد۱، صفحہ۲۰۹

۱۳......اردو دائرۂ معارف اسلامیہ، پنجاب یونی ورسٹی لاہور، جلد۲۱، صفحہ۱۸۷

۱۴......مرجع سابق، صفحہ۲۰۷

۱۵......مرجع سابق، صفحہ۲۱۸

۱۶...... نور الابصار، صفحہ۱۷۳

۱۷......مصدر سابق

۱۸......مصدر سابق

۱۹......مصدر سابق، صفحہ۱۷۳

۲۰...... الاحزاب،۳۳:۳۳

۲۱...... نور الابصار، صفحہ۱۹۲۔

۲۲...... الانعام،۶:۱۱

۲۳......۱۰رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ/ ۲۵نومبر ۲۰۰۱ء، شبِ پیر راہی ملک بقا ہوئے---
رحمہ اللّٰہ رحمۃ واسعة

۲۴...... القصص،۲۸:۸۵

۲۵...... الزخرف،۴۳:۱۳،۱۴

۲۶......محترمہ اماں جی ﷫ ۲۲ ذی الحجہ المبارکہ ۱۴۲۱ھ/ ۱۸ مارچ ۲۰۰۱ء کو وصال فرما گئیں---
رحمها اللّٰہ الرحمٰن رحمۃ واسعة

۲۷...... الزخرف،۴۳:۱۳،۱۴

Marfat.com

۲۸...... حسن المحاضرہ، جلد۱، صفحہ۸۸

۲۹...... معجم البلدان، جلد۴، صفحہ۲۶۲/ حسن المحاضرہ، جلد۱، صفحہ۱۰۳

۳۰...... مصدر سابق، جلد۱، صفحہ۱۰۴

۳۱...... مرجع سابق، صفحہ۱۰۵

۳۲...... مصدر سابق، صفحہ۲۷

۳۳...... سورۃ یوسف، ۱۲:۹۹

۳۴...... امام عبدالوہاب شعرانی، ۹۷۳ھ، المنن الکبریٰ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، صفحہ۳۷۸

۳۵...... طبقات کبریٰ، جلد۱، صفحہ۲۳

۳۶...... نور الابصار، صفحہ۱۳۵

۳۷...... الکھف، ۱۸:۹

۳۸...... شرح الصدور، صفحہ۸۸

۳۹...... البقرہ، ۲:۱۴۴

۴۰...... البقرہ، ۲:۲۳۸

۴۱...... آل عمران، ۳:۳۷

۴۲...... الشوریٰ، ۴۲:۲۳

۴۳...... المسجد النبوی و مزارات اهل البیت، صفحہ۹۳

۴۴...... مصدر سابق

۴۵...... مرجع سابق، صفحہ۹۸

۴۶...... مصدر سابق، صفحہ۹۹

۴۷...... مرجع سابق

Marfat.com

۴۸...... اسد الغابہ، جلد۵، صفحہ۴۶۹

۴۹......المسجد النبوی و مزارات اھل البیت، صفحہ۱۰۰

۵۰...... تاریخ دمشق، جلد۷۳، صفحہ۱۳۰

۵۱......صحیح بخاری، کتاب الایمان ؛ باب فضل من استبرأ لدینہ

۵۲...... المسجد النبوی و مزارات اھل البیت، صفحہ۱۰۰-۱۰۱

۵۳...... اسد الغابہ، جلد۵، صفحہ۴۶۹

۵۴...... المسجد النبوی و مزارات اھل البیت، صفحہ۹۷-۹۸

۵۵...... اسد الغابہ، جلد۵، صفحہ۴۶۹/ طبقات کبریٰ لابن سعد، جلد۸، صفحہ۴۶۵

۵۶...... نور الابصار، صفحہ۱۸۴/ جلاء العیون، صفحہ۴۲۴، بالفاظ متقاربہ

۵۷...... المسجد النبوی و مزارات اھل البیت، صفحہ۱۰۸

۵۸...... الاحزاب، ۳۳:۴۲

۵۹...... الجاثیہ، ۴۵:۳۶

۶۰...... الاسراء، ۱۷:۱۱۱

۶۱...... المنن، صفحہ۴۱۸

۶۲...... حسن المحاضرہ، جلد۲، صفحہ۲۱۸-۲۲۰

۶۳...... البدایہ و النہایہ، جلد۸، صفحہ۲۰۹

۶۴...... المغنی، شیخ محمد طاہر بن علی الہندی، م۹۸۶ھ، تعمیر پرنٹنگ پریس لاہور، صفحہ۳۹

۶۵...... نور الابصار، صفحہ۱۷۴-۱۷۶

۶۶...... تہذیب التہذیب، جلد۷، صفحہ۲۹۳

۶۷...... مرآۃ الجنان، جلد۲، صفحہ۴۸

۶۸...... طبقات ابن سعد، جلد۷، صفحہ۱۹۳

Marfat.com

۶۹...... سیر اعلام النبلاء، جلد۴، صفحہ۶۶۹

۷۰...... طبقات ابن سعد، جلد۷، صفحہ۱۹۳

۷۱......مصدر سابق: ولد محمد بن سیرین لسنتین بقیتا من خلافة عثمان---

۷۲...... مرآۃ الجنان، جلد۱، صفحہ۲۳۲

۷۳...... طبقات ابن سعد، جلد۷، صفحہ۱۹۳

۷۴...... سیر اعلام النبلاء، جلد۴، صفحہ۶۷۰

۷۵......مصدر سابق، صفحہ۶۷۱

۷۶...... مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر، جلد۲۲، صفحہ۲۳۰

۷۷......مصدر سابق، صفحہ۲۳۱

۷۸......مصدر سابق، صفحہ۲۳۰

۷۹...... تذکرۃ الحفاظ، جلد۱، صفحہ۷۴

۸۰...... مختصر تاریخ ابن عساکر، جلد۲۲، صفحہ۲۲۶

۸۱......مصدر سابق، جلد۲۲، صفحہ۲۲۵

۸۲...... طبقات شعرانی، جلد۱، صفحہ۳۱

۸۳...... طبقات ابن سعد، جلد۷، صفحہ۲۰۰

۸۴......مصدر سابق

۸۵...... صفۃ الصفوۃ، جلد۳، صفحہ۱۷۰

۸۶...... وفیات الاعیان، جلد۴، صفحہ۱۸۲

۸۷......صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب الماء الذی یغسل بہ شعر الانسان

۸۸...... طبقات ابن سعد، جلد۷، صفحہ۱۹۳/ وفیات الاعیان، جلد۴، صفحہ۱۸۲

۸۹......مرآۃ الجنان، جلد۱، صفحہ۲۳۳

Marfat.com

۹۰...... مرآۃ الجنان، جلد۱، صفحہ۲۳۴

۹۱...... تہذیب التہذیب، جلد۹، صفحہ۲۱۶

۹۲...... نور الابصار، صفحہ۱۷۷

۹۳......مصدر سابق

۹۴......مرجع سابق، صفحہ۱۸۸

۹۵......مصدر سابق، صفحہ۱۸۹

۹۶......مصدر سابق، صفحہ۱۸۸

۹۷......مرجع سابق، صفحہ۱۹۰

۹۸......مصدر سابق، صفحہ۱۸۸

۹۹......مرجع سابق، صفحہ۱۹۰

۱۰۰......مرجع سابق

۱۰۱...... الانعام،۶:۱۲۷

۱۰۲...... نور الابصار، صفحہ۲-۱۹۱

۱۰۳......صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب ذکر الخوارج و صفاتھم/صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، حدیث:۳۶۱۰/ کتاب الادب، باب ما جاء فی قول الرجل ویلک، حدیث:۶۱۶۳

۱۰۴......صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب ذکر الخوارج و صفاتھم/صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللّٰہ و الیٰ عاد اخاھم ھودا، حدیث:۳۳۴۴

۱۰۵...... صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب ذکر الخوارج و صفاتھم، حدیث۱۰۶۴/ صحیح بخاری، کتاب استتابۃ المرتدین، باب قتل الخوارج و الملحدین، حدیث۶۹۳۱

Marfat.com

۱۰۶...... طبقات شعرانی، جلد۱، صفحہ۵۶

۱۰۷...... حسن المحاضرہ، جلد۲، صفحہ۲۲۱

۱۰۸...... بدر الدین عینی و اثرہ فی علم الحدیث، صالح یوسف معتوق، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت، ۱۴۰۷ھ، صفحہ۵۵

۱۰۹...... مقدمہ عمدۃ القاری، جلد۱، صفحہ۲ تا ۳

۱۱۰......مرجع سابق، صفحہ۴

۱۱۱...... بدر الدین عینی و اثرہ، صفحہ۸۳ تا ۸۵

۱۱۲...... مقدمہ عمدۃ القاری، جلد۱، صفحہ۹

۱۱۳...... بدر الدین عینی و اثرہ، صفحہ۹۰ تا ۱۱۹

۱۱۴...... مقدمہ عمدۃ القاری، جلد۱، صفحہ۴

۱۱۵...... فتح الباری، جلد۴، صفحہ۴۶۹

۱۱۶...... عمدۃ القاری، جلد۲۵، صفحہ۲۰۳

۱۱۷...... مقدمہ عمدۃ القاری، جلد۱، صفحہ۶-۷

۱۱۸...... بدر الدین العینی و اثرہ فی علم الحدیث، صفحہ۸۱ مقدمہ عمدۃ القاری، جلد۱، صفحہ۲ تا ۱۰/ حسن المحاضرہ، جلد۱، صفحہ۳۹۳

۱۱۹......افریقہ کے شہر قسطلینۃ کی نسبت سے قسطلانی [●] کہا جاتا ہے---آپ کے جداعلیٰ وہاں قیام پذیر رہے---[مقدمہ المواہب اللدنیۃ، از صالح احمد شامی، مطبوعہ ۲۰۰۱ء، مرکز اہل سنت برکات رضا، فوربندر گجرات، جلد۱، صفحہ۱۱]

[●]......"ق" پر زبر ہے، جیسا کہ علامہ نبہانی نے اپنی کتاب "الانوار المحمدیۃ من المواہب اللدنیۃ، مطبوعہ مطبع مصطفی البابی الحلبی مصر کے آخر میں فہرست کے صفحے پر تصحیح کرتے ہوئے "ق" کی زیر کو غلط اور زبر کو درست قرار دیا ہے---

Marfat.com

۱۲۰...... زرقانی، جلدا، صفحہ۳

۱۲۱...... کشف الظنون، جلدا، صفحہ۹۱۹

۱۲۲...... مقدمہ المواھب اللدنیة، جلدا، صفحہ۱۲-۱۳

۱۲۳......علامہ احمد بن محمد القسطلانی، ۹۲۳ھ، المواھب اللدنیة، مرکز اہل سنت فور بندر گجرات، ہند، جلد۴، صفحہ۵۹۵

۱۲۴...... زرقانی، جلدا، صفحہ۳

۱۲۵...... المنن الکبریٰ، صفحہ۱۰

۱۲۶......مرجع سابق، صفحہ۵۵

۱۲۷...... شذرات الذھب، جلد۸، صفحہ۳۴-۳۵

۱۲۸...... مقدمہ لواقح الانوار القدسیہ للشعرانی، دارصادر بیروت، صفحہ۵

۱۲۹...... طبقات کبریٰ للمناوی، حاشیہ از محمد ادیب الجادر، دارصادر بیروت، جلد۳، صفحہ۳۹۲

۱۳۰...... مقدمہ لواقح الانوار القدسیہ للشعرانی، دارصادر بیروت، صفحہ۵

۱۳۱...... المنن الکبریٰ، صفحہ۵۶/ طبقات کبریٰ للمناوی، جلد۳، صفحہ۳۹۲

۱۳۲...... المنن الکبریٰ، صفحہ۶-۵۵

۱۳۳...... طبقات کبریٰ للمناوی، جلد۳، صفحہ۳۹۶

۱۳۴...... المنن الکبریٰ، صفحہ۵۶

۱۳۵......مرجع سابق

۱۳۶......مرجع سابق، صفحہ۵۶-۵۷

۱۳۷...... طبقات کبریٰ للمناوی، جلد۳، صفحہ۳۹۲

۱۳۸...... المنن الکبریٰ، صفحہ۵۷تا۶۰

Marfat.com

۱۳۹...... معجم المطبوعات العربیة، صفحہ ۱۱۳۰

۱۴۰...... کشف الغمة، جلد ۲، صفحہ ۵۲

۱۴۱...... المنن الکبری، صفحہ ۵۶

۱۴۲...... مرجع سابق، صفحہ ۶۰-۱

۱۴۳...... الیواقیت و الجواهر، مطبوعہ مصر، جلد ۲، صفحہ ۲۰۱

۱۴۴...... المنن الکبریٰ، صفحہ ۱۰

۱۴۵...... طبقات کبریٰ للمناوی، جلد ۳، صفحہ ۳۹۶

۱۴۶...... المنن الکبریٰ، صفحہ ۳۱

۱۴۷...... طبقات للمناوی، جلد ۳، صفحہ ۳۹۴

۱۴۸...... طبقات کبریٰ للمناوی، جلد ۳، صفحہ ۳۹۶

۱۴۹...... شذرات الذهب، جلد ۸، صفحہ ۳۷۴

۱۵۰...... المنن الکبریٰ، صفحہ ۱۷

۱۵۱...... مرجع سابق

۱۵۲...... مرجع سابق، صفحہ ۱۶۳

۱۵۳...... مرجع سابق، صفحہ ۶۲۲-۶۲۱

۱۵۴...... مرجع سابق، صفحہ ۶۲۲

۱۵۵...... معجم المطبوعات العربیه و المعربه، صفحہ ۱۱۳۰

۱۵۶...... طبقات کبریٰ للمناوی، جلد ۲، صفحہ ۱۵۴

۱۵۷...... طبقات کبریٰ للمناوی، جلد ۳، صفحہ ۴-۳۹۳

۱۵۸...... المنن الکبریٰ، صفحہ ۶۲۰

Marfat.com

۱۵۹...... طبقات کبریٰ للمناوی، جلد۳، صفحہ۳۹۴

۱۶۰...... فیض الباری شرح صحیح بخاری، انور شاہ کشمیری، جلد۱، صفحہ۲۰۴

۱۶۱...... المنن الکبریٰ، صفحہ۵۶۶

۱۶۲......مصدر سابق، صفحہ۵۶۷

۱۶۳...... طبقات کبریٰ، جلد۳، صفحہ۳۹۶

۱۶۴...... المنن الکبریٰ، صفحہ۲۳۲

۱۶۵......مرجع سابق، صفحہ۱۷۲

۱۶۶......مرجع سابق، صفحہ۱۷۱

۱۶۷......مرجع سابق، صفحہ۱۷۲

۱۶۸......مرجع سابق، صفحہ۲۴۳

۱۶۹......جامع کرامات اولیاء للنبہانی، جلد۲، صفحہ۲۷۷

۱۷۰......مصدر سابق، صفحہ۲۸۱

۱۷۱...... المنن الکبریٰ، صفحہ۳۷/ کشف الظنون، جلد۲، صفحہ۱۴۸۸

۱۷۲...... المنن الکبریٰ، صفحہ۲-۷۳

۱۷۳...... ھدیة العارفین، اسماء المؤلفین و آثار المصنفین، اسماعیل پاشا البغدادی، مکتبہ اسلامیہ تہران، ۱۳۷۸ھ، جلد۱، صفحہ۲-۶۴۱

۱۷۴...... طبقات کبریٰ للمناوی، جلد۳، صفحہ۳۹۶

۱۷۵......مرجع سابق

۱۷۶...... شذرات الذھب، جلد۸، صفحہ۲۵۸

۱۷۷...... طبقات کبریٰ، جلد۲، صفحہ۱۵۴

Marfat.com

۱۷۸......مرجع سابق

۱۷۹......امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح لکھا ہے، مگر آج کل یہ شہر طنطاء کے نام سے معروف ہے۔

۱۸۰...... طبقات کبریٰ، جلد ۲، صفحہ ۱۵۴

۱۸۱...... شذرات الذھب، جلد ۸، صفحہ ۲۵۸

۱۸۲...... طبقات کبریٰ، جلد ۲، صفحہ ۱۵۴

۱۸۳......مصدر سابق

۱۸۴......مصدر سابق، صفحہ ۱۵۶، ۱۵۵

۱۸۵......مرجع سابق، صفحہ ۱۵۵

۱۸۶......مصدر سابق، صفحہ ۱۵۴

۱۸۷......مصدر سابق، صفحہ ۱۵۵

۱۸۸......مرجع سابق

۱۸۹......مرجع سابق

۱۹۰......مصدر سابق

۱۹۱......مرجع سابق

۱۹۲......مصدر سابق، صفحہ ۱۵۴

۱۹۳......مرجع سابق، صفحہ ۱۵۶

۱۹۴......مصدر سابق

۱۹۵......مصدر سابق

۱۹۶...... شذرات الذھب، جلد ۷، صفحہ ۲۷۰

Marfat.com

۱۹۷...... شذرات الذهب، جلد ۷، صفحہ ۲۷۰

۱۹۸...... بستان المحدثین، صفحہ ۱۱۴

۱۹۹...... شذرات الذهب، جلد ۷، صفحہ ۲۷۰

۲۰۰...... بستان المحدثین، صفحہ ۱۱۳

۲۰۱...... شذرات الذهب، جلد ۷، صفحہ ۲۷۱

۲۰۲...... مرجع سابق، صفحہ ۲۷۳

۲۰۳...... مصدر سابق

۲۰۴...... بستان المحدثین، صفحہ ۱۱۳-۱۱۴

۲۰۵...... مرجع سابق، صفحہ ۱۱۴

۲۰۶...... معجم المطبوعات العربیہ، صفحہ ۷۷ تا ۷۸/ حسن المحاضرہ، جلد ۱، صفحہ ۳۱۰

۲۰۷...... ھدی الساری مقدمہ فتح الباری بحوالہ علامہ سخاوی، صفحہ ۱

۲۰۸...... حسن المحاضرہ، جلد ۱، صفحہ ۳۱۰

۲۰۹...... بستان المحدثین، صفحہ ۱۱۳

۲۱۰...... طبقات شعرانی، جلد ۱، صفحہ ۱۵۸

۲۱۱...... حسن المحاضرۃ، جلد ۱، صفحہ ۴۲۸

۲۱۲...... طبقات شعرانی، جلد ۱، صفحہ ۱۵۸

۲۱۳...... حسن المحاضرہ، جلد ۱، صفحہ ۴۲۸

۲۱۴...... الطبقات الکبریٰ، جلد ۱، صفحہ ۱۵۹

۲۱۵...... نور الابصار، صفحہ ۲۳۷

۲۱۶...... نور الابصار، صفحہ ۲۳۹

Marfat.com

۲۱۷...... طبقات کبریٰ، جلد۱، صفحہ ۱۶۰

۲۱۸......مصدر سابق، صفحہ ۱۶۲

۲۱۹...... حسن المحاضرہ، جلد۱، صفحہ ۴۲۸

۲۲۰......مصدر سابق

۲۲۱...... نور الابصار، صفحہ ۲۴۱

۲۲۲...... طبقات شعرانی، جلد۱، صفحہ ۱۶۱

۲۲۳...... حسن المحاضرہ، جلد۱، صفحہ ۴۲۸

۲۲۴......مصدر سابق، صفحہ ۴۳۰

۲۲۵......جامع کرامات اولیاء، جلد۱، صفحہ ۳۹۸/ الکوکب الدریہ، (طبقات کبریٰ للمناوی)، جلد۲، صفحہ ۳۳۰

۲۲۶......اسماعیل احمد اسماعیل، جبر سراج، المسجد النبوی و مزارات اهل البیت، دار الشعب قاہرہ، صفحہ ۲۳۴

۲۲۷......علامہ عبدالروف مناوی، الکوکب الدریہ فی تراجم السادة الصوفیة (طبقاتِ کبریٰ)، دار صادر بیروت، جلد۲، صفحہ ۳۲۰

۲۲۸...... نور الابصار، صفحہ ۲۴۳

۲۲۹...... طبقات کبریٰ للشعرانی، جلد۱، صفحہ ۱۴۴

۲۳۰......مصدر سابق، صفحہ ۱۴۵

۲۳۱......مصدر سابق، صفحہ ۱۴۷/ الکوکب الدریہ، جلد۲، صفحہ ۳۲۴

۲۳۲......طبقات کبریٰ، جلد۱، صفحہ ۱۵۳

۲۳۳...... طبقات کبریٰ، جلد۱، صفحہ ۱۵۳

Marfat.com

۲۳۴...... طبقات کبریٰ، جلد ا، صفحہ ۱۵۷/ نور الابصار، صفحہ ۲۴۳

۲۳۵...... الحاوی للفتاوی، جلد ۲، صفحہ ۲۵۹

۲۳۶......میزان شعرانی، جلد ا، صفحہ ۴۱

۲۳۷......طبقات کبریٰ، جلد ۲، صفحہ ۱۳

۲۳۸...... حسن المحاضرہ، جلد ا، صفحہ ۴۲۹/ میزان شعرانی، جلد ا، صفحہ ۴۱/
تفسیر روح المعانی، جلد ۲۲، صفحہ ۳۶/ جامع کرامات اولیاء، جلد ا، صفحہ ۵۲۰

۲۳۹...... طبقات کبری للشعرانی، جلد ۲، صفحہ ۱۲

۲۴۰......مصدر سابق

۲۴۱......مصدر سابق

۲۴۲......مصدر سابق، صفحہ ۱۳

۲۴۳......مصدر سابق، صفحہ ۱۴

۲۴۴......مصدر سابق، صفحہ ۱۴

۲۴۵......مصدر سابق

۲۴۶......مصدر سابق، صفحہ ۱۴

۲۴۷......مصدر سابق، صفحہ ۱۵

۲۴۸......مرجع سابق، صفحہ ۱۴

۲۴۹......مرجع سابق، صفحہ ۱۲

۲۵۰......طبقات کبریٰ، جلد ۲، صفحہ ۱۳

۲۵۱...... جامع کرامات اولیاء، جلد ا، صفحہ ۵۲۱

۲۵۲...... طبقات شعرانی، جلد ۲، صفحہ ۱۲/ حسن المحاضرہ، جلد ا، صفحہ ۴۲۹

Marfat.com

۲۵۳...... مقدمہ، العمدۃ شرح البردۃ (عربی) از علامہ توکلی

۲۵۴......حسن المحاضرۃ، جلد ا، صفحہ ۴۶۴

۲۵۵......مقدمۃ العمدۃ شرح البردۃ

۲۵۶......عصیدۃ الشھدۃ شرح قصیدۃ البردۃ، صفحہ ۳

۲۵۷......ڈاکٹر محمد اقبال، ۱۹۳۸ء، غلام علی پرنٹرز، لاہور، اسرار و رموز، عرض حال مصنف بحضور رحمۃ للعالمین ﷺ، صفحہ ۱۶۷

۲۵۸......عصیدۃ الشھدہ، صفحہ ۵-۳/ الزبدۃ العمدۃ، ملا علی قاری، صفحہ ۳۳

۲۵۹...... حسن المحاضرۃ، جلد ا، صفحہ ۴۶۴

۲۶۰...... مختصر تاریخ ابن عساکر، جلد ۲۰، صفحہ ۱۰

۲۶۱...... اکمال مطبوعہ مع المشکوٰۃ، صفحہ ۵۹۸

۲۶۲...... حسن المحاضرہ، جلد ا، صفحہ ۲۰۱

۲۶۳......مختصر تاریخ دمشق، جلد ۲۰، صفحہ ۱۱

۲۶۴...... مختصر تاریخ ابن عساکر، جلد ۲۰، صفحہ ۱۳

۲۶۵......مختصر تاریخ ابن عساکر، جلد ۲۰، صفحہ ۱۴

۲۶۶......مختصر تاریخ دمشق، جلد ۲۰، صفحہ ۲۰

۲۶۷...... طبقات شعرانی، جلد ا، صفحہ ۲۱

۲۶۸...... حسن المحاضرہ، جلد ا، صفحہ ۲۰۱

۲۶۹...... البدایہ و النھایہ، جلد ۲، صفحہ ۴۱

۲۷۰......مصدر سابق، صفحہ ۴۰

۲۷۱...... خزائن العرفان، سورۂ لقمان، آیت ۱۲، حاشیہ ۱۳

Marfat.com

۲۷۲...... لقمان،۳۱:۱۲

۲۷۳......خزائن العرفان، سورۂ لقمان، آیت۱۲، حاشیہ۱۳

۲۷۴...... روح البیان، جلد۷، صفحہ۷۶

۲۷۵......البدایة و النهایة، جلد۲، صفحہ۱۲۷

۲۷۶......روح البیان، جلد۷، صفحہ۷۶

۲۷۷......سورۃ لقمان،۳۱:۱۳

۲۷۸...... سورۃ لقمان،۳۱:۱۶تا۱۹

۲۷۹......روح البیان، جلد۷، صفحہ۷۸

۲۸۰......خطیب شربنی، تفسیر السراج المنیر، جلد۳، صفحہ۶-۱۸۵، مطبوعہ دار المعرفة، بیروت

۲۸۱...... روح البیان، جلد۷، صفحہ۷۳

۲۸۲......مصدر سابق

۲۸۳......مرجع سابق، صفحہ۷۷

۲۸۴...... حسن المحاضرہ، جلد۱، صفحہ۲۶۴

۲۸۵......مصدر سابق

۲۸۶...... طبقات کبریٰ، جلد۱، صفحہ۴۳

۲۸۷...... تاریخ بغداد، جلد۲، صفحہ۱۷۶

۲۸۸...... حسن المحاضرہ، جلد۱، صفحہ۲۶۴

۲۸۹...... طبقات کبریٰ، جلد۱، صفحہ۴۳

۲۹۰...... نور الابصار، صفحہ۲۱۶

۲۹۱...... طبقات کبریٰ، جلد۱، صفحہ۴۳

Marfat.com

۲۹۲...... مرقاۃ الفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، جلد۱، صفحہ۲۱

۲۹۳...... طبقات کبریٰ، جلد۱، صفحہ۴۲-۴۳

۲۹۴...... تہذیب التہذیب، جلد۹، صفحہ۲۶

۲۹۵...... نور الابصار، صفحہ۲۱۶-۲۱۵

۲۹۶...... مصدر سابق، صفحہ۲۱۴

۲۹۷...... طبقات شعرانی، جلد۱، صفحہ۴۴

۲۹۸...... مرقاۃ، جلد۱، صفحہ۲۰/ نور الابصار، صفحہ۱۱۵

۲۹۹...... نور الابصار، صفحہ۱۱۵

۳۰۰...... الخیرات الحسان، ابن حجر ہیتمی شافعی، صفحہ۶۳/ تاریخ بغداد، جلد۱، صفحہ۱۲۳

۳۰۱...... الخیرات الحسان، ابن حجر ہیتمی شافعی، صفحہ۶۳

۳۰۲...... میزان شعرانی، جلد۱، صفحہ۵۷

۳۰۳...... حسن المحاضرہ، جلد۱، صفحہ۲۶۴

۳۰۴...... صفۃ الصفوۃ، جلد۲، صفحہ۱۴۶/ مرقاۃ المفاتیح، جلد۱، صفحہ۲۱

۳۰۵...... طبقات کبریٰ، جلد۲، صفحہ۱۱۱

۳۰۶...... مصدر سابق، صفحہ۲-۱۱۱

۳۰۷...... معجم المطبوعات، صفحہ۴۸۴

۳۰۸...... طبقات کبریٰ، جلد۲، صفحہ۱۱۱

۳۰۹...... مصدر سابق، صفحہ۱۱۲

۳۱۰...... مصدر سابق

۳۱۱...... مصدر سابق، جلد۲، صفحہ۱۱۳

Marfat.com

۳۱۲......تذکرۃ الحفاظ، جلد۱، صفحہ۲۰۸

۳۱۳...... مرجع سابق

۳۱۴...... مرآۃ الجنان، جلد۱، صفحہ۳۶۸

۳۱۵......تذکرۃ الحفاظ، جلد۱، صفحہ۲۰۹

۳۱۶......مرجع سابق

۳۱۷......المنتظم فی تاریخ الملوک و الامم، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، جلد۱۳، صفحہ۳۱۸

۳۱۸...... ترجمہ امام طحاوی علی شرح معانی الآثار، ایجوکیشنل پریس کراچی، ۱۹۷۰ء، از علامہ وصی احمد محدث سورتی، م۱۳۳۴ھ، جلد۱، صفحہ۱۱

۳۱۹......مصدر سابق، صفحہ۱۱-۱۲

۳۲۰......علامہ محی الدین عبدالقادر حنفی مصری، م۷۷۵ھ، الجواھر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ، دائرۃ المعارف، حیدر آباد دکن، جلد۱، صفحہ۱۰۳

۳۲۱......مقدمہ مسند امام طحاوی، مکتبہ الحرمین، ۱۴۲۶ھ، از شیخ لطیف الرحمٰن، جلد۱، صفحہ۳۸

۳۲۲......علامہ عبدالعزیز پرہاروی، ۱۲۳۹ھ، نبراس، ملک دین محمد اینڈ کو لاہور، صفحہ۱۱۱-۱۱۰

۳۲۳......شیخ نصیر الدین مینائی، فتاویٰ برہنہ، مطبع نامی، منشی نول کشور، ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۵ء، دفتر دوم، صفحہ۲۵۷

۳۲۴...... تقدیم شرح معانی الآثار، محمد جاد الحق ازہری، مطبعہ الانوار المحمدیہ، قاہرہ، صفحہ۵۷

۳۲۵...... تاریخ دمشق کبیر، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۱ھ، جلد۵، صفحہ۳۶۲

۳۲۶...... حسن المحاضرۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۸ھ، جلد۱، صفحہ۲۹۹

Marfat.com

۳۲۷...... تقدیم مشکل الآثار، محمد جاد الحق ازہری، جلد ا، صفحہ ۷

۳۲۸......علامہ عبدالحی لکھنوی، الفوائد البھیة فی تراجم الحنفیة، کوہ نور پریس، دہلی، ۱۹۶۷ء، صفحہ ۲۷

۳۲۹...... مقدمة مسند الامام الطحاوی، جلد ا، صفحہ ۴۲-۴۰

۳۳۰......شیخ شمس الدین ذہبی، ۷۴۸ھ، تذکرۃ الحفاظ، دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن، ۱۳۳۴ھ، جلد ۳، صفحہ ۲۹

۳۳۱...... لسان المیزان، جلد ا، صفحہ ۲۷۷

۳۳۲...... حاشیة الجواہر المضیة، جلد ا، صفحہ ۱۰۳

۳۳۳......عبدالحق انصاری، مفتی اعظم مصر علامہ طہطاوی، فقیہ اعظم پبلی کیشنز بصیر پور، ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۵، صفحہ ۹

۳۳۴......مصدر سابق، صفحہ ۱۰-۹

۳۳۵......مفتی اعظم مصر، صفحہ ۱۰ تا ۱۲

۳۳۶......ثبت نعیمی، صفحہ ۱۲،۱۳

۳۳۷......مفتی اعظم مصر علامہ طہطاوی، صفحہ ۱۳-۱۰

۳۳۸......ثبت نعیمی، صفحہ ۲

۳۳۹......مفتی اعظم مصر علامہ طہطاوی، صفحہ ۱۳

۳۴۰......مصدر سابق، صفحہ ۱۴

۳۴۱......مصدر سابق، صفحہ ۱۶ تا ۱۷

۳۴۲...... عجائب الاثار، جلد ۴، صفحہ ۲۰۴، بحوالہ مفتی اعظم مصر، صفحہ ۲۱

۳۴۳......عارف مکہ، صفحہ ۲۱۰ بحوالہ مفتی اعظم مصر، صفحہ ۲۲-۲۱

Marfat.com

۳۴۴......ثبت نعیمی، صفحہ ا

۳۴۵......مفتی اعظم مصر، صفحہ ۲۶-۲۳

۳۴۶......مصدر سابق، صفحہ ۲۶ تا ۲۸

۳۴۷......مصدر سابق، صفحہ ۳۳

۳۴۸......مصدر سابق، صفحہ ۲۰

۳۴۹...... مقدمہ، الأم، صفحہ ب

۳۵۰...... الفوائد البھیہ فی تراجم الحنفیہ، صفحہ ۱۷۷

۳۵۱...... تاریخ بغداد، جلد ۱۳، صفحہ ۴۷۰

۳۵۲......مصدر سابق

۳۵۳...... تھذیب التھذیب، جلد ۱۱، صفحہ ۱۲۹

۳۵۴...... تمہید النمارق لمن طالع کنز الدقائق، صفحہ ۱۲

۳۵۵...... تفسیر صاوی، جلد ۱، صفحہ ۱۲۰

۳۵۶...... مرآۃ الجنان، جلد ۱، صفحہ ۴۵۸

۳۵۷...... الفوائد البھیہ، صفحہ ۱۷۷

۳۵۸...... تھذیب التھذیب، جلد ۱۱، صفحہ ۱۳۰

۳۵۹...... الاصابہ، جلد ۲، صفحہ ۴۸۲/ حسن المحاضرہ، جلد ۱، صفحہ ۱۷۸/ اسد الغابہ، جلد ۳، صفحہ ۴۱۷

۳۶۰...... تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۳، صفحہ ۱۱۲

۳۶۱...... حلیۃ الاولیاء، جلد ۹، صفحہ ۳۷۲

۳۶۲...... الرسالۃ القشیریہ، صفحہ ۹

Marfat.com

۳۶۳...... تذکرۃ الاولیاء، صفحہ ۱۴۸

۳۶۴...... الرسالۃ القشیریہ، صفحہ ۹

۳۶۵...... مصدر سابق، باب الادب، صفحہ ۱۴۲

۳۶۶...... کشف المحجوب، صفحہ ۹۴

۳۶۷...... طبقات کبریٰ، جلد ۱، صفحہ ۶۰/ حلیۃ الاولیاء، جلد ۹، صفحہ ۳۶۶

۳۶۸...... شیخ فریدالدین عطار، تذکرۃ الاولیاء، انتشارات زوار، ایران، صفحہ ۱۵۸

۳۶۹...... کشف المحجوب، صفحہ ۹۳

۳۷۰...... تذکرۃ الاولیاء، صفحہ ۱۵۸

۳۷۱...... طبقات کبریٰ، جلد ۱، صفحہ ۶۰

۳۷۲...... تذکرۃ الاولیاء، صفحہ ۱۵۸/ کشف المحجوب، صفحہ ۹۳

۳۷۳...... تذکرۃ الاولیاء، صفحہ ۱۵۹

۳۷۴...... مرآۃ الزمان، جلد ۱، صفحہ ۴ تا ۱۶۳

۳۷۵...... طبقات کبریٰ، جلد ۱، صفحہ ۲۷

۳۷۶...... نور الابصار، صفحہ ۱۰۳

۳۷۷...... البدایہ و النہایہ، جلد ۹، صفحہ ۳۸-۳۹

۳۷۸...... طبقات کبریٰ، جلد ۱، صفحہ ۵۶

۳۷۹...... حسن المحاضرہ، جلد ۱، صفحہ ۱۰۶

۳۸۰...... مصدر سابق، جلد ۲، صفحہ ۲۱۳

۳۸۱...... مصدر سابق

۳۸۲...... مصدر سابق، صفحہ ۲۱۷-۲۱۴

Marfat.com

۳۸۳......مصدر سابق، جلد۱، صفحہ۱۰۶

۳۸۴......مصدر سابق، صفحہ۷-۱۰۶

۳۸۵......مصدر سابق، جلد۲، صفحہ۲۱۸

۳۸۶......مرجع سابق، صفحہ۲۱۷

۳۸۷...... ابوداؤد، کتاب العلم، باب کتابة العلم/ تاریخ دمشق الکبیر لابن عساکر، جلد۳۳، صفحہ۱۶۹

۳۸۸...... عمدۃ القاری، جلد۱، صفحہ۱۳۱

۳۸۹......مرجع سابق، صفحہ۷۰

۳۹۰......مرجع سابق، صفحہ۱۳۱

۳۹۱......حسن المحاضرۃ، جلد۱، صفحہ۱۷۳

۳۹۲...... تاریخ دمشق الکبیر لابن عساکر، جلد۳۳، صفحہ۱۷۱

۳۹۳......مرجع سابق، صفحہ۱۶۶، حدیث:۶۹۳۰

۳۹۴......مرجع سابق، صفحہ۱۶۳، حدیث:۶۹۲۴

۳۹۵...... اسد الغابہ، جلد۳، صفحہ۲۳۴

۳۹۶...... تاریخ ابن عساکر، جلد۳۳، صفحہ۱۷۳

۳۹۷...... حسن المحاضرہ، جلد۱، صفحہ۱۷۴

۳۹۸...... اسد الغابہ، جلد۴، صفحہ۱۱۶

۳۹۹...... تاریخ دمشق، جلد۱۹، صفحہ۲۴۰

۴۰۰......اسد الغابہ، جلد۴، صفحہ۱۱۷

۴۰۱...... صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب کون الاسلام یهدم ما قبله، جلد۱، صفحہ۷۶

Marfat.com

۴۰۲...... حسن المحاضرہ، جلد۱، صفحہ۱۸۲

۴۰۳...... اسد الغابہ، جلد۴، صفحہ۱۱۷

۴۰۴...... معجم البلدان، جلد۵، صفحہ۱۷۶

۴۰۵...... حسن المحاضرہ، جلد۱، صفحہ۱۱۰

۴۰۶......مرجع سابق، صفحہ۱۷۰

۴۰۷...... حاشیہ حسن المحاضرہ، جلد۱، صفحہ۱۷۰

۴۰۸...... اسد الغابہ، جلد۳، صفحہ۳-۱۴۲

۴۰۹......مصدر سابق، صفحہ۱۴۳

۴۱۰...... تہذیب التہذیب، جلد۵، صفحہ۱۸۵

۴۱۱......مصدر سابق، جلد۳، صفحہ۵۶/ اسد الغابہ، جلد۲، صفحہ۵۵/ حسن المحاضرہ، جلد۱، صفحہ۱۵۳، ۲۰۰

۴۱۲...... حسن المحاضرہ، جلد۱، صفحہ۱۰۴

۴۱۳...... مسند امام احمد بن حنبل، جلد۲، صفحہ۲۶۱

۴۱۴...... صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء، جلد۱، صفحہ۹۴

۴۱۵......ابتدائی انسائیکلوپیڈیا، صفحہ۱۵۷

۴۱۶......عجائبات عالم، ماہنامہ سرگزشت، جنوری ۱۹۹۹ء، صفحہ۷۷

۴۱۷...... معجم البلدان، جلد۵، صفحہ۳۳۴

۴۱۸...... حسن المحاضرہ، جلد۲، صفحہ۳۰۰

۴۱۹...... تفسیر خزائن العرفان، سورۃ یوسف، ۱۲:۱۰۱/ تفسیر جلالین وغیرہ

۴۲۰...... الامن و العلیٰ، صفحہ۸-۱۵۷

Marfat.com

۴۲۱...... تفسیر درّ المنثور، جلد۵، صفحہ۸۸

۴۲۲...... تفسیر روح البیان، جلد۴، صفحہ۳۲۸

۴۲۳...... عمدۃ القاری (عینی)، جلد۱، صفحہ۹۷

۴۲۴...... دیوان نور، صفحہ۲۷

۴۲۵...... یونس، ۱۰:۹۲

۴۲۶...... شذرات الذہب، جلد۸، صفحہ۵۱

۴۲۷...... حسن المحاضرۃ، جلد۱، صفحہ۳۶۹-۳۷۰

۴۲۸...... مرجع سابق، صفحہ۲۸۸

۴۲۹...... شذرات الذہب، جلد۸، صفحہ۵۱-۵۲

۴۳۰...... حسن المحاضرۃ، جلد۱، صفحہ۲۹۰

۴۳۱...... مرجع سابق، صفحہ۲۸۹

۴۳۲...... شذرات الذہب، جلد۸، صفحہ۵۳

۴۳۳...... مرجع سابق

۴۳۴...... امام جلال الدین سیوطی، ۹۱۱ھ، تفسیر جلالین، اصح المطابع، کراچی، صفحہ۲۴۰

۴۳۵...... علامہ سلیمان الجمل، ۱۲۰۴ھ، حاشیۃ الجمل علی الجلالین، عیسٰی البابی الحلبی، مصر، جلد۱، صفحہ۷

۴۳۶...... حسن المحاضرہ، جلد۱، صفحہ۲۸۸ تا ۲۹۴/ معجم المطبوعات العربیۃ و المعربۃ، صفحہ۱۰۸۵-۱۰۷۴

۴۳۷...... مرقاۃ الفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، مکتبہ امدادیہ، ملتان، جلد۱، صفحہ۳۰۲

۴۳۸...... شذرات الذہب، جلد۸، صفحہ۵۵

Marfat.com

۴۳۹...... شذرات الذہب، جلد۸، صفحہ۵۳

۴۴۰...... میزان کبریٰ، امام شعرانی، جلد۱، صفحہ۴۱/ الفتح الکبیر للنبہانی، جلد۱، صفحہ۷

۴۴۱...... میزانِ شعرانی، جلد۱، صفحہ۴۱/ الفتح الکبیر، جلد۱، صفحہ۷

۴۴۲...... شذرات الذہب، جلد۸، صفحہ۵۳

۴۴۳...... الفتح الکبیر، جلد۱، صفحہ۷

۴۴۴...... الفتح الکبیر للنبہانی، جلد۱، صفحہ۷/جامع کرامات اولیاء، جلد۲، صفحہ۱۵۸/شذرات الذہب، جلد۸، صفحہ۵۳

۴۴۵...... الفتح الکبیر، جلد۱، صفحہ۸

۴۴۶......الفتح الکبیر للنبہانی، جلد۱، صفحہ۸/ جامع کرامات اولیاء، جلد۲، صفحہ۱۵۷/ شذرات الذہب، جلد۸، صفحہ۵۴

۴۴۷...... شذرات الذہب، جلد۱، صفحہ۵۵

۴۴۸...... المنن، صفحہ٦٦٦

۴۴۹...... طبقات کبریٰ، جلد۱، صفحہ۲۸

۴۵۰...... نور الابصار، صفحہ۱۳۹

۴۵۱...... تہذیب التہذیب، جلد۷، صفحہ۳۰۴

۴۵۲......مختصر تاریخ دمشق، جلد۱۷، صفحہ۲۳۷

۴۵۳......مختصر تاریخ دمشق، جلد۱۷، صفحہ۲۳۳-۲۳۴

۴۵۴...... مختصر تاریخ دمشق، جلد۱۷، صفحہ۲۳۶

۴۵۵...... مختصر تاریخ ابن عساکر، جلد۱۷، صفحہ۲۳۵

۴۵۶...... البدایہ و النہایہ، جلد۹، صفحہ۱۰۵

Marfat.com

۴۵۷......مرجع سابق

۴۵۸......مصدرسابق

۴۵۹...... صفة الصفوة،جلد۲،صفحہ۵۲

۴۶۰...... مرآة الجنان،جلدا،صفحہ۱۹۱

۴۶۱...... البداية و النهاية،جلد۹،صفحہ۱۰۵/ مختصر تاریخ دمشق،جلد۱۷،صفحہ۲۳۸

۴۶۲...... طبقات کبریٰ،جلدا،صفحہ۲۸

۴۶۳...... آل عمران،۳:۱۳۴

۴۶۴...... البدایه و النهایه،جلد۹،صفحہ۱۰۷

۴۶۵......مرجع سابق/ صفة الصفوة،جلد۲،صفحہ۵۶

۴۶۶...... البدایه و النهایه،جلد۹،صفحہ۱۰۵/ تاریخ دمشق الکبیر،جلد۴۴،صفحہ۱۶۹

۴۶۷......صفة الصفوة،جلد۲،صفحہ۵۵/البداية و النهاية،جلد۹،صفحہ۱۰۵/تاریخ دمشق الکبیر،جلد۴۴،صفحہ۱۷۱

۴۶۸...... مختصر تاریخ ابن عساکر،جلد۱۷،صفحہ۲۴۱

۴۶۹......صفة الصفوة،جلد۲،صفحہ۶۲-۶۱

۴۷۰...... مختصر تاریخ دمشق،جلد۱۷،صفحہ۲۳۴/ حلية الاولياء،جلد۳،صفحہ۱۳۵/ الصواعق المحرقه،صفحہ۲۰۰

۴۷۱...... البدایه و النهایه،جلد۹،صفحہ۸-۱۰۹/ مرآة الجنان،جلدا،صفحہ۲۴۱-۲۳۹/ مختصر تاریخ دمشق،جلد۱۷،صفحہ۸-۲۴۶

۴۷۲...... نورالابصار،صفحہ۱۴۲

۴۷۳......مرجع سابق،صفحہ۱۳۹

Marfat.com

۴۷۴...... الصواعق المحرقه، صفحہ۲۰۱/ نور الابصار، صفحہ۱۴۲

۴۷۵...... نور الابصار، صفحہ۱۹۵

۴۷۶...... مرجع سابق، صفحہ۱۹۶

۴۷۷...... تاریخ دمشق الکبیر، جلد۲۱، صفحہ۳۲۹/ نور الابصار، صفحہ۱۹۶

۴۷۸...... تاریخ دمشق، جلد۲۱، صفحہ۳۳۵

۴۷۹...... تاریخ دمشق الکبیر لابن عساکر، جلد۲۱، صفحہ۳۲۷

۴۸۰...... الواقعہ، ۵۶:۱۱-۱۰

۴۸۱...... تاریخ دمشق الکبیر لابن عساکر، جلد۲۱، صفحہ۳۲۷

۴۸۲...... البدایہ و النھایہ، جلد۹، صفحہ۳۳۰-۳۳۱

۴۸۳...... نور الابصار، صفحہ۱۹۶

۴۸۴...... مرجع سابق، صفحہ۷-۱۹۶

۴۸۵...... مصدر سابق، صفحہ۱۹۶

۴۸۶...... عجائبات عالم، تحریر و تحقیق اقلیم علیم، ماہ نامہ سرگزشت، جنوری۱۹۹۹ء، صفحہ۸۱-۷۳

۴۸۷...... حسن المحاضرہ، جلد۱، صفحہ۶۳-۶۴

۴۸۸...... مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء، الملفوظ (ملفوظات اعلیٰ حضرت)، یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ، جلد۱، صفحہ۴۷

۴۸۹...... حسن المحاضرہ، جلد۱، صفحہ۶۵

۴۹۰...... راقم کا یہ سفرنامہ عراق اب ''سفر محبت---بصیر پور سے بغداد معلیٰ تک'' کے نام سے کتابی صورت میں دستیاب ہے---

۴۹۱...... امام عبدالوہاب شعرانی، طبقات کبریٰ، مصر، جلد۱، صفحہ۱۵۳

Marfat.com

۴۹۲...... الاعراف،۷:۱۴۳

۴۹۳......قاضی عیاض، الشفا، مرکز اہل سنت برکات رضا، گجرات، ہند، جلد ا، صفحہ ۶۹،
فصل و اما وفور عقله و لبه /تفسیر روح المعانی، جلد ۹، صفحہ ۵۳

۴۹۴......سید محمود آلوسی بغدادی، تفسیر روح المعانی، دار احیاء التراث العربی،
بیروت، جلد ۹، صفحہ ۵۳

۴۹۵......ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح، امدادیہ، ملتان، جلد ا، صفحہ ۲۳۶

۴۹۶......مثنوی معنوی، مولانا روم، دفتر ششم، صفحہ ۲۹۵ تا ۲۹۸/کلید مثنوی، از مولوی
اشرف علی تھانوی، جلد ۲۰، صفحہ ۶۰ تا ۶۳/اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے ایک خطاب میں
حضرت خواجہ محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز کے حوالے سے اس واقعہ کی طرف
اشارہ کیا ہے، یہ خطاب ''دربار حق و ہدایت'' کے نام سے چھپا تھا اور ملک العلماء
مولانا ظفر الدین بہاری نے حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد ا، صفحہ ۲۰۰ پر نقل کیا ہے---

۴۹۷...... النجم،۵۳:۱۷

۴۹۸...... الجمال و الکمال، صفحہ ۱۰۹

۴۹۹......ذوق نعت، صفحہ ۱۶۱

۵۰۰......مرجع سابق، صفحہ ۱۶۴

Marfat.com

مآخذ و مراجع

- قرآن مجید

۱ امام محمد بن ادریس شافعی، متوفی ۲۰۴ھ، الام، مکتبہ کلیات الازہریہ، مصر

۲ محمد بن سعد، ۲۳۰ھ، طبقات کبریٰ، دار صادر، بیروت

۳ ابوعبداللہ امام احمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ، مسند امام احمد، دار صادر، بیروت

۴ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری، نور محمد اصح المطابع، کراچی

۵ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم، نور محمد اصح المطابع، کراچی

۶ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابی داؤد، مجتبائی

Marfat.com

۷ امام جعفر محمد بن جریر طبری، متوفی ۳۱۰ھ، جامع البیان فی تفسیر القرآن (المعروف تفسیر ابن جریر)، مطبع کبریٰ امیریہ، مصر

۸ امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی، متوفی ۴۳۰ھ، حلیة الاولیاء و طبقات الاصفیاء، دارالکتاب الغربی، بیروت

۹ امام حافظ ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی، متوفی ۴۶۳ھ، تاریخ بغداد، دارالکتاب العربی، لبنان

۱۰ امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری، متوفی ۴۶۵ھ، الرسالة القشیریہ، مصر

۱۱ شیخ ابوالحسن علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش، متوفی ۴۷۰ھ تقریباً، کشف المحجوب، (نسخہ تہران)، مرکز تحقیقات فارسی ایران واسلام آباد

۱۲ امام قاضی عیاض بن موسیٰ اندلسی، متوفی ۵۴۴ھ، الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، مصطفیٰ البابی حلبی، مصر

۱۳ ابن عساکر حافظ ابوالقاسم علی بن الحسن، ۵۷۱ھ، تاریخ دمشق الکبیر، داراحیاء التراث العربی، بیروت

۱۴ ابن حجر ہیتمی، ۵۹۴ھ، الصواعق المحرقة، مکتبہ قاہرہ، مصر

۱۵ شیخ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی ابن جوزی، متوفی ۵۹۷ھ، صفة الصفوة، دائرة المعارف، حیدرآباد دکن

۱۶ ابن جوزی، عبدالرحمٰن بن علی، م ۵۹۷ھ، المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، دارالکتب العلمیة، بیروت

۱۷ شیخ فریدالدین عطار نیشاپوری، متوفی ۶۲۰ھ، تذکرة الاولیاء، انتشارات زوار، ایران

۱۸ علامہ شہاب الدین یاقوت حموی، متوفی ۶۲۶ھ، معجم البلدان، دارصادر، بیروت

۱۹ علامہ ابوالحسن علی بن ابی الکرم الشیبانی المعروف بابن الاثیر، متوفی ۶۳۰ھ،

Marfat.com

اسد الغابہ، مکتبہ اسلامیہ، تہران
۲۰ عارف روم محمد بن محمد حسینی بلخی، جلال الدین رومی، ۶۷۲ھ، مثنوی مولانا روم، الفیصل لاہور
۲۱ علامہ شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلکان، متوفی ۶۸۱ھ، وفیات الاعیان، دار صادر، بیروت
۲۲ امام شرف الدین ابو عبداللہ محمد بن سعید بوصیری، ۶۹۵ھ، قصیدہ بردہ شریف، تاج کمپنی کراچی
۲۳ امام محمد بن مکرم المعروف بابن منظور، متوفی ۷۱۱ھ، مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر، دار الفکر، بیروت ۱۴۰۵ھ
۲۴ شیخ ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، متوفی ۷۴۰ھ، الاکمال فی اسماء الرجال، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی
۲۵ امام شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد ذہبی، متوفی ۷۴۸ھ، تذکرۃ الحفاظ، دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن
۲۶ ذہبی، ابو عبداللہ محمد بن احمد، ۷۴۸ھ، سیر اعلام النبلاء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت
۲۷ امام ابو محمد عبداللہ بن اسعد یافعی، متوفی ۷۶۸ھ، مرات الجنان، دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن
۲۸ شیخ ابو الفدا حافظ ابن کثیر دمشقی، متوفی ۷۷۴ھ، البدایہ و النہایہ، مکتبہ المعارف، بیروت
۲۹ علامہ عبدالقادر الحنفی، ۷۷۵ھ، الجواهر المضية فی طبقات الحنفية، دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن

Marfat.com

۳۰ حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ، الاصابہ، مصر

۳۱ حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ، تهذيب التهذيب، دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن

۳۲ حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ، هدی الساری مقدمة فتح الباری، ادارۃ الطباعة المنيريه، مصر

۳۳ حافظ بدر الدین محمود بن احمد عینی، متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری، ادارۃ الطباعة المنيريه، مصر

۳۴ حافظ امام جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ، جلالین، قدیمی کتب خانہ، کراچی

۳۵ حافظ امام جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ، حسن المحاضرہ فی اخبار مصر و القاهرہ، دار الکتب العلميه، بيروت

۳۶ حافظ امام جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ، شرح الصدور، دار احياء الكتب العربيه، مصر

۳۷ حافظ امام جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ، تفسیر در المنثور، میمنہ، مصر

۳۸ حافظ امام جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ، الحاوی للفتاوی، ادارۃ الطباعة المنيريه

۳۹ امام احمد قسطلانی، متوفی ۹۲۳ھ، ارشاد الساری، مصر

۴۰ امام احمد القسطلانی، ۹۲۳ھ، المواهب اللدنیة، مرکز اہل سنت فوربندر گجرات

۴۱ احمد بن محمد ابن حجر ہیتمی مکی، متوفی ۹۷۳ھ، الخیرات الحسان، دار الكتب العربيه الكبرى، مصر

۴۲ امام عبدالوہاب شعرانی، متوفی ۹۷۳ھ، لواقح الانوار فی طبقات الاخیار المعروف طبقات کبری، مکتبہ عبدالحمید احمد، مصر

Marfat.com

۴۳ علامہ عبدالوہاب شعرانی، ۹۷۳ھ، کشف الغمة عن جمیع الامة، مصطفیٰ البابی، مصر
۴۴ امام عبدالوھاب شعرانی، ۹۷۳ھ، الیواقیت و الجواھر، مصر
۴۵ امام عبدالوہاب شعرانی، متوفی ۹۷۳ھ، المیزان، مصطفی البابی الحلبی، مصر
۴۶ امام عبدالوہاب شعرانی، متوفی ۹۷۳ھ، المنن الکبریٰ، مصطفی البابی الحلبی، مصر
۴۷ خطیب شربینی محمد بن احمد الشربینی، ۹۷۷ھ، تفسیر السراج المنیر، دار المعرفة، بیروت
۴۸ شیخ محمد طاہر بن علی الہندی، متوفی ۹۸۶ھ، المغنی، تعمیر پرنٹنگ پریس، لاہور
۴۹ شیخ نصیر الدین مینائی، دسویں صدی ہجری، فتاوی برہنہ، مطبع نامی منشی نول کشور، ۱۳۰۲ھ
۵۰ علامہ علی بن سلطان محمد القاری، متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات، مکتبہ امدادیہ، ملتان
۵۱ علامہ علی بن سلطان محمد القاری، متوفی ۱۰۱۴ھ، الزبدة العمدة، نوید پرنٹنگ پریس، کراچی
۵۲ شیخ زین الدین محمد عبدالرؤف المناوی، ۱۰۲۱ھ، الکواکب الدریة فی تراجم السادة الصوفیة (طبقات کبریٰ للمناوی) دار صادر، بیروت
۵۳ حاجی خلیفہ مصطفیٰ بن عبداللہ کاتب چلپی، متوفی ۱۰۶۷ھ، کشف الظنون، اسلامیہ، تہران
۵۴ ابن العماد، ۱۰۸۹ھ، شذرات الذهب، دار احیاء التراث العربی، بیروت
۵۵ علامہ محمد باقر مجلسی، ۱۱۱۱ھ، جلاء العیون، انتشارات علمیہ اسلامیہ، ایران
۵۶ امام محمد عبدالباقی زرقانی، متوفی ۱۱۲۴ھ، شرح مواھب اللدنیہ، مصر
۵۷ علامہ اسماعیل حقی، ۱۱۳۷ھ، روح البیان، مصر
۵۸ علامہ سلیمان الجمل، ۱۲۰۴ھ، حاشیة الجمل علی الجلالین، عیسیٰ البابی الحلبی، مصر

Marfat.com

۵۹ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، ۱۲۳۹ھ، بستان المحدثین، مجتبائی، دہلی

۶۰ علامہ عبدالعزیز پرہاروی، ۱۲۳۹ھ، نبراس، ملک دین محمد اینڈ کو، لاہور،

۶۱ علامہ احمد بن محمد صاوی، متوفی ۱۲۴۱ھ، تفسیر صاوی، ازہریہ، مصر

۶۲ علامہ سید محمد آلوسی بغدادی، متوفی ۱۲۷۰ھ، تفسیر روح المعانی، دار احیاء التراث العربی، بیروت

۶۳ علامہ سید مومن بن حسن بن مومن شبلنجی، ولادت ۱۲۵۰ھ تقریباً، نور الابصار، مکتبہ یوسفیہ، مصر

۶۴ شیخ عمر بن احمد خرپوتی، ۱۲۹۹ھ، عصیدۃ الشھدۃ، نور محمد کارخانہ کتب، کراچی

۶۵ مولانا عبدالحی لکھنوی، متوفی ۱۳۰۴ھ، الفوائد البھیہ فی تراجم الحنفیہ، ندوۃ المعارف، ہند

۶۶ مولانا حسن رضا خاں، ۱۳۲۶ھ، ذوقِ نعت، دین محمدی پریس، لاہور

۶۷ محدث سورتی، علامہ وصی احمد، ۱۳۳۴ھ، ترجمہ امام طحاوی، شرح معانی الآثار، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی

۶۸ اسماعیل پاشا البغدادی، ۱۳۳۹ھ، ھدیۃ العارفین، اسماء المؤلفین و آثار المصنفین، مکتبہ اسلامیہ طہران، ۱۳۷۸ھ، (الطبعۃ الثانیۃ)

۶۹ یوسف الیان سرکیس، معجم المطبوعات العربیہ و المعربہ، مکتبہ سرکیس، مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر

۷۰ امام احمد رضا خاں قادری، اعلیٰ حضرت، متوفی ۱۳۴۰ھ، الامن و العلی، صابر الیکٹرک پریس، لاہور

۷۱ قاضی محمد سلیمان منصور پوری، ۱۳۴۹ھ، الجمال و الکمال، مکتبہ اسلامیہ لاہور

Marfat.com

۷۲ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی، متوفی ۱۳۵۰ھ، الانوار المحمدیة من المواہب اللدنیهة، مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر

۷۳ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی، متوفی ۱۳۵۰ھ، جامع کرامات اولیاء، دارالفکر، بیروت

۷۴ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی، متوفی ۱۳۵۰ھ، الفتح الکبیر، مصر

۷۵ شیخ انور شاہ کشمیری، متوفی ۱۳۵۲ھ، فیض الباری، مکتبہ حجازی، مصر

۷۶ ڈاکٹر محمد اقبال، ۱۹۳۸ء، اسرار ورموز، غلام علی پرنٹرز، لاہور

۷۷ اشرفعلی تھانوی، ۱۳۶۲ھ، کلید مثنوی، مطبع مجیدی، کانپور

۷۸ صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی، متوفی ۱۳۶۷ھ، خزائن العرفان، مرادآباد

۷۹ صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی، ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ھ، ثبت نعیمی، مرادآباد

۸۰ علامہ نور بخش توکلی، ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء، العمدة شرح البردة (عربی)، مطبعہ خادم التعلیم، لاہور، ۱۳۳۹ھ

۸۱ حافظ محمد اعزاز علی، ۱۳۷۴ھ/ ۱۹۵۵ء، تمهید النمارق لمن طالع کنز الدقائق، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی

۸۲ مولانا ظفر الدین بہاری، ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء، حیات اعلیٰ حضرت، مکتبہ نبویہ، لاہور

۸۳ مولانا مصطفیٰ رضا خاں، ۱۴۰۲ھ، الملفوظ، یونائیٹڈ انڈیا پریس، لکھنو

۸۴ فقیہ اعظم مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء، دیوان نور، مقبول احمد پریس، لاہور، ۱۹۵۴ء

Marfat.com

۸۵ اسماعیل احمد اسماعیل، جبر سراج، المسجد النبوی و مزارات اهل البیت، دار الشعب قاہرہ
۸۶ صالح یوسف معتوق، بدر الدین عینی و اثرہ فی علم الحدیث، دار البشائر، بیروت
۸۷ محمد جاد الحق ازہری، تقدیم شرح معانی الآثار، مطبعہ الانوار المحمدیہ، قاہرہ
۸۸ شیخ لطیف الرحمٰن، مقدمہ مسند امام طحاوی، مکتبہ الحرمین، ۱۴۲۶ھ
۸۹ اردو دائرۃ المعارف الاسلامیہ، دانش گاہ پنجاب یونی ورسٹی، لاہور
۹۰ ابتدائی انسائیکلوپیڈیا، اردو سائنس بورڈ، لاہور
۹۱ عبدالحق انصاری، مفتی اعظم مصر علامہ طہطاوی، فقیہ اعظم پبلی کیشنز، بصیر پور، ۱۴۲۵ھ
۹۲ ماہ نامہ سرگزشت، جنوری ۱۹۹۹ء

Marfat.com

تاثرات

حضرت علامہ فیض احمد اویسی رضوی، بھاول پور

''چند روز مصر میں'' باصرہ نواز ہوا۔ فقیر نے اسے پڑھنا شروع کیا تو چھوڑنا دل نے گوارا نہ کیا۔ اوّل تا آخر مکمل طور اور غور سے پڑھا۔ ماشاءاللہ خوب ہے۔ مصر جانے والوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ فقیر کو جانا نصیب ہوا تو اسے ساتھ لے جاوے گا۔ ان شاءاللہ تعالیٰ---

مولانا جمیل احمد نعیمی، کراچی

احقر نے ''چند روز مصر میں'' کا اوّل تا آخر بڑے ذوق وشوق سے مطالعہ کیا، اللہ کرے زور قلم اور زیادہ ہو۔

ویسے تو احقر نے بہت سے سفر ناموں کا مطالعہ کیا ہے لیکن اس سفر نامے کی بات ہی کچھ اور ہے۔ آپ کے سفر نامے کی یہ خوبی ہے کہ آپ نے اپنے تجربات و

Marfat.com

مشاہدات سے قاری کو ہم سفر بنانے کے ساتھ ساتھ بہت سی معلومات بھی فراہم کردی ہیں۔ آئندہ کام کرنے والوں کے لیے آپ کا تحقیقی اور تخلیقی سفرنامہ گائیڈ بک کا کام دے گا۔

علامہ صوفی محمد علی نقشبندی، سیال کوٹ

''چند روز مصر میں'' ہاتھ میں ہے، خود عالم تصور میں مصر میں ہوں، جو مصر میں ہو وہ مصر کو دیکھے یا لکھے؟ محبّ کا کمال ہے کہ دیکھا بھی اور لکھا ایسا کہ پڑھنے والا خود کو دیکھنے والے کی مثل پاتا ہے---تو---معلوم ہوتا ہے کہ سفر محبت کے مسافر نے اپنے قاری کو بھی اپنے ساتھ مسافر بنالیا ہے۔

''چند روز مصر میں'' میں درج حقیقتوں اور تحریری خوبیوں نے پھنسا بھی لیا، لپٹا بھی لیا اور اپنا بھی لیا، اپنایا ایسا کہ بار بار پڑھنے کو دل چاہا ہے۔ وہ مصر؟ جو مصرِ انبیاء علیہم السلام ہے، جو مصرِ صحابہ کرام و صحابیات رضی اللہ عنہم ہے، جو مصر اولیاء عظام و اقطاب ذی شان رحمۃ اللہ علیہم ہے، جو مصر شاہان اسلام ہے، جو مصرِ باغیانِ رب انعام ہے، کا تذکرہ پیرایہ محبت سے جہاں آگاہ مورخ کی مانند مستند ''محبّ'' کی محبتوں کا مؤرخانہ شہکار ہے۔ اس شاہکار کے محبین ''سفر محبت'' اور ''چند روز مصر میں'' کے بارے ''ہر گل را رنگ و بوئے دیگر است'' کے مصداق نذرانہ ہائے عقیدت پیش کرتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ

راقم السطور ہیچ میدان کی طرف سے چند سطور ''محبّ'' کے حضور، محبت سے ''برگ سبز'' کی مانند پیش ہیں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

محبّ کے اسلوب تحریر میں حسب موقع آیات بینات، احادیث طیبات، ملفوظات عارفین، مشاہدات کاملین اور حوالہ جات مورخین سے لبریز معلومات کے علاوہ

Marfat.com

عربی، فارسی، اردو اشعار کا انتخاب علمی عظمتوں کی دلیل ہے۔

شریعت وطریقت کے احکام و اسرار بھی اپنے اپنے مقام پر خود میں پنہاں انوار سے قلوب کو منور اور نگاہوں کو مخمور کرتے پائے جاتے ہیں، جو کہ محبؔ کے اپنے قلب صافی کی بین دلیل ہیں، بلکہ "نور اللہ" کے انوار و ثمرات اور اثرات و برکات ہیں اور اردو زبان کی ندرت الفاظ پر عبور کی قدرت اور اظہار جذبات و مقاصد پر مکمل گرفت بھی محبؔ کی زبان دانی اور روشن بیانی کا کمال ہے۔ بالخصوص اس بے پناہ انداز میں عقائد و مسلک کی گہرائی و گیرائی میں کہ ہر باب نمایاں و فروزاں ترین کر دیا ہے۔

علامہ محمد منشا تابش قصوری، مریدکے

یہ سفر نامہ بڑا وقیع، شان دار، روح پرور، دل کش تحریر سے مرصع، تاریخی اعتبار سے بڑی اہمیت کا حامل ہے، کیوں کہ بکثرت تاریخی مشاہد، مقابر، تبرکات اور شخصیات اسلامیہ سے اسے مزین کیا گیا ہے۔ آپ نے اپنے "سفر محبت" کو بڑا اہم مقصد بنا لیا ہے۔ محبت کے نام پر سفر تو بہت کرتے ہیں مگر ان کی محبت اپنی ذات تک محدود رہتی ہے۔ حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یونہی تو نام "محبؔ" نہیں رکھا تھا، آخر کسی وقت نام نے حقیقت کا روپ دھارنا ہی تھا۔ اب متن کی شرح "سفر محبت" کی صورت میں عیاں ہے۔ یکے بعد دیگرے آپ کی جان دار تحریروں کو دیکھ کر دلی مسرت ہوتی ہے۔ اس سفر نامہ میں بھی عقائد کی بڑی خوب صورتی سے ترجمانی و حفاظت کی گئی ہے۔ یہ نہایت مثبت قدم ہے، بقول آپ کے "اللہ کرے یہ سلسلہ ختم نہ ہونے پائے" ---

ڈاکٹر مفتی ضیاء الحبیب صابری (پی ایچ ڈی)، لاہور

آپ نے جس خوب صورتی سے اپنے شایان شان اس سفر کی روداد صفحہ قرطاس پر منتقل فرمائی --- سبحان اللہ، حق ادا کر دیا --- تحریر میں آپ کا حسن ذوق،

Marfat.com

حسن نظر اور قوت مشاہدہ کی دلیل ہے--- قاری کی حیثیت سے میرے محسوسات ہیں: میں گویا آپ کے ساتھ ہم سفر تھا اور تحریر کے آئینے میں آپ کے مشاہدات پردۂ سیمیں کی طرح ذہن میں اجالا کر رہے تھے---

پروفیسر مولانا خلیل احمد نوری ، لاہور

یہ سفر نامہ علم و ادب اور تصوف و روحانیت کا حسین امتزاج ہے، مصنف کا انداز بیاں ایسا شستہ، شگفتہ اور رواں دواں ہے، جو قاری کو پوری طرح اپنی گرفت میں لے لیتا ہے--- دلوں میں اتر جانے والی یہ تحریر بلاشبہ لائق مطالعہ ہے---

محترم اقبال قادری ، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

مصر میں گزارے ہوئے چند روز کی اشاعت معلومات میں اضافہ کا باعث بنی، ایسی معلوماتی تحریر کی اشاعت نہایت احسن اقدام ہے---

مولانا عطاء محمد گولڑوی ، لاہور

''چند روز مصر میں'' نے دل کو روشن اور دماغ کو مہکا دیا، جب اسے پڑھا تو یوں محسوس ہوا گویا حضور سیدی فقیہ اعظم علیہ الرحمہ کے فیوض و برکات کی نورانی کرنیں پھوٹ رہی ہوں---

محترم محمد عبد الستار طاہر ، لاہور

''چند روز مصر میں'' آپ کے اخلاص و محبت کا مظہر ہے، قدم قدم پر اس سفر محبت کے جلوے دکھائی دیتے ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے قاری بھی آپ کا ہم سفر ہو اور آپ الفاظ میں منظر کشی کر رہے ہیں--- تاریخی پس منظر کے ساتھ زیارات کے بارے میں قاری کی توقع سے بڑھ کر آپ نے معلومات فراہم کر دی ہیں۔ جیسے کوئی اپنے سفر کی جزئیات تک کو سمیٹ لینا چاہتا ہو--- آپ کے قلم نے سینۂ قرطاس پر الفاظ کی

Marfat.com

صورت مناظر سامنے رکھ دیے ہیں---

پروفیسر علامہ محمد الیاس اعظمی، لاہور

حضرت صاحبزادہ مفتی محمد محبّ اللہ نوری مدظلہ علمی وعوامی حلقوں کے اندر اب کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں، انھوں نے ''پدرم سلطان بود'' کا مصداق بننے کی بجائے ''الولد سر لابیہ'' کی عملی تصویر بن کر اور شبانہ روز محنت کے ذریعہ خود کو منوایا ہے۔ موصوف کے ثقہ وممتاز اور جید عالم ہونے میں تو کسی کو کوئی شک ہے نہ کلام، اس اعتبار سے ان کے خامہ وقلم سے نکلنے والے ایک ایک لفظ کے اندر علمی ثقاہت کا بیش بہا خزانہ تو ہوگا ہی، لیکن ایک شخص جس نے بصیر پور جیسے دور افتادہ علاقے میں مسجد ومدرسہ کی چٹائیوں پر بیٹھ کر اپنی علمی زندگی کی خشت اوّل رکھ کر تکمیل بھی اسی ماحول میں کی ہو، ایسی شخصیت اگر سوانح نگاری اور سفر نامہ لکھنے کے لیے قلم اٹھائے اور ہر دو اصناف ادب کے جملہ تقاضوں کو اس احسن ومنفرد طریقہ سے پورا کرے کہ اہل ادب داد دیے بغیر نہ رہ سکیں، تو کہنا پڑتا ہے کہ ''ایں سعادت بزور بازو نیست''۔

سوانح نگاری میں ''مرتضیٰ مشکل کشا مولا علی'' اور ''ورفعنالك ذكرك کا ہے سایہ تجھ پر---غوث الوریٰ بحیثیت مظہر مصطفیٰ'' لکھ کر حضرت صاحبزادہ صاحب پہلے ہی علمی وادبی حلقوں سے داد وصول کر چکے ہیں، اب ''چند روز مصر میں'' کے عنوان سے سفر نامہ لکھ کر انھوں نے ایک مرتبہ پھر اہل علم وادب کو داد وتحسین کا مقروض کر دیا ہے۔

اپنے سفر نامہ میں انھوں نے جو اسلوب نگارش، طرز تحریر اور اندازِ بیان اختیار کیا ہے، وہ اس قدر عام فہم اور مشاہدہ سے بھرپور ہے کہ قاری الفاظ کی منظر کشی کرتے ہوئے اپنی آنکھ سے منظر بینی تک جا پہنچتا ہے۔ دورانِ مطالعہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ مصنف ممدوح اپنے قاری کو ہاتھ کی انگلی پکڑے ہر پیش منظر کا پس منظر بھی بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔

Marfat.com

یوں یہ کہنا خلاف حقیقت نہ ہوگا کہ ''چند روز مصر میں'' معلومات کا خزینہ اور دل ودماغ کو روشن کر دینے والے علم وادب اور تصوف وروحانیت کے انمول موتی، بلکہ موتیوں کا گنجینہ ہے، جن کو بڑی خوب صورتی کے ساتھ ایک مالا میں پرودیا گیا ہے۔ ان موتیوں میں تاریخی مشاہد ومقابر، زیارات، تبرکات اور شخصیات کے تذکار وحالات شامل ہیں، جو قاری کو بیک نظر اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں۔

مختصر یہ کہ یہ سفر نامہ بڑا وقیع، طرح دار، روح پرور اور دل کش تحریر سے مرصع ہے، جو قاری کو حسن ذوق، حسن نظر کی دولت عام کرتے دکھائی دیتا ہے۔ امید ہے کہ قارئین اس سفر نامے کا مطالعہ کرتے وقت مذکورہ اوصاف کو خود جان لیں گے۔

پروفیسر حافظ محمد اعظم نوری، گوجرانوالا

''چند روز مصر میں'' دنیائے علم وادب کا ایک حسین وجمیل مرقع ہے، جو قاری کو حقائق پر مبنی معلومات کے ساتھ ساتھ روحانی دنیا کے رخشندہ وتابندہ ستاروں سے قلبی وذہنی وابستگی کو مستحکم کرتا ہے۔

الحاج مرزا امداد حسین، فیصل آباد

یہ ایک مکمل سفر نامہ، تذکرۃ الاولیاء، اقوال زریں اور تاریخی معلومات کا بیش بہا خزانہ اور مصر کی سیاحت کے لیے ایک بہترین گائیڈ ہے۔ گرامی قدر مصنف کی شوخیٔ تحریر اور جذبات ومحسوسات نے کتاب کے حسن میں وہ رنگ بھر دیا ہے کہ قاری دورانِ مطالعہ خود کو مصر میں فاضل مصنف کے ہمراہ محسوس کرتا ہے۔

Marfat.com

قطعہ تاریخ سال طباعت

کتاب لاجواب، موسوم بہ ''چند روز مصر میں''

از خامہ عنبر شمامہ مکرمی حضرت محمد محب اللہ نوری زید مجدہ، مدیر اعلیٰ
ماہنامہ نور الحبیب، شیخ الحدیث و مہتمم دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف

''آفتاب علم و معرفت''

۱۴۲۰ھ

یہ کتاب ایسا افق ہے جس کے دامن کا ہے حسن
علم و عرفاں کی دھنک تہذیب و حکمت کی شفق
اس میں ان کا روح پرور تذکرہ مرقوم ہے
سر زمین مصر میں مدفون ہیں جو اہل حق
عمر بھر خلق خدا کو ان بزرگوں نے دیا
طاعت حق، طاعت محبوب باری کا سبق

Marfat.com

یہ محبت اللہ نوری کا ہے شہکارِ قلم
کوئی پیچیدہ عبارت ہے نہ مضموں ہے ادق
دل نشیں اوّل سے آخر تک ہے اس کا باب باب
ذوق افزا ، آگہی افروز اس کا ہر ورق
مطلع خورشید فکرِ نو ہے نوری کا دماغ
یہ ہے بے شک لطف خاص وبخشش رب الفلق
اس کا سال طبع ، تائید سروش غیب سے
یوں کہا طارق نے ''سوغاتِ عزیزِ مصرِ حق''

۱۹۹۹ء

ہدیہ اخلاص منجانب
طارق سلطان پوری

نور الحبیب کا خاص شمارہ ''چند روز مصر میں'' کے جو صفحات نظر سے گزرے ہیں، وہ آپ کی قوت مشاہدہ، انداز بیان کی طرفگی و شگفتگی، ابلاغ کی ایک خاص نہج، جو اولیاء اللہ کی محبت وعقیدت کی روشنی سے منور ہے، کے حسین وجمیل نمونے ہیں--- اس علمی وعرفانی کاوش سعید کے لیے آپ محبان صحابہ، شیدائیان اہل بیت اطہار و نیاز مندان اولیاء وعلماء کے دلی شکریے کے مستحق ہیں--- میں آپ کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں---ع

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

Marfat.com

چمن دل ربائے ارضِ نیل

۱۴۳۱ھ

قطعہ تاریخ کتاب مستطاب "چند روز مصر میں" طبع ثانی

اس کی شہرت کا علم اونچا رہا ہر دور میں
ہر زمانے میں رہا رونق سے پُر بازارِ مصر

یہ نئی چھب کی، محب اللہ نوری کی کتاب
ایک دیدہ زیب ہے آئینہ اخیار مصر

منفرد تاریخ اس کی، جو ہے صدیوں پر محیط
بے مثال ولاجواب، حیران کن آثارِ مصر

قبل از اسلام، بعد از دینِ حق اسلام بھی
خامۂ نوری نے دکھلائے ہیں وہ ادوارِ مصر

اس کا جو فکر و عمل کل تھا بیاں اس کا بھی ہے
اس میں ہیں موجود، جو ہیں آج کے افکارِ مصر

اس کی تہذیب وسیاست، عالمی اس کا مقام
اس کا ماضی کا رویہ، آج کا کردارِ مصر

نامور اصحابِ علم و کاملانِ معرفت
انبیاء و اولیاء، خدامِ دیں، ابرارِ مصر

ذکرِ اہلِ بیت و اصحابِ رسولِ مجتبیٰ
کردیے نوری نے اس میں مجتمع انوارِ مصر

حلقہ ہائے علم وعرفاں میں سراہا جائے گا
یہ دل آویز و حسیں مجموعۂ اخبارِ مصر

دیدہ ور نوری کے ہیں ممنون مشتاقانِ علم
جس نے پہنچائی ہے ان تک نکہت گلزارِ مصر

چیدہ چیدہ اس میں تصویریں بھی شامل کی گئیں
آشکارا جن سے ہے زیبائی رخسارِ مصر

میں نے طارق اس کی یوں تاریخِ طبعِ نو کہی
یہ جہانِ "اوج و حسن و خوبیِ اذکارِ مصر" ۲۰۱۰ء

کی رقم تاریخ دیگر بھی بتائید سروش
کیفیت آور ہے "طیب محفل اذکارِ مصر" ۱۴۳۱ھ

محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری

Marfat.com

جانشین حضرت فقیہ اعظم

صاحبزادہ مفتی **محمد محب اللہ نوری** زید مجدہ

کا علم و ادب اور تصوف و روحانیت سے بھرپور

عراق کا سفرنامہ

انبیاء کرام، صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، محبوبانِ بارگاہ الٰہی اور
تاریخی مشاہد و مقابر کا نہایت حسین اور ایمان افروز تذکرہ

سفرِ محبت

(بصیرپور سے بغداد معلیٰ تک)

عشق و محبت اور احترام و عقیدت سے لبریز
روح پرور اور وجد آفرین تحریر

فقیہِ اعظم پبلی کیشنز
دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیرپور (اوکاڑا)

Marfat.com

Marfat.com

جانشینِ حضرت فقیہ اعظم

صاحبزادہ مفتی محمد محب اللہ نوری زید مجدہ

کی ایمان افروز نگارشات

تصانیف

- رحمۃ للعالمین ﷺ کا پیغامِ امن
- گستاخِ رسول کا شرعی حکم
- ظہورِ نورِ مصطفیٰ ﷺ
- میلاد النبی۔۔۔ صاحبِ میلاد کی کرم نوازیاں
- جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
- رفعتِ شانِ رفعنا لک ذکرک
- افضلیت مدینہ منورہ
- ارمغانِ محبت (نعتیہ کلام)
- اسلام اور تصوف
- مخزنِ صدق وصفا۔۔۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
- باب مدینۃ العلم۔۔۔ مرتضیٰ مشکل کشا، مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم
- حبِ اہل بیت
- بلال باکمال رضی اللہ عنہ
- حضرت فقیہ اعظم کے استاذِ مکرم مفتی اعظم سیدی ابوالبرکات اپنے مکاتیب کے آئینے میں
- چند روز مصر میں (سفرنامہ مصر)
- سفرِ محبت (حصہ اول)۔۔۔ بصیر پور شریف سے بغداد معلی تک
- ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر۔۔۔ (غوث الوریٰ بحیثیت مظہر مصطفیٰ)
- سلطان الہند خواجہ خواجگان معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ
- شہنشاہِ ولایت حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ
- استاذ ابوالقاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ
- امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
- امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ
- صاحب دلائل الخیرات رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت باباجی ابوالنور محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ
- فقیہ اعظم۔۔۔ پیکرِ شفقت
- وقت کی قدر کیجئے

ترتیب وتدوین

- فتاویٰ نوریہ (جلد اول تا [illegible])
- خطبات [illegible]

تراجم

- [illegible]

فقیہ اعظم پبلی کیشنز بصیر پور (اوکاڑہ)

Marfat.com